بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا يمنعن احدكم هيبة الناس ان يقول بحق اذا علمه

ترجمہ: لوگوں کا ڈر تم میں سے کسی کو حق جاننے کے بعد حق کہنے سے نہ روکے

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۳۶)

انقلابی - اصلاحی

پیغامات

جلد اوّل

از محرم ۱۴۰۲ھ تا صفر ۱۴۰۳ھ

مُرتّب

علامہ علی احمد سندھیلوی

شعبۂ نشر و اشاعت

اِخوان المومنین، پاکستان

۱۵۰ راوی روڈ نزد پیر مکی لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

الا لا يمنعن رجلاً منكم هيبة الناس ان يقول بحق اذا علمه

ترجمہ: لوگوں کا ڈر تم میں سے کسی کو حق جاننے کے بعد حق کہنے سے نہ روکے

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۳۷)

انقلابی - اصلاحی

پیغامات

جلد اوّل

از محرم ۱۴۰۲ھ تا صفر ۱۴۰۳ھ

مُرتّب

علامہ علی احمد سندھیلوی

شعبہ نشر و اشاعت

اِخوان المومنین، پاکستان

۱۵۰، راوی روڈ نزد پیر مکی لاہور ۲

20 ارب ملک میں سالانہ گیارہ [illegible]

پنجاب میں 12 کروڑ کا [illegible] خرچ [illegible] 11 ارب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلد ——— اوّل

کتاب ——— پیغامات

مرتب ——— علامہ علی احمد سندھیلوی

بارِ اوّل ——— صفر المظفر ۱۴۰۵ھ / نومبر ۱۹۸۴ء

مطبع ——— لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور

کاتب ——— دل محمد لاہور

ناشر ——— اخوان المومنین پاکستان

تعداد ——— پانچ صد

ہدیہ ——— چوبیس ۲۴ روپے

ملنے کا پتہ

(۱) مسجد اخوان المومنین پاکستان
نمبر ۱۵ راوی روڈ۔ لاہور

(۲) اونچی مسجد۔ بنگلہ ایوب شاہ
چونہ منڈی لاہور زون ۵

(۳) محمد رشید نقشبندی خطیب جامع مسجد ملک ایاز۔ رنگ محل چوک لاہور

(۴) بزمِ غلامانِ مصطفٰے (رجسٹرڈ)۔ مرکزی دفتر کچہری بازار اوکاڑہ۔ فون ۳۸۶۹

پیش لفظ

آئندہ صفحات میں ہم نوجوان فکر، انقلابی شخصیت علامہ علی احمد سندیلوی صاحب کے وہ سترہ "انقلابی پیغام" پیش کر رہے ہیں۔ جو مولانا نے سنہ ۱۴۰۱-۱۴۰۴ء کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً اصلاحِ اُمت کے متعلق تحریر فرمائے۔

ان میں ملّی و اخلاقی کمزوریوں اور لغزشوں کی اُن مہیب صورتوں کی نقاب کُشائی کی گئی ہے جو ہماری قومی زندگی کو گھُن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔

ان میں انہوں نے صدرِ مملکت سے لے کر عام آدمی کی رگِ بیمار پر نشتر ہی نہیں رکھا۔ بلکہ شفیق اور مہربان طبیب کی طرح مرہم بھی لگایا اور دوا اور اس کا استعمال بھی بتایا ہے۔

الحمدللہ موصوف کی اس کوشش کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے بار آور بھی کیا کہ کئی اشخاص ان انقلابی پیغامات کو پڑھ کر اپنی سابقہ زندگی سے تائب ہو کر قرآن و سُنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عہد کر چکے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

ہم اپنے آپ کو عنداللہ ماجور سمجھیں گے۔ اگر کوئی صاحب ان پیغامات کو تعمق نظر سے پڑھے اور ان کے صحیح مطلب کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

السعی منا والاتمام من اللہ

شیخ کلیم الدین ناظم نشر و اشاعت اخوان المومنین پاکستان

لاہور۔ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء

عرضِ دِل!

احقر العباد احباب کرام کی خدمت میں ان پیغامات کا مطالعہ کرنے سے پہلے اتنا عرض کر دینا چاہتا ہے کہ ان کو اسی بیدار مغزی، حرّیت وحق پرستی کی رُوح کے ساتھ مطالعہ فرما دیں جو اسلام کا خصوصی امتیاز ہے اور جس کی وجہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اجتہاد کے خلاف ایک غریب بُڑھیا کے دلائل کو قبول کرنے سے عار نہیں سمجھا اور اپنا جاری کردہ حکم واپس لے لیا تھا۔

اِن پیغامات کو پڑھیئے ــــ دیکھیئے ہم کیا تھے
پھر اپنے آپ کو دیکھیئے ــــ ہم کیا ہیں
اِس کے بعد سوچیئے ــــ کہ ہمیں کیا ہونا چاہیئے

لیکن یاد رکھیئے اِرشاد خداوند تعالیٰ ہے:۔
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ط
"اللہ تعالےٰ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہیں بدل لیتی"

خادم المؤمنین:۔
علی احمد سندیلوی
۸ محرم ۱۴۰۵ھ (۴/۱۰/۱۹۸۴)

کُلّی یا جُزوی طور پر
تائید کرنیوالے عُلمآ اور دانشور

۱- مولانا محمد مہر دین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
۲- مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہلسنت و جماعت) پاکستان و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۳- مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ لاہور۔
۴- مولانا ابوالریان محمد رمضان صاحب مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور۔
۵- مولانا محمد گل احمد خان صاحب عتیقی مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد
۶- مولانا عبداللطیف صاحب نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۷- مولانا عبدالحکیم صاحب شرف قادری صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۸- مولانا محمد رشید صاحب نقشبندی مدرس دوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و مرکزی نائب ناظم اعلیٰ جمیعت علما جموں کشمیر۔
۹- مولانا سیّد غلام مصطفیٰ صاحب عقیق بخاری مدرس و سابقہ ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۱۰- مولانا حافظ عبدالستار صاحب قادری سعیدی مدرس و ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۱۱- مولانا محمد صدیق صاحب سعیدی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۱۲- مولانا قاضی محمد عبدالوحید ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۱۳- مولانا عبدالمجید صاحب افغانی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۴- مولانا محمد اکبر صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور حال مہتمم جامعہ محمدیہ ضیاء القرآن جام پور راجن پور ڈیرہ غازی خاں -

۱۵- مولانا حافظ خان محمد صاحب سابق مدرس و نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور -

۱۶- مولانا محمد امین صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور -

۱۷- مولانا عبد الحق صاحب افغانی سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور - حال شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور -

۱۸- مولانا عبد اللطیف مدرس درس نظامیہ جامعہ نعیمیہ لاہور -

۱۹- مولانا ابو المصباح محمد الیاس صاحب ہزاروی مہتمم جامعہ رضویہ مصباح العلوم جڑانوالہ و خلیفہ مجاز حضرت محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۰- استاد القراء قاری علی احمد صاحب مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد -

۲۱- مولانا عبد القیوم خان صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور

۲۲- مولانا عبد الغفور صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ رضویہ بیگم پیر گوجر پورہ لاہور

۲۳- مولانا محمد شفیع صاحب رضوی ناظم اعلیٰ انجمن نعمانیہ پاکستان لاہور -

۲۴- استاذ القراء قاری محمد یوسف صاحب صدیقی ناظم اعلیٰ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم مستی گیٹ لاہور -

۲۵- مولانا محمد حنیف صاحب مدرس دار العلوم نعمانیہ رضویہ لاہور -

۲۶- مولانا محمد اشرف صاحب صدر مدرس دار العلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ بیگم پیرہ گوجر پورہ - لاہور -

۲۷- مولانا قاری محمود الحسن صاحب صدر مدرس تجوید القرآن مسجد وزیر خان لاہور

۲۸- مولانا حسن علی صاحب بریلوی رضوی میلسی ملتان -

۲۹- مولانا محمد انوار الاسلام صاحب سابق ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور -

۳۰- مولانا عبد اللطیف صاحب صدیقی ناظم اعلیٰ جامعہ جماعتیہ حیات القرآن لاہور

۳۱- مولانا ابو الاعجاز محمد بشیر مصطفوی صاحب مہتمم دار العلوم محمدیہ نظامیہ میرپور آزاد کشمیر

۳۲- مولانا سید محمد اسحاق نقوی صاحب گوجرہ بانڈی مظفر آباد آزاد کشمیر

۳۳- مولانا مفتی غلام رسول صاحب جامعہ عربیہ محمدیہ لالہ موسیٰ -

۳۴- مولانا عبد الرشید صاحب قریشی مدرس درس نظامی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی

۳۵- مولانا غلام صدیق صاحب مفتی دار العلوم جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور -

۳۶- مولانا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ قصور -

۳۷- مولانا پیر محمد صاحب چشتی مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور بیرون یکہ توت -

۳۸- مولانا محمد اسحاق صاحب اوکاڑوی جامعہ العلوم مرکزی جامع بریلوی خانیوال ملتان -

۳۹- مولانا محمد اسحاق صاحب نعیمی نقش بندی گجراتی دہاڑی -

۴۰- مولانا جلال الدین صاحب قادری گورنمنٹ ہائی سکول کھاریاں گجرات -

۴۱- مولانا سید ریاست علی صاحب قادری بریلوی - ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی -

۴۲- ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ (سندھ) پاکستان

۴۳- پروفیسر طاہر القادری صاحب بانی ادارہ منہاج القرآن لاہور -

۴۴- صاحبزادہ محمد سلیم حماد صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور -

۴۵- مولانا محمد اقبال صاحب خطیب تعلیم القرآن نوری مسجد رحمانیہ ریگو روڈ لاہور

(ش)

۴۶ - مولانا محمد بخش ہزاروی چشتی نظامی ہری پور - ہزارہ -
۴۷ - مولانا اللہ دتہ چشتی صاحب مدرس مدرسہ عربیہ فریدیہ خطیب پور سادات لودھراں ملتان -
۴۸ - مولانا حافظ عطاء اللہ صاحب جامع مسجد مدنی اہلسنت والجماعت جہلم
۴۹ - مولانا حافظ محمد بخش صاحب امام جامع مسجد پہاڑپور لیہ -
۵۰ - مولانا غلام محمد صاحب قادری اویسی مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار مدینہ فیض القرآن ممتاز آباد - ملتان -
۵۱ - مولانا محمد عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد مراد آباد مظفر گڑھ -
۵۲ - مولانا عبدالستار صاحب کرم علی والا شجاع آباد - ملتان -
۵۳ - مولانا حمید الرحمن صاحب مدرس دار العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور -
۵۴ - مولانا حافظ محمد یار صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ انوار القرآن بستی حاجی محمد سلیمان بہاولنگر -
۵۵ - مولانا غلام محمد صاحب بانی مدرسہ ربانیہ حفظ القرآن ٹوونگہ بہاولپور -
۵۶ - مولانا عبدالرشید صاحب مسعود خطیب و مہتمم مدرسہ انوار الحدیث مراد آباد - میاں چنوں - ملتان -
۵۷ - مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب ٹرسٹ - جامع مسجد اہلسنت والجماعت اورنگی - کراچی -
۵۸ - مولانا سید حمید الرحمن صاحب خطیب و لائبریرین فضل دکی ٹمبل اسلام آباد
۵۹ - قاری محمد ہاشم صاحب مدرس مخزن العلوم مظفر گڑھ -
۶۰ - مولانا فاروق احسان اللہ صاحب خطیب جامع مسجد بستی دین پور مظفر گڑھ
۶۱ - مولانا محمد الف الدین صاحب خطیب مسجد نیو کٹاریاں راولپنڈی -
۶۲ - مولانا محمد رفیق صاحب رضوی خطیب نئی آبادی چیانوالی موڑ امین آباد گوجرانوالہ
۶۳ - مولانا ابوالقادر احمد دین نقشبندی خطیب چک 5/B-15 جنوبی تر تاگی بہاولپور

(ص)

۶۴ - جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری بانی مجلس رضا لاہور -
۶۵ - جناب محمد رفیع رضا صدر بزم غلامانِ مصطفےٰ اوکاڑہ -
۶۶ - جناب عبدالقادر صاحب ناظم انجمن طلباء اسلام حسن ابدال -
۶۷ - جناب مقبول احمد صاحب ممبر زکوٰۃ عشر کمیٹی گول بازار فیصل آباد -
۶۸ - جناب سید عارف محمود صاحب مہجور رضوی رکن سنی رائٹرز گلڈ گجرات -
۶۹ - مولانا سید امین علی نقوی - ریلوے روڈ - لاہور -
۷۰ - مولانا خواجہ مصلح الدین صاحب ایم۔اے - بی ایڈ گورنمنٹ ہائی سکول بڈھا گورایہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ -
۷۱ - مولانا حاجی محمد اعظم صاحب مسجد حاجی پیر بخش گجرات -
۷۲ - جناب محمد اسحٰق خان صاحب قادری سیکرٹری نشریات جماعت اہلسنت راولاکوٹ و جمعیت العلماء جموں و کشمیر (آزاد کشمیر)
۷۳ پروفیسر حبیب صاحب مجاہد ایم۔اے فیصل آباد
۷۴ - کیپٹن فضل کریم صاحب ضلع راولپنڈی -
۷۵ - مولانا قاری محمد عبدالعزیز صاحب رضوی بیٹھک چوکیاں ضلع پونچھ آزاد کشمیر
۷۶ - مولانا عبدالستار صاحب ڈونک - ملتان -
۷۷ - حکیم عبیداللہ صاحب انور منڈی ہیرا سنگھ اوکاڑہ -
۷۸ - مولانا حافظ عطاء الثقلین خطیب جامع مسجد گورکھو سنگھ والا بھلوال -
۷۹ - مولانا مفتی محمد شفیع صاحب منڈی کاموکے - گوجرانوالہ -
۸۰ - مولانا محمد انور صاحب ثاقب فلسفی سابق مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور -
۸۱ - محمد صادق عسکوی لیکچرار عربی اسلامک کالج لاہور -
سابق مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ

۸۲- صاحبزادہ سید عاشق حسین شاہ صاحب سجادہ نشین سرہند شریف چک ۴۲ موڑ براستہ سانگلہ ہل شیخوپورہ۔

۸۳- قاری دوست محمد صاحب صدر مدرس شعبہ تجوید جامعہ جامعتیہ حیات القرآن لاہور۔

۸۴ مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ نقشبندیہ مجددیہ جامع مسجد نور کالج روڈ۔ ڈسکہ۔

۸۵ مولانا حافظ محمد بشیر احمد صاحب مدرس جامعہ نقشبندیہ مجددیہ - جامع مسجد نور- کالج روڈ- ڈسکہ۔

۸۶ جناب ضیاء الدین صاحب لاہوری- رکن سُنّی رائٹر گلڈ پاکستان لاہور۔

۸۷ مولانا محمد رفیق صاحب مدرس جامعہ نقشبندیہ مجددیہ- جامع مسجد نور- کالج روڈ - ڈسکہ۔

۸۸ قاری فواج دین صاحب مہتمم جامعہ جامعتیہ حیات القرآن لاہور۔

۸۹ مولانا علامہ مقصود صاحب عرس آفیسر پنجاب لاہور۔

۹۰ راجہ رشید محمود صاحب رکن سنی رائٹر گلڈ لاہور۔

۹۱- مولانا محمد اجمل صاحب قادری رکن مجلس ادارت ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۹۲ مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رکن مجلس ادارت 〃 〃

۹۳ جناب محمد ظہیر صاحب 〃 〃 〃 〃

۹۴ قاری رفیع الدین صاحب بانی مدرسہ محمدیہ رضویہ رنگ محل لاہور۔

۹۵ علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب مدیر ترجمان القرآن لاہور۔

۹۶ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب المحرف موج دریا خطیب جامع مسجد مدنی گنج بخش پارک- لاہور۔

مولانا محمد طفیل صاحب مدرس و انچارج لائبریری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

مولانا محمد رمضان صاحب قادری لیکچرار یونیورسٹی و مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(باقی آئندہ)

میری توبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا عباد اللہ اعینونی - یا عباد اللہ اعینونی - یا عباد اللہ اعینونی

حضرت محترم زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے "شعبہ نشر و اشاعت اخوان المومنین کا اشتہار مرتبہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء بہ غور سے پڑھا آنکھیں کھل گئیں۔ دل دہل اٹھا جسم لرز گیا۔ اپنی کوتاہیوں پر ماتم کیا۔ اب دل سے توبہ کر لی ہے۔

اپنی حقیر پُرتقصیر زندگی جو باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر رہا ہوں۔ کیا آپ بزرگان دین اور اخوان المومنین مجھ گم شدہ راہ کو اپنا بھائی بنانے کو آمادہ ہیں؟

قاضی محمد عبد الحمید منتہی فاضل ادب ریٹائرڈ

نوٹ:- قاضی صاحب کا خط دو صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا عکس "مدارس اہلسنت کا پیغام تنظیم المدارس کے نام" میں شائع کر دیا ہے۔ اھلاً وسھلاً مرحبا آپ ہمارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صدق دل سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ (ادارہ)

افادیت کا اِقرار تو سب کو ہے

کھاریاں
۵ جمادی الآخر ۱۴۰۲ھ

محترمی جناب مولانا علی احمد صاحب
سندیلوی - زید مجدہ

سلام مسنون - مزاج گرامی !

پہلے پانچ کتابچے موصول ہوئے - کرم فرمائی کے لئے ممنون ہوں -

ہمارے قائد، صاحبانِ اقتدار، واعظ اور دیگر شہرت یافتہ حضرات میں سے اکثر حضرات وہ طرزِ عمل اپنائے ہوئے ہیں جو کسی طرح بھی محمود نہیں - آپ کی اصلاح احوال کی تحریک اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ اس روشِ بد پر چلنے والوں کے لئے آپ نے انہی کے اکابر اور پیشواؤں کے حوالہ ایک لائحہ عمل سامنے رکھ دیا ہے - مولا کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے - اور اس تحریک کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنائے -

آپ نے کتابچوں کے بارے میں فقیر کی رائے طلب کی ہے - سو اس بارے میں عرض ہے کہ ان کی افادیت کا اقرار تو سب کو ہے -

اگرچہ بعض زبانی اِقرار نہ کریں - مگر یہ فقیر اس قابل کہاں کہ اس پر رائے زنی کر سکے -

آپ کی پُرخلوص مساعی کے لئے دعائیں کرتا ہوں - جوابی لفافہ کی ضرورت نہ تھی -

وَالسّلام مع الاِکرام

فقیر محمد جلال الدین قادری عفی عنہ

الرّقم المسلسل (۱)

پانچ پیغام

○ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پیغام
حکام و عوام کے نام

○ امام حسین رضی اللہ عنہ کا پیغام
یزیدانِ جدید کے نام

○ مولانا یار محمد رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام
اُن کے متعلقین کے نام

○ ضروری پیغام
علما، مشائخ اور اساتذہ کے نام

○ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے نام ایک خط

مُرتّبہ: علی احمد سندھیلوی

شعبہ نشر و اشاعت :- اخوان المومنین، پاکستان

الرقم المسلسل ــــــــــ ١

کتاب ــــــــــ پیغامات

مرتب ــــــــــ علامہ علی احمد سندھیلوی

بارِ اوّل ــــــــــ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۴ھ / نومبر ۱۹۸۳ء

مطبع ــــــــــ المنیر پرنٹرز لاہور

کاتب ــــــــــ دل محمد لاہور

ناشر ــــــــــ اخوان المومنین پاکستان

تعداد ــــــــــ ایک ہزار

ہدیہ ــــــــــ ....

ملنے کا پتہ

(۱) مسجد اخوان المومنین پاکستان
نمبر ۱۵ راوی روڈ۔ لاہور

(۲) اونچی مسجد۔ بنگلہ ایوب شاہ
چونہ منڈی لاہور نمبر ۸

(۳) محمد رشید نقشبندی خطیب جامع مسجد
ملک ایاز۔ رنگ محل چوک۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب بالقابہ!

السلام علیکم!

سالِ نو مبارک سنہ ہجری کے موقعہ پر شہداءِ پاکستان کی روحوں کا یہ سوال بے جا نہیں کہ آج عیسائیت سے اسلام قبول کرنے والی لڑکی کو دارالامان کے باہر امن کیوں میسر نہیں؟ اور آٹھ کروڑ فرزندانِ توحید کی سرزمین میں اس کی زندگی کیوں غیر محفوظ ہے؟

اس سوال کا جواب اللہ تعالےٰ کے اس اِرشاد سے ملتا ہے جس میں مقاصد حکومت کا ذکر ہے وہ یہ کہ (نیکو کار مومن) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ

۱۔ (تعلق باللہ کے لئے) نماز کو اس کی جملہ شرائط کے ساتھ ادا کریں گے۔

۲۔ (غربت و افلاس دور کرنے کے لئے) بخوشی زکوٰۃ ادا کریں گے۔

۳۔ (اصلاح معاشرہ کیلئے) اچھائی کا حکم دیں گے۔

۴۔ اور (عیاشوں اور بدکاروں کو) برائی سے روکیں گے۔

۵۔ اور (اس کا انہیں یقین ہوتا ہے کہ) تمام معاملات کا انجام کار اللہ عزّوجل کے ہاتھ ہے۔ (الحج۔ ۴۱)

نہی عن المنکر کی حضور علیہ السلام نے اس اِرشاد میں وضاحت کی ہے۔ ''جو آدمی جہاں کہیں برائی دیکھے اس پر ضروری ہے''، کہ

۱۔ اسے ہاتھ سے روکے۔

۲۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے۔

۳۔ اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں پڑتی تو دل سے بُرا سمجھے اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہے۔ (رواہ مسلم)

{یہ کیا ایمان ہوا کہ برائی کو دل سے بھی برا نہ سمجھے ۔} (مرتب)

اقتدار و حکومت کی وضاحت حضور علیہ السلام نے اس طرح فرمائی ۔

(مسلمانو!) تم میں ہر ایک (اپنے چھوٹوں کا ذمہ دار اور) نگران (کی حیثیت رکھتا ہے) تم میں سے ہر شخص سے اس کی (ذمہ داری) اور نگہبانی کی بابت پوچھ ہوگی ۔ اور (تم میں سے جو اپنے وقت کا) حاکم ہے وہ اپنی رعیت کا ذمہ دار ہے اور اُن کے بھلے بُرے کا نگہبان ہے ۔ (اس ذمہ داری) اور نگہبانی کی بابت پوچھ ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں میں (ایک ذمہ دار اور) نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی کی بابت پوچھ ہوگی ۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں نگہبان ہے ۔ اس سے اس کی نگہبانی کی بابت پوچھ ہوگی ۔ راوی کا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا مرد اپنے باپ کے مال پر نگہبان ہے ۔ اس سے اس کی نگہبانی کی بابت پوچھ ہوگی ۔ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کی نگہبانی کی بابت پوچھ ہوگی ۔ (رواہ بخاری)

اور وہ اپنی کوتاہی کا جوابدہ ہوگا ۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے دل سے پوچھنا چاہیئے کہ کہیں میں تو کوتاہی کا مرتکب نہیں ہو رہا ؟ بقول سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ "اپنا محاسبہ کرو قبل اس سے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے ۔"

زندگی پھولوں پہ تو کٹ ہی جاتی ہے !
بات تب ہے جو کانٹوں پہ چل کر دیکھو

احقر العباد علی احمد سندھیلوی
یکم محرم ۱۴۰۳ھ
مورخہ ۱۶-۱۰-۱۹۸۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یوم فاروق اعظم کے موقعہ پر

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا پیغام

حکام و عوام کے نام

فاروقیت وہ مدرسہ ہے جہاں عالمگیر اخوت کا سبق ملتا ہے جہاں عالم افروز مساوات کی تصویریں دلکشی کا سامان مہیا کرتی ہیں ۔ فاروقیت وہ چمنستان ہے جہاں خود اعتمادی کی سرسبزی ، عزت نفس کی روشیں ، فرض شناسی کی خوش رنگیاں ، ایثار و قربانی کے مسکراتے ہوئے گل و عقیدۂ ایمان کے متبسم غنچے ، عمل اور جد و جہد کی شفاف نہریں عبادت کی رُوح پرور ہوائیں روحانیت کی جان بخش فضائیں ۔ عزائم کے اُونچے اُونچے پہاڑ اور محبت و عشق کے عرش بوس افلاک ۔ ہر صاحب نظر کو دعوت فکر دے رہے ہیں ۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ظلم کے چہرے سے نقاب الٹ دی اور اعلان کر دیا کہ ظلم جہاں کہیں ہو اور جس لباس میں ہو قابل نفرت ہے ۔ زہر مٹی کے پیالے میں ہو یا طلائی جام میں ہو بہرحال مہلک ہوتا ہے ۔ میکیاویلی اٹلی کا ہی نہیں ساری دنیا کا سیاسی رہنما ہے ۔ ارباب شعور نے شعوری طور پر ہر عہد اور ہر ملک میں اس پیروی کی ہے ۔ وہ حکومت اور مملکت کے مفاد کو اخلاق و آئین کی کسوٹی بتاتا ہے جو کام بادشاہ کرے حق ہے جو کام مملکت کے لئے مضر ہو وہ غلط ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بتایا کہ مملکت اور حکومت کے اوپر ایک دوسری طاقت ہے اور وہ اللہ جل جلالہٗ کی طاقت ہے ۔ حق و صداقت اور اخلاق و فضائل کا سرچشمہ وہی ہے ۔ آپ نے بتایا ظلم ظلم ہے خواہ وہ کسی چھوٹے آدمی سے سرزد ہو یا اس کا بانی کوئی بڑا آدمی ہو خواہ امیر المومنین ہو یا اس کا کوئی گورنر ۔

جب بھی یکم محرم آتا ہے بزبانِ حال حضرت فاروق اعظم کا پیغام ہماری رہنمائی

کرتا ہے کیونکہ اس کی روشنی آج بھی ایک عالم کو منوّر کر رہی ہے وہ پیغام یہ ہے
"اللہ تعالےٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان اطاعت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔ تمام انسان خواہ شریف ہوں خواہ کمینے، خدا کے نزدیک سب برابر ہیں۔ خدا ان کا پالنے والا ہے وہ اس کے بندے ہیں۔ عبادت (احکامِ خداوندی کے مطابق زندگی کے تمام شعبوں میں عمل کرنے) کے ذریعے سے کم و بیش درجات حاصل کرتے ہیں اور اطاعت کے کے ذریعے اس کی بارگاہ سے سب کچھ پاتے ہیں۔

پس تم وہی طریق کار اختیار کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے بعثت سے لے کر وقتِ وصال تک کرتے دیکھا ہے۔ اس طریقے کو مضبوطی سے پکڑو وہی طریقہ سب سے بہتر ہے۔

"میں تم کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو ترک کیا اور اس سے روگردانی کی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھاؤ گے۔"

اور مسجد نبوی میں اپنے خطبہ میں فرمایا۔

"دوستو! کوئی مدعی ہم سے اپنا ایسا دعویٰ تسلیم نہیں کرا سکتا ہے جس کی بنیاد معصیت خداوندی پر ہو۔ اور میری تحویل میں جو مال ہے اس کے استحقاق کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) صحت مطالبہ (۲) عطایا میں انصاف (۳) دعاوی میں صداقت اور اس مال سے میرا ذاتی واسطہ کہاں تک ہے؟

میں ظلم کنندہ کو معاف نہیں کر سکتا۔ ایسے بدعنوانوں کو پیروں تلے روند دیا جائے گا۔

اے لوگو! میرے ذمہ آپ کے متعدد حقوق ہیں۔

(۱) میں تمہارے مالی واجبات از قسم غنیمت لانے کی حوالگی میں کسی وجہ کے بغیر التوا نہ کروں۔ (۲) اس سے غیر مستحق کو محرومی۔ (۳) تمہارے وظائف اور

عطایا میں اضافہ (۴) فوجی چوکیوں کی نگہداشت۔ (۵) مسلمانوں کو جنگ کی آگ سے بچانا۔ (۶) فوجی چوکیوں کے متعینہ سپاہیوں کی تبدیلی۔

"اے دوستو! وقت کی نزاکت دیکھئے، امانت داری کس طرح ختم ہو رہی ہے۔ قرآن خوانی کی کثرت اور تفقہ مفقود ہے۔ حرص و طمع کی گرم بازاری ہے۔ ہر شخص دنیا کا طلب گار ہے اور دنیا ہے کہ شعلہ جوالہ کی مانند ہے۔ اپنے طلب گار کو ہی بھسم کئے جا رہی ہے۔

سن لیجئے! میں نے عمال کو بادشاہ اور حکمران بنا کر متعین نہیں کیا بلکہ امام ہدایت کی حیثیت سے نامزد کیا ہے۔ وہ عوام کی رہبر ہیں۔ عمال کے ذمے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے کہ ان کی بے جا تعریف کر کے انہیں فتنوں میں نہ گرا دیں۔ عاملوں کو چاہیئے کہ عوام کی دادرسی کے وسائل عام کر دیں ورنہ بڑے لوگ غریبوں کو پامال کر دیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ عمال نیچے طبقے کی فریاد سننے سے اغماض برتیں۔ عوام عمال کے دست و بازو ہیں۔ انہیں ساتھ لے کر کفار سے مقابلہ کیجئے اس موقعہ پر جب یہ تھک جائیں تو انہیں آرام کا موقع دیجئے۔ جس سے جہاد میں کامیابی حاصل ہو گی۔

اے لوگو! تم اپنے عمال کے نگران ہو ان کی لغزش پر مواخذہ کرتے رہو۔ وہ تمہارے حاکم نہیں بلکہ نگران ہیں اور تمہارے حصّے کا مال تمہارے حوالے کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے فرائض سے غفلت برتیں تو مجھے مطلع کرنے میں تامل نہ کرو۔"

ہمیں چاہیئے کہ اس پیغام کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے "اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے"

اے رُوحِ عمرؓ آ کر امداد ذرا کرنا ۔ دنیا کو ترے خادم پیغام سُنا دینگے

احقر العباد علی احمد سندھیلوی

یکم محرم ۱۴۰۳ھ۔ ۱۸/۱۰/۸۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام حسین رضی تعالیٰ عنہ کا پیغام یزیدانِ جدید کے نام؟

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے واقف ہیں کہ یزید کے عہد میں سارے بڑے کام رائج ہو چکے تھے۔ زنا عام تھا جو کھلم کھلا ہوتا تھا۔ شراب نوشی پھر رائج ہو چکی تھی اسلام نے جن برائیوں کو مٹایا تھا۔ وہ سب ایک ایک کر کے چور دروازے سے پھر اندر داخل ہو گئی تھیں۔ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام یزیدیوں کو میدان کربلا میں دیا۔ ساڑھے تیرہ سو سال گذرنے کے بعد آج بھی زندہ و پائندہ ہے۔ اور یزیدانِ جدید کو دعوت فکر دے رہا ہے وہ یہ کہ "اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ایسے بادشاہ کو دیکھے جو اللہ کے حرام کو حلال سمجھے اور اللہ کے عہد کو توڑ دے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اللہ کے بندوں کے ساتھ گناہ اور ظلم عدوان کا معاملہ کرے اور یہ شخص اس کے ایسے افعال واعمال دیکھنے کے باوجود کسی قول یا فعل سے اس کی مخالفت نہ کرے تو اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے کہ اس کو بھی اس ظالم بادشاہ کے ساتھ اس کے مقام (دوزخ) میں پہنچا دے۔

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یزید اور اس کے امرآ وحکام نے شیطان کی پیروی کی اور رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور زمین میں فساد پھیلا دیا۔ حدود الٰہیہ کو معطل کر دیا۔ اسلامی بیت المال کو اپنی ملک سمجھ لیا۔ اللہ کے حرام کو حلال کر ڈالا اور حلال کو حرام ٹھہرا دیا۔" (کامل ابن اثیر)

"آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مٹ رہی ہے۔ اور بدعات پھیلائی جا رہی ہیں۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی حفاظت کرو۔ اور اس کے احکام کی تنفیذ کے لئے کوشش کرو۔" (کامل ابن اثیر ص ۹ ج ۴)

حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ سے نکلتے وقت جو وصیت اپنے مقدس ہاتھ سے لکھی اور اسے اپنی پاکیزہ مہر سے مزین فرما کر اپنے بھائی حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا مقصد تمام امت پر ظاہر کرنے کے لئے دی وہ ایک تاریخی چیز ہے اور رہتی دنیا تک یادگار رہیگی اسے بھی پڑھئے۔

"یقیناً حسین بن علی بن طالب گواہی دیتا ہے کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی بھی شریک نہیں ہے اور بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے وہ حق کے ہاں سے حق لایا اور بے شک جنت و دوزخ ٹھیک ہیں اور بے شک قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یقیناً اللہ قبروں کے مُردوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں نہ تو دہشت گردی اور ناشکری و ریاکاری کے لئے اور نہ فسادی اور نہ ظالم بن کر نکلا ہوں۔ اور اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ میں تو اپنے جد امجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اصلاح چاہنے کے لئے نکلا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اچھائیوں کا حکم دوں اور برائیوں سے منع کروں اور اپنے جد امجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے باپ علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر چلوں۔ سو جس نے حق کو قبول کرنے سے مجھے قبول کر لیا تو اللہ ہی حق کا سب سے بہتر مالک ہے اور جس نے اس کو رد کر دیا۔ میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور ان لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور وہ بہترین حاکم ہے اور میرے بھائی یہ وصیت تیری طرف ہے اور میری توفیق تو اللہ ہی سے ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہوا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

مسلمانو! آپ نے سُنا مقابلہ یزیدیت اور حسینیت کا ہے۔ یزید اور حسین کا نہیں۔ یزیدیت نام ہے اخلاقی بُرائیوں، معاشرتی خرابیوں اور معاشرتی

سیہ کاریوں کا اور حسینیت ان تمام برائیوں کو مٹانے کے لئے کمربستہ ہونے کا
آپ کہتے ہیں کہ ہم یزیدیت سے نالاں ہیں اور حسینیت کا فروغ چاہتے ہیں۔
حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ ہم حسین زندہ باد یزید مردہ باد کے نعرے
تو لگاتے ہیں۔ لیکن یزیدیت ہماری رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے۔ عملاً ہم یزیدیت
کے پجاری ہیں۔ ہمارا ایک ایک جوڑ یزیدیت زندہ باد اور حسینیت مردہ باد کا ورد
کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

امت مسلمہ کے ہر طبقہ پر نگاہ ڈال کر بتایئے کہ کیا یہاں زنا ختم ہو گیا شراب نوشی
بند ہو گئی۔ لوگ جوا نہیں کھیلتے۔ اغوا کی وارداتیں نہیں ہوتیں؟ کیا چوری ڈاکہ، سود
جھوٹ، عصمت دری ختم ہو گئی؟ کیا حلال و حرام میں تمیز کی جاتی ہے؟ اگر یہ برائیاں
جاری ہیں اور اعلانیہ جاری ہیں۔ تو یقین مانیئے کہ یزیدیت اس معاشرہ میں زندہ و
پائندہ ہے اور اس کے مٹانے کے لئے حسینیت کا پیغام بار بار سنایا جانا چاہیے
ہم میں سے ہر ایک کو پیغام حسین رضی تعالےٰ عنہ کی روشنی میں اپنا جائزہ لینا چاہیے
کیا وہ حسینی ہے یا یزیدی؟

حسین بن علی کے قتل کا مقصد نہ ہم سمجھے
یہ ہم پر آج تک اسلام کا الزام باقی ہے

احقر العباد علی احمد سندھیلوی
یکم محرم سنہ ۱۴۱۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک پاکستان کے نامور مجاہد مولانا یار محمد رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام

آپ کے متعلقین کے نام

جب برصغیر پاک و ہند کے مسلمان مستقبل کے اُفق پر سیاہ گھٹائیں اور تاریک آندھیاں دیکھ رہے تھے۔ یورپین اقوام ان کو غلامی کے طوق میں پوری طرح جکڑ چکی تھیں۔ ہر طرف مایوسی اور خوف و ہراس کا دور دورہ تھا کسی کو معلوم نہ تھا کہ اُن کی منزل کیا ہوگی۔ وہ اپنے گرد ان فرنگیوں کا گھیرا تنگ ہوتا دیکھ رہے تھے جنہوں نے یروشلم اور سپین کے معرکوں میں مجاہدین اسلام کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تھے۔ فرزندان توحید اب بھی اسلام کی خاطر جینا اور مرنا جانتے تھے لیکن انہیں راہنمائی کی ضرورت تھی۔ عین اسی وقت اسلام کے مشعل برداروں کا ایک گروہ نمودار ہوا جس نے خلق خدا کی آنکھوں کو دوبارہ روشنی بخشی۔
حضرت فقیہہ العصر مولانا یار محمد رحمۃ اللہ انہی مشعل برداروں میں سے ایک تھے

آپ نے اپنی زندگی خدمت خلق اور عظمت اسلام کے لئے وقف کر دی تھی انہوں نے نور ایمانی کی شمع روشن کر کے نہ صرف برصغیر کے لاکھوں عوام کو صراط مستقیم دکھانے کی کوشش کی۔ بلکہ اس کی کرنوں نے دنیا کے تمام براعظموں میں بسنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ انہوں نے معاشرے کو جھنجوڑنے کے لئے حق کا جو نعرہ بلند کیا اس کی آواز دنیا کے کونے کونے میں گونجنے لگی۔ ان کی شخصیت نے لاکھوں انسانوں کے قلوب فتح کئے۔ آپ معاشرے پر بلا جھجک تنقید کرتے تھے اور تنقید کا انداز اتنا سادہ اور دلچسپ ہوتا کہ سامعین فوراً سمجھ لیتے اور لوگوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل جاتی۔ مؤثر اور سلجھے ہوئے الفاظ ہر انسان کے دل میں بیٹھتے چلے جاتے۔

حضرت فقیہہ العصر کے دل میں خدمت اسلام کا جذبہ پوری شدت سے

موجزن تھا۔ انہوں نے نہ صرف تقریر و خطابت سے اسلام کی خدمت کی بلکہ تدریس سے بھی اس کی عظمت کو چار چاند لگائے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم کڑی جامعہ مظہریہ بندیال کا قیام تھا جس میں دور دراز سے آنے والے طالب علم اب بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے استاد المکرم مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی بدستور دارالعلوم کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت فقیہہ العصر کے ایمان کو تیز و تند آندھیاں اور خوفناک طوفان بھی متزلزل نہ کر سکے تھے اس ضمن میں سب سے اہم مثال تحریک پاکستان کی پیش کی جا سکتی ہے۔ آپ اسلامی مشن کی تبلیغ اور حفاظت کے لئے ہمیشہ جہاد کرتے رہے۔ آپ نے ان گنت تکلیفیں برداشت کیں۔ لیکن شمع محمدی کے اس پروانے کے پاؤں کبھی بھی نہ ڈگمگاتے۔ یہاں تک کہ جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ نے مسلمانان ہند کی غلامی کا جوا اتارنے اور تحریک پاکستان کے لئے ایک اہم کردار ادا کیا۔

آج قوم کا یہ بطلِ جلیل اور اسلام کا درخشاں ستارہ استاد العلماء تحریک پاکستان کا عظیم مجاہد مولانا یار محمد رحمۃ اللہ علیہ ضلع خوشاب کے قصبہ بندیال کی جنوبی جانب ابدی نیند سو رہا ہے۔ اہل بصیرت حضرات وہاں حاضر ہو کر اس بندۂ خدا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ سرفروشان اسلام اور تحریک پاکستان کی تاریخ میں مولانا یار محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نام اسلام کے اُفق پر ہمیشہ درخشاں ستارے کی مانند چمکتا رہے گا۔ آپ کا عرس ۲۱، ۲۲ محرم کو منایا جاتا ہے اور آپ کا یہ پیغام ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

"ایک طرف اسلام کا جھنڈا ہے اور دوسری طرف کفر کا۔ چونکہ مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت ہے اس لئے اس سے کٹنا اسلام سے کٹنا ہے"

(حیات استاد العلماء صفحہ ۴۲)

ایک شخص میاں فقیر محمد سے فرمایا "ذکر و فکر اور حرام نظر دونوں جمع نہیں

ہو سکتے۔ اس مرحلہ میں نظر کی بہت حفاظت کرنی چاہئے۔ تاکہ راہِ سلوک میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو"

(حیات استاد العلماء صفحہ نمبر ۵۲) اور فرمایا۔

میرے دوستو!

آپ پر واضح ہو کہ میں ایک نیک عمل لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور وہ یہ کہ میں نے آج تک دیدہ دانستہ جھوٹ نہیں بولا۔

(حیات استاد العلماء صفحہ نمبر ۳۵)

یہ پیغام آج بھی ہمیں بتلا رہا ہے کہ اگر اپنی جان و مال کو اسلام کے نام پر قربان کرو گے۔ حرام سے بچو گے۔ جھوٹ بولنا چھوڑ دو گے تو زندہ جاوید ہو جاؤ گے۔ ورنہ تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

احقر العباد علی احمد سندھیلوی

یکم محرم ۱۴۰۳ھ

مورخہ ۱۸-۱۰-۱۹۸۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علما مشائخ اور اساتذہ کرام کے نام !

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

حضرات علما کرام و مفتیان عظام و اساتذہ ذیشان !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

ہم میں سے کون نہیں جانتا ؟

کہ عصر جدید نے اپنی خدا فراموشی اور فتنہ سامانیوں کی وجہ سے کچھ ایسے مسائل پیدا کر دیئے ہیں کہ جن کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں عوام کے سامنے پیش نہ کرنا اہل علم کا سنگین جرم ہوگا - مثلاً

۱- جنس کی تبدیلی سے پیدا ہونے والے فقہی مسائل (نکاح، وراثت، سابقہ عہدہ پر برقرار رہنا وغیرہ)

۲- ٹیوب کے ذریعہ توالد و تناسل -

۳- اعضا کی تبدیلی و پیوند کاری -

۴- چور کا ہاتھ کس کو دیا جائے گا ؟ کیا اس کی دوبارہ پیوند کاری ہو سکتی ہے ؟

۵- زکوٰۃ کی رقوم سے قومی فیکٹری اور کارخانہ کا قیام ؟

۶- دینی اور تبلیغی کتب اور ایجادات کے حقوق کی بیع -

۷- زرعی پیداوار اور بعض دفعہ لاگت پیداوار سے بھی زیادہ یا برابر ہو جاتی ہے - کیا لاگت منہا کی جائے گی ؟

۸- کرایہ کی دوکانوں / مکانوں کی پگڑی ؟

۹- ہوائی جہاز میں نماز ؟ نیز ایک شہر میں ظہر پڑھ کر چلا اور دوسرے شہر میں اب ظہر کا وقت شروع ہوا ؟

۱۰- سعودی عرب میں روزے پورے ہو چکے تھے کہ وہاں سے چلا اور پاکستان

میں روزے پورے نہیں ہوئے ؟

۱۱- پاکستانی غیر مسلم ذمی ہیں یا نہیں ؟

۱۲- ٹیلی وژن یا سینما وغیرہ میں خالص تعلیمی فلم دیکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

۱۳- ایسی تصاویر جس میں قومی فائدہ ہو بنانی جائز ہیں یا ناجائز جبکہ دشمن ان ذرائع سے ترقی کرتا جا رہا ہے اور اسی قسم کے دیگر مسائل -

ضرورت ہے کہ ایک مجلس علما تشکیل دی جائے جس میں ماہر اور فقہی ذہن رکھنے والے ایسے علما کرام شامل ہوں جو جدید تقاضوں کو بھی سمجھتے ہوں اور قدیم ذخیرہ کتب پر بھی گہری اور نظر عمیق رکھتے ہوں -

اور اس مجلس کے کام کرنے اور غور و فکر کرنے کا وہی انداز اور طریق کار ہو جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس شوریٰ کا تھا - اتفاق رائے یا کثرت رائے سے جو بات طے ہو جائے اس پر فتویٰ دیا جائے - تاکہ مختلف فتووں کی وجہ سے جو ذہنی انتشار و انارکی پائی جاتی ہے اس کا ازالہ ہو سکے - اگر اس ضرورت کا احساس نہ کیا گیا اور کوئی جامع عملی پروگرام نہ بنایا گیا تو دنیا کا بدترین گروہ دور حاضر کے اہل علم ہی کا ہوگا - کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "ان شر الشر شرار العلماء ان خیر الخیر خیار العلماء"

کہیں قیامت کے دن یہ عتاب نہ سننا پڑے -

مجھے یہ بتاؤ کہ قافلہ کیوں لٹا ؟

تمہاری رہبری کا سوال ہے ؟

احقر العباد ابو علی احمد سندھیلوی

۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

۵ - ۱۲ - ۸۲

اخوان المومنین پاکستان کی مطبوعات

(۱) قرآن کا پیغام ——— اشتہار سائز ۲۰×۳۰
اولیائے رحمن اور اولیائے شیطان کے نام ———

(۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ——— 〃 〃
کا پیغام علماء مشائخ کے
صاحبزادوں اور قوم کے نام

(۳) رسول اعظم، صدیق اعظم، فاروق اعظم ——— 〃 〃
کا پیغام - تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے
والوں کے نام -

(۴) اسلام کا پیغام - علماء، مشائخ ——— 〃 〃
سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۵) ایک پیغام مسلمانوں کے نام ——— 〃 〃
موجودہ جہیز سنت مصطفےٰ
یا لعنتِ خدا ؟

(۶) دو جلوس ——— 〃 〃
نورانی اور شیطانی

(۷) حضرت غوث اعظم کا پیغام ——— 〃 〃
واعظوں اور پیروں کے نام

(۸) امام احمد رضا کا پیغام ۱ تیجا، چالیسواں وغیرہ کرنیوالوں کے نام 〃 〃

(۹) امام احمد رضا کا پیغام ۲ بزموں، انجمنوں اور تنظیموں کے نام 〃 〃

(۱۰) امام احمد رضا کا پیغام ۳ زیارت قبور کرنے والوں کے نام 〃 〃

(۱۱) محدث اعظم پاکستان ابو الفضل ——— 〃 〃
مولانا محمد سردار احمد کا پیغام

از رقم المسلسل ۲

دو پیغام ۲

○ غوثِ اعظم کا پیغام
واعظوں اور پیروں کے نام

○ دو جلوس
نورانی — اور — شیطانی

مرتبہ: علی احمد سندھیلوی

شعبہ نشر و اشاعت: اخوان المومنین پاکستان

الرّقم المسلسل ——— ۲

کتاب ——— پیغامات

مُرتّب ——— علامہ علی احمد سندھیلوی

بارِاوّل ——— صفر المظفر ۱۴۰۴ھ / نومبر ۱۹۸۳ء

مطبع ——— زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

کاتب ——— دل محمد لاہور

ناشر ——— اخوان المومنین پاکستان

تعداد ——— ایک ہزار

ھدیہ ——— ....

مِلنے کا پتہ

(۱) مسجد اخوان المومنین پاکستان
نمبر ۱۵ راوی روڈ۔ لاہور

(۲) اُونچی مسجد۔ بنگلہ ایوب شاہ
چونہ منڈی لاہور نمبر ۸

(۳) محمد رشید نقشبندی خطیب جامع مسجد
ملک ایاز۔ رنگ محل چوک۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام

دین فروش واعظوں اور جھوٹے پیروں کے نام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ چراغ عالم افروز ہیں جن کے وجود مسعود کی بدولت کائنات کا گوشہ گوشہ روشن ہوگیا۔ آپ نے لوگوں کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راستے پر چلایا۔ جن خوش نصیبوں نے آپ کی پیروی کی۔ قرآن نے انہیں "اولیاء اللہ" کا تمغہ عطا فرمایا اور آپ کی نافرمانی کرنے والے گروہ کو "اولیاء شیطان" قرار دیا۔

اولیاء اللہ حضور علیہ السلام کی پیروی کر کے خود بھی برائیوں سے بچے اور لوگوں کو بھی برائی سے بچایا جس کی فطرت میں ذرا بھی غور فکر اور سوچ کا مادہ تھا۔ اولیاء کرام کی نظر کیمیا نے اس کی تقدیر بدل دی بقول علامہ اقبال ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اولیاء اللہ میں حضرت پیرانِ پیر سیّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ اپنے بعد آنے والے اولیاء کرام کے رہنما و ہادی اور امام الاولیاء شیخ المشائخ اور سلطان العارفین قطب الاقطاب ہی نہیں بلکہ اپنے عہد کے صاحب باکمال عالم، جملہ فقہی مذاہب پر عبور رکھنے والے نامور فقیہہ استاذ الاساتذہ، مثالی مبلّغ، ناشر کتاب و سُنّت اور تعامل صحابہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے بھی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ہم عصر علماء بالاتفاق آپ کو محی الدین و محی السنۃ ایسے مبارک القاب سے یاد کرنے لگے۔

مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت چونکہ حضرت شاہ جیلاں رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت و محبّت کا اور مریدی کا دم بھرتے اور ان سے نسبت و تعلق کو دنیا و آخرت کی اصلاح و فلاح کا موجب کا یقین کرنے والی ہے۔ بنابریں آپ کے چند ارشادات

ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ مسلمان پھر قرآن وسنت کا دامن تھام لیں۔ اُن پر عمل کر کے تاریکیوں سے نور کی طرف آئیں۔ ان کو پڑھ اور سمجھ کر اولیاٗ شیطان کو پہچانیں اور ان سے اپنا دین وایمان بچائیں۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مریدو اور عاشقو سنو! آپ فرماتے ہیں

۱۔ علم پڑھو، عمل کرو، علم زندگی اور جہالت موت ہے۔ فتح الربانی صـ۱۴۵-۱۴۶

۲۔ اگر تم قرآن پر عمل اور اس کے مطابق فیصلے نہ کرو گے تو اللہ یہودیوں کی طرح تمہارے دلوں کو مسخ کر دے گا۔ صـ۲۲۲ ایضاً

۳۔ فرض عبادت (نماز، روزہ، زکواۃ، حج وغیرہ) کا چھوڑنا بے دینی ہے کسی حال میں بھی کسی شخص کے ذمہ سے فرائض ساقط نہیں ہوتے۔ صـ۳۹ ایضاً

۴۔ جو قرآن پڑھ کر عمل نہیں کرتے وہ اولیاٗ اللہ نہیں اولیاٗ اللہ کسی بھی شرعی حد کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ صـ۳۹ ایضاً

۵۔ ولایت دعویٰ اور گفتار نہیں بلکہ حسن کردار کا نام ہے صـ۱۹۳ ایضاً

۶۔ میں علم پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ قطب (مرکز ولایت) بن گیا۔ درست العلم حتیٰ صرت قطباً قصیدہ غوثیہ۔ صـ۲۴

۷۔ باعمل علماٗ زمین میں خدا اور رسول کے نائب ہوتے ہیں۔ صـ۲۸۷ ایضاً

۸۔ نائب رسول (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ رسول کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑتا اور اس کے معمولات پر عمل کرتا ہے۔

۹۔ سلامتی۔ کتاب اور سنت کے ساتھ ہے اور ہلاکت اُن کے غیر کے ساتھ ہے ان دونوں کے سبب بندہ ولایت، ابدالیت اور غوثیت کی طرف ترقی کر جاتا ہے۔ فتوح غیب صـ۴۱۲ برحاشیہ غنیہ۔

۱۰۔ اے مرید صادق اپنے نفس پر رحم وشفقت کر، بری مجلس اور برے لوگوں کی مجلس سے دور رہ اور نیک وصالح لوگوں کی صحبت اختیار کر۔ قرآن وحدیث کا غور وتدبر سے مطالعہ کیا کر۔ ایضاً صـ۴۰۲ برحاشیہ غنیہ۔

جہاں اس دنیا میں حضرت غوث اعظم، حضرت داتا گنج بخش، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت فریدالدین گنج شکر، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت امام احمد رضا، حضرت پیر مہر علی شاہ، حضرت امیر ملت، حضرت محدث اعظم پاکستان، حضرت المشائخ اور حضرت مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات وحضرت میاں شیر محمد اور حضرت مولانا یار محمد بندیالوی رح اجمعین ایسے اولیاٗ کاملین واہل اللہ اور حضرت مولانا یار محمد سندھیلوی وغیرہم تشریف لائے اور محض لوجہ اللہ دین متین کی خدمت کرتے اور کفر وشرک کی تاریکیوں میں بھٹکتی دنیا کو قرآن وسنت کی روشنی میں سیدھا راستہ دکھاتے رہے۔

وہاں بہت سے جہلاٗ ونفس پرستوں نے بھی ان پاک لوگوں کا لباس پہن کر بھولے بھالے عوام کی خون پسینے کی کمائی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ انہی کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ہے ؎

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلق اویس اور چادر زہراؓ

اُن میں دو گروہ سر فہرست ہیں۔

۱۔ علمائے سُو (بُرے علماء) اور جھوٹے پیر ومشائخ

اوّل الذکر نے تبلیغ دین کو مشن کی بجائے "کمیشن" اور دین فروشی کو ذریعہ ش بنا لیا ہے۔ بلا فیس تبلیغ دین کرنا یہ جانتے ہی نہیں ان کی لغت میں یہ لفظ ہی ہے۔ جہاں سے فیس زیادہ ملے وہاں ایسے جاتے ہیں جیسے بندر گڑ کے ارد گرد ہوتے ہیں۔ لفظ "بلا فیس" سن کر تو سانپ سونگھ جاتا ہے بلکہ بعض تو ایسے بے باک شرم ہیں کہ کرایہ لے کر نہ وعظ کے لئے جاتے ہیں نہ ہی کرایہ واپس کرتے ہیں کا لباس دیکھو تو انگریزوں، ایکٹروں، یا بدمعاشوں کا بعض کی چال دیکھو تو ول، بدکرداروں یا عورتوں اور زنخوں کی، نہ نماز نہ روزہ، نہ حج نہ زکواۃ، نہ خوف نہ رسول سے پیار ؎

یار یک ہیں واعظ کی چالیں ؎ لرز جاتا ہے آواز اذاں سے (اقبال)

بلکہ بعض تو اس قدر شوخ ہو چکے ہیں کہ برملا کہہ دیتے ہیں کہ "نماز پڑھا دو یا تقریر کرا
بعض تو اعلانیہ کہتے ہیں کہ اتنی فیس دو گے تو تاریخ ملے گی۔ اس سے ایک پیسہ بھی
کم نہ ہوگا۔

حالانکہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے غصب، چوری، رشوت
سود کی طرح اجرت پر تلاوتِ قرآن، وعظ و تذکرہ۔

۱۔ اور میلاد خوانی کی اجرت (فیس) کو حرام کمائی میں شمار کیا ہے۔
(خیر الآمال ص۳)

۲۔ اور فرمایا۔ "زید (واعظ) نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے
پڑھنے کی اجرت مقرر کر رکھی ہے۔ ناجائز و حرام ہے۔ اس کا لینا اسے ہرگز جا
نہیں۔ اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے اور اس پر واجب ہے کہ جن جن سے
فیس لی ہے یاد کر کے سب کو واپس کر دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں
کو پھیرے۔ پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیروں کو تصدق کرے۔ اور اس حرام خوری
سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۰ ص۹۵)

۳۔ اور فرمایا "جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام" ایضاً ص۲۰۵
مزید تفصیل بہار شریعت جلد ۱۶ ص۲۳۹، ۲۴۰)

۴۔ روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجلس سے اللہ عز
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں۔ ایسی مجلس اور ان کا پڑھنے وا
اور اس حال سے آگاہی پا کر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں
یہ جتنے حاضرین ہیں۔ سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار اور ان سب کے وبال
کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال اور خود اس کا اپنا گناہ اس کے علاوہ
حاضرین و قاری (واعظ) سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا
خود اس پر طرہ (زائد)۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگ

تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس و شیاطین کا ہجوم ہوگا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین
(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۸)

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام واعظین کے نام

"احبا علما شریعت اور برادران طریقت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ خدمتِ
دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اور سخت تاکید ہے کہ دستِ سوال دراز
کرنا تو درکنار اشاعتِ دین و حمایتِ سنت میں مالی منفعت کا خیال دل میں نہ لائیں
بلکہ ان کی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو"

ہاں اگر بلا طلب اہلِ محبت سے کچھ نذر پائیں۔ رد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول کرنا
سنت ہے۔ (ماہنامہ "الرضا" بریلی بابت ماہ ربیع الاول و جمادی اولیٰ ۱۳۳۸ھ
بشکریہ حکیم محمد موسیٰ صاحب بانی مرکزی مجلس رضا لاہور)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

۱۔ ان لوگوں کی صحبت سے بھی بچنا ضروری ہے۔ یہ سب فتنہ و فساد جو دین
میں پیدا ہوا ہے۔ انہی لوگوں کی کم بختی سے ہے کہ انہوں نے دنیاوی اسباب کی
خاطر اپنی آخرت کو برباد کر دیا۔ نیز فرماتے ہیں۔

۲۔ کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ
کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کوتاہ کیا ہوا ہے۔ اس نے اس کا سبب پوچھا لعین شیطان
نے کہا کہ اس وقت کے بُرے علماء میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہ کرنے اور بہکانے کے
ذمہ دار بن چکے ہیں۔ (مکتوبات دفتر اول حصہ سوم مکتوب ص۲۱۳ ص۱۵۶)

ایسے ہی واعظوں سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"دنیا داروں سے دین کے نام پر مال لینے والے جاہل واعظو! تمہیں
عوام سے زیادہ اپنے گناہوں کا اعتراف اور توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔
(فتح الربانی ص۲۸۹)

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

علماء کی خرابی کا باعث ان کا لالچ اور طمع ہے۔ تعلیم الاخلاق ص ۵۹ ۱

ایسے ہی علماء کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا ؎

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو!

جھوٹے و بدکردار پیر و مشائخ

یہ گروہ علمائے سوء کے گروہ سے بھی بدکردار، خود غرض مطلب پرست مکار، عیاش و بدمعاش ہے کیونکہ علمائے سوء کو تو پھر بھی کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑتی ہے انہیں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا۔ جو چاہے، جس وقت چاہے۔ جس مذہب کا چاہے، مسلم ہو یا غیر مسلم، ہندو ہو یا سکھ، یہودی ہو یا عیسائی، کمیونسٹ ہو یا سوشلسٹ، برہمن ہو یا پادری، چور ہو یا اُچکا بے کارہ ہو یا ظالم مکار، قاتل ہو یا مفرور ڈاکو، اِس گروہ میں شامل ہو کر عیاشی و بدکاری کرے اور اسلام و ملت اسلامیہ کی جڑیں کاٹے، نہ ہتھکڑی کا خوف، نہ بیڑی کا ڈر، نہ پھانسی کا جھٹکا، اُن کا ایک نعرہ ہے، قرآن و سنت کی مخالفت کرو۔ شعائر اسلام مٹا دو۔ کہیں پہچانے نہ جائیں جو زبان پر آئے بکتے چلے جاؤ، خواہ ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں، پی ہو یا پلائی گئی ہو جو منہ سے نکلے الہام۔ کوئی منہ میں لگام دینے والا جو نہ ہوا۔ انہیں محنت کی کیا ضرورت زیادہ سے زیادہ کسی جلسہ یا عرس پر کسی دین فروش واعظ کو بلا لیا۔ مُریدوں کے خون پسینے کی کمائی سے کچھ فیس اُسے بھی دیدی۔ پھر کیا ہے جتنی فیس اُتنا بڑا "ولی" اگر واعظ میں پیسے دینے شروع کر دیئے تو "خاتم الاولیاء" بنے ہی بنے۔ اگر ذرا کمی رہ گئی تو مریدان خاص اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار مل جائینگے نہ پڑھنے کی ضرورت نہ پڑھانے کی۔ —— جتنا بڑا جاہل اتنا بڑا پیر طریقت و شیخ المشائخ، کیونکہ اس محکمہ میں جہالت کی از حد ضرورت ہے اس لئے کہ جہاں

علم وعقل ہو کبھی نہ کبھی شرم آ ہی جاتی ہے۔ لہٰذا ہر مرید کے لئے یہ وظیفہ ضروری ہے "علموں بس کریں او یار" آخر ہاتھ، پاؤں، منہ بھی تو چومنا چٹوانا ہے۔ بھلا اہل علم وعقل مند ایسی حرکت کب کریں۔

شراب پیئے یا بھنگ، ٹھوٹھا ہو یا گھوٹا پیشاب نکلے یا پاخانہ خلوت ہو یا جلوت، بس پہنچے ہوئے ہیں۔ اللہ سے لو لگی ہے۔ انہیں ظاہری نماز کی کیا ضرورت وہ ہر وقت نماز ہی میں رہتے ہیں وہ یہاں نہیں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں پڑھتے ہیں۔ تمہاری آنکھیں دیکھنے والی نہیں۔ میں نے اپنی اِن گنہگار آنکھوں سے حضرت کو بیت اللہ شریف میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ چھوڑو جی مولوی کو۔ مولوی معرفت کی باتیں کیا جانے ؟

نہ ان سے کوئی پوچھ نہ پرتیت۔ نہ ان پر حکومت کی طرف سے کوئی ٹیکس نہ ڈیوٹی، نہ پیری مریدی کے لئے کسی لائسنس کی ضرورت نہ گوشوارہ جمع کرانے کی فکر آمدن ہی آمدن ہے۔ سادہ لوح مرید سمجھتا ہے یہ بھی حضرت کی کرامت ہے نہ کام نہ کاج نہ فکر نہ فاقہ نہ دھندا نہ غم کمائے کی دنیا کھائیں گے ہم۔

جس کا لازمی نتیجہ، شراب نوشی، سٹہ بازی، جوا، بھنگ، چرس، عیاشی، بدکاری، زنا وغیرہ۔ آخر کوئی تو راستہ ہونا چاہیئے، اس سرمایہ اور "مال" نکلنے کیلئے۔ یہ گروہ حشرات الارض کی طرح پھیلا ہوا ہے کوئی محلہ کوئی گلی و کوچہ بلکہ مشکل ہی سے کوئی گھر ملے گا جہاں جھوٹا پیر نہ ہو۔ اینٹ اٹھائیں تو چودہ پیر نکل آئینگے جس طرح ساون بھادوں میں کھمبیاں نکلتی ہیں۔

اس بے کار اور نکمے گروہ نے ملک پر ٹڈی دل کی طرح حملہ کیا اور ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر کے رکھدیا۔

پاکستان میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور نظام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی کم چور اور بے کار گروہ ہے نہ انہیں اللہ سے تعلق نہ رسول سے محبت، نہ ولایت سے واسطہ نہ اولیاءؑ سے نسبت۔

شیخ و مرشد کو مرید کے مال سے استفادہ ناجائز ہے

فرمایا "مرشد کو یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ مرید کی جان سے کوئی فائدہ یا مال سے کوئی خدمت اٹھائے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مرید کی تادیب و ہدایت کے سلسلہ میں کسی معاوضہ و ثواب کی خواہش و امید رکھے۔ بلکہ مرید کی تادیب و ہدایت کو امر الٰہی اور اپنا فرض منصبی خیال کرے۔ ص۸۵

مرید کے گھر سے مرشد کو کھانا بھی ناجائز ہے

فرمایا: مرید کو تو مرشد کے مال یا گھر (دسترخوان وغیرہ) سے فائدہ اٹھانا اور کھانا وغیرہ جائز و حلال ہے مگر اس کے برعکس مرشد کو مرید کے مال سے فائدہ حاصل کرنا یا اس کے گھر سے کھانا کھانا بھی ناجائز ہے اس لئے کہ مرشد کا مرتبہ و درجہ اس کی روحانی صفائی اور "قرب الٰہی مرید بدرجہا بڑی اور زیادہ ہے۔ ص۳۱۳

رہبر و رہنمائے اولیاء اللہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ فرماتے ہیں

بادشاہ بے علم، عالم بے عمل اور فقیر بے توکل شیطان کا ہم نشین ہے جب یہ تینوں بگڑ جائیں تو ساری خلقت بگڑ جاتی ہے۔ تعلیم الاخلاق ص۱۵۹

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے خلفاء کو مریدوں کا مال کھانے سے منع فرمایا

ارشاد فرمایا: "مرید کے مال میں طمع اور اس سے دنیوی منافع کی امید پیدا نہ ہو کیونکہ یہ بات مرید کی ہدایت میں رکاوٹ ہے اور مرید کی خرابی کا باعث ہے
مکتوبات دفتر اول حصہ سوم ص۱۷۱ ص۸۶

حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علیؒ نے فرمایا

جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں (یا جن لوگوں) نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے۔ سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے بہار شریعت جلد ۱۶ ص۲۱۸

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے ٭ روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہئے؟

اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے مرشد کی چار شرائط بیان کیں
(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (۲) کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل خود کتاب سے نکال سکے۔ (۳) اس کا سلسلہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔ (۴) فاسق مطلق نہ ہو۔
(ملفوظات اعلیٰحضرت)

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جھوٹے پیروں اور پیشہ ور مشائخ کو خطاب

افسوس تم نے زاہد (پیر و شیخ) بن کر محنت و کسب حلال چھوڑ اور بیٹھے بٹھائے (مکر و فریب سے) لوگوں کا مال کھانے لگے۔ حالانکہ ہر نبی علیہ السلام نے کوئی نہ کوئی کسب اختیار کیا۔ (فتح الربانی ص۱۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبو! غوث اعظمؒ کے مریدو! داتا گنج بخش کے پیرو؟ علم پڑھو! عمل کرو! خود سیکھو! دوسروں کو سکھاؤ! ایسے پیروں، مجاوروں اور علمائے سو کے نزدیک نہ بھٹکو جو آپ کو بزرگان دین کی تعلیم سے کوسوں دور لے جا رہے ہیں ان کا مخالف بنا رہے ہیں۔ ان کی نافرمانی کرا رہے ہیں اور اولیاء اللہ کی تعلیم مٹا رہے ہیں۔

مسلمانو!! جہاد کرو! اللہ اور رسولؐ اور ملک و ملت کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرو! سرمایہ داری اور جاگیرداری و فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کرو! جہالت، غربت و افلاس کے خلاف جہاد کرو! بے کاری و کم چوری اور بدکرداری کے خلاف جہاد کرو!

جھوٹے و جاہل پیر و مشائخ اور دین فروش و اعظوں کے خلاف جہاد ہی میں ہماری زندگی و بقا ہے۔ ھذا الجہاد، الجہاد، الجہاد،

خادم العلماء و اولیاء اللہ: علی احمد سندھیلوی

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ ۱۲/۱۰/۱۹۸۳

مویدین علماء کرام

۱ مولانا محمد مہر دین صاحب شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور۔
۲ مولانا مفتی محمد رمضان صاحب حزب الاحناف لاہور۔
۳ مولانا محمد انوار الاسلام صاحب رضوی قادری لاہور۔
۴ مولانا مفتی محمد گل احمد صاحب عتیقی صدر مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد۔
۵ مولانا سیّد غلام مصطفےٰ صاحب ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۶ مولانا قاری محمد یوسف صاحب جامعہ صدیقیہ سراج العلوم لاہور۔
۷ مولانا عبد الغفور صاحب مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور۔
۸ مولانا محمد حنیف صاحب جامعہ نعمانیہ لاہور۔
۹ مولانا عبد الوحید صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۱۰ مولانا محمد اکبر صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۱۱ مولانا محمد رشید صاحب نقشبندی نائب ناظم اوّل جمعیت علماء جموں کشمیر۔
۱۲ مولانا حافظ عبد الستار صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۱۳ مولانا حافظ خان محمد صاحب سابق نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۱۴ مولانا محمد عبد اللطیف صاحب ۔ مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور۔
۱۵ مولانا عبد اللطیف صاحب صدیقی ناظم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن لاہور

یا اللہ جل جلالہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
(علامہ اقبالؒ)

دو ۲ جلوس

اصحاب الیمین — نورانی

اصحاب الشمال — شیطانی

جلوسِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کس قدر حسین تھا وہ جلوس جس میں قبا سے مدینہ منورہ تک راستہ دو رویہ عشاقِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفیں تھیں۔ سارا شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا تھا۔ گلی کوچے :-

"طلع البدر علینا"

جلوسِ قارون لعنۃ اللہ علیہ

اہلِ علم جانتے ہیں کہ قارون فرعون کا پالتو غنڈا سرمایہ دار اور موسےٰ علیہ السلام کا رشتہ دار ہونے کے باوجود بد ترین دشمن اور سازشی تھا اُس نے بھی اپنی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے ایک جلوس نکالا تھا۔ جس میں شور و غل، گالی گلوچ

نورانی:-

کے نعتوں سے معمور تھے جبیں ہائے
نیاز بحضور رب ذوالمنن سجدہ ریز
اور زمین بوس تھیں۔ نہ چمٹا تھا
نہ بھنگڑا۔ سارنگی تھی نہ بینڈ باجا
گالی گلوچ تھی نہ ناچ گانا۔ ٹھٹھا تھا
نہ مزاح، عیب جوئی تھی نہ عیب بینی
رقص تھا نہ ڈانس، شرابی تھا نہ کبابی
چور تھا نہ اچکا، بھنگی تھا نہ چرسی،
راستے میں کسی جگہ بت تھے نہ مورتیاں،
بلکہ ہر فردِ عاشق مصطفےٰ تھا۔ ہر فرد
باادب تھا۔ ہر فردِ غازی تھا، ہر فرد
نمازی تھا، ہر فرد عاشق صادق تھا
اور دشمنانِ مصطفےٰ کے لئے تلوارِ بے نیام
تھا۔ زبانوں پر نعت مصطفےٰ، دل میں
عشقِ مصطفےٰ۔ اور پیشانیاں اطاعتِ
مصطفےٰ میں جھکی ہوئی تھیں۔
اُن کی ہر ہر ادا سُنّتِ مصطفےٰ
ایسے غلامانِ مصطفےٰ پہ لاکھوں سلام

شیطانی:-

بینڈ باجا۔ ناچ گانا۔ رقص وسرود
ٹھٹھہ ومزاح، ڈھول ڈھمکا، طبلہ
وسارنگی، بھنگڑا وڈانس، غرور وتکبر
خودنمائی وخودستائی، پیشہ ورغنڈے
اور تماشائی، بہروپیے اور بھانڈ،
بھنگی وچرسی، نقال ودلال، فریبی
ومکّار، اشرار فساق کذاب ودجال
سُود خور وریاکار، راشی اور مرتشی،
رشوت خور وحرام خور، مسخرے اور
گوّیے۔ جوتا چور دکام چور، بدنظر
وبدکردار، بدمعاش وبدفکر، گویا کہ یہ
جلوس شیطانی حرکات وخرافات
اور افعال واعمال کا مجموعہ اور ابلیسی
گماشتوں کا ایک ریوڑ تھا۔
بنایا ایک ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دوصد ہزار ابلیس
؎ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ
قارون نے بڑے کرّوفر اور شان وشوکت
سے جلوس نکالا۔ ۲۸ پیرن ۷۹ القرآن

اپیل

غلامانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی عاجزانہ درخواست اور دردمندانہ اپیل ہے کہ جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہونے والا

ہر شخص خلافِ شرع حرکات سے پرہیز کرے اگر کوئی دشمنِ رسول اس مبارک جلوس کو قارونی جلوس میں ڈھالنے کی کوشش کرے گا تو سختی سے اس کا محاسبہ کیا جائے گا۔ نیز جلوس میں خلافِ شرع حرکات کو روکنے کے لئے عوام جماعت اہلِ سُنّت اور پولیس کو نوجوان رضاکاروں سے تعاون کرتے کرتے ہوئے ناجائز حرکات کرنے والوں کو جلوس سے نکال دینا چاہیئے اور ہر نماز پابندی سے باجماعت ادا کرنی چاہیئے۔

؎ یہ ایک سجدہ ہے جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اَحقرالعِباد:- **علی احمد سندھیلوی**

۳ ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ

تائید کنندگان علمائے کرام:-

- مولانا استاذ العلماء مہردین شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور۔
- علامہ مقصود احمد صاحب عرس آفیسر محکمہ اوقاف پنجاب۔ لاہور
- علامہ محمد سعید صاحب نقشبندی۔ خطیب دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- جناب حکیم محمد موسےٰ صاحب امرتسری بانی مجلس رضا لاہور۔
- مولانا محمد رشید نقشبندی صاحب نائب ناظم جمعیت علماء جموں وکشمیر۔

شُعبہ نشر واشاعت

اخوان المومنین پاکستان مسجد اکھاڑے والی تکیہ پتر نگاں نمبر ۱۵۰ راوی روڈ لاہور

اَخوانَ المؤمنینؒ پاکستان کی مطبوعات

(۱) قرآن کا پیغام ــــــــــ اِشتہار سائز ۲۰×۳۰
اولیاء رحمن اور اولیاء شیطان کے نام ــــــــــ

(۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ــــــــــ ″ ″
کا پیغام علماء مشائخ کے
صاحبزادوں اور قوم کے نام

(۳) رسول اعظم، صدیق اعظم، فاروق اعظم ــــــــــ ″ ″
کا پیغام - تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے
والوں کے نام -

(۴) اسلام کا پیغام - علماءؒ، مشائخ ــــــــــ ″ ″
سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۵) ایک پیغام مسلمانوں کے نام ــــــــــ ″ ″
موجودہ جہیز سنت مصطفےٰ
یا لعنتِ خدا ؟

(۶) دو جلوس ــــــــــ ″ ″
نورانی اور شیطانی

(۷) حضرت غوث اعظم کا پیغام ــــــــــ ″ ″
واعظوں اور پیروں کے نام

(۸) امام احمد رضا کا پیغام ۱؎ تیجا، چالیسواں وغیرہ کرنیوالوں کے نام ″ ″
(۹) امام احمد رضا کا پیغام ۲؎ بزموں، انجمنوں اور تنظیموں کے نام ″ ″
(۱۰) اِمام احمد رضا کا پیغام ۳؎ زیارت، قبور کرنے والوں کے نام ″ ″
(۱۱) محدث اعظم پاکستان ابوالفضل ــــــــــ ″ ″
مولانا محمد سردار احمد کا پیغام

الرقم المسلسل ۳۶

۲ دو پیغام

★ اِمام احمد رضا رحمۃ اللہ کا پیغام
تیجا، چالیسواں کرنے والوں کے نام

★ اِمام احمد رضا رحمۃ اللہ کا پیغام
بزموں، تنظیموں اور انجمنوں کے نام

★

مُرتّبہ :- علی احمد سندھیلوی

شعبہ نشر و اشاعت :- اَخوانَ المؤمنینؒ پاکستان

الرقم المسلسل —— ۳۔

کتاب —— پیغامات

مرتب —— علامہ علی احمد سندھیلوی

بارِ اوّل —— صفر المظفر ۱۴۰۴ھ / نومبر ۱۹۸۳ء

مطبع —— ملی پرنٹنگ پریس لاہور

کاتب —— دل محمد لاہور

ناشر —— اخوان المؤمنین پاکستان

تعداد —— ایک ہزار

ہدیہ —— ....

ملنے کا پتہ

(۱) مسجد اخوان المؤمنین پاکستان
نمبر ۱۵ راوی روڈ۔ لاہور

(۲) اونچی مسجد۔ بنگلہ ایوب شاہ
چونہ منڈی لاہور زون ۸

(۳) محمد رشید نقشبندی خطیب جامع مسجد
ملک ایاز۔ رنگ محل چوک۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"امام احمد رضا بریلوی رح کا پیغام"

۱- میّت کا طعام کھانے سے دل مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۱ ص ۹)

۲- وعظ و تقریر کی فیس لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح رشوت اور سود حرام ہے۔ اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے۔ (خیر الآمال ص ۳)

۳- اجرت پر قرآن مجید پڑھانے سے میّت کو ثواب نہیں پہنچتا، اجرت پر پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں گنہگار ہیں۔

فرمایا، ایصالِ ثواب اور اموات کو ہدیۂ اجر پہنچانا تمام اہلِ سنت وجماعت کے اتفاق سے پسندیدہ اور شریعت میں مستحب ہے۔ (رسائل رضویہ حصہ دوم ص ۱۸۳)

—— لیکن جائز نہیں —— تیجہ، چالیسواں وغیرہ میں دعوتِ عام کر امراء بھی کھائیں!

فرمایا، میّت کے گھر والے تیجہ، دسویں، چالیسویں وغیرہ کے دن رشتہ داروں یا دوست احباب کی دعوت کریں۔ یہ ناجائز اور بدعتِ قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے موقعہ پر کی جاتی ہے نہ کہ غمی کے موقعوں پر۔

(فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۳ - سنی بہشتی زیور ص ۱۶۲)

علمائے کرام اہلِ سنت وجماعت

ایسی ہی دعوتوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ سب دکھاوے اور ناموری کے کام ہیں۔ ان سے بچنا لازم وضروری ہے۔ کشف الغطاء میں فرمایا، کہ تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پیٹتی نوحہ کرتی ہیں۔ انہیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اہلِ میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کے لیے نوحہ کرنے میں شمار کرتے تھے۔ (ابن ماجہ وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ نوحہ حرام ہے۔ ہاں اگر محتاجوں کو دینے کو پکوائیں تو حرج نہیں، بلکہ خوب ہے۔ بشرطیکہ یہ کام کوئی عاقل بالغ اپنے مالِ خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں، اور اگر وارثوں میں کوئی یتیم یا اور کوئی بچہ نابالغ ہو یا بالغ ہیں مگر سب موجود نہیں یا موجود ہیں اور سب سے اجازت نہ لی اور کھانا پکوانا یا خیر خیرات کرنا شروع کر دیا تو یہ بات اور بھی زیادہ حرام اور سخت ناجائز ہے کہ یتیموں کا مال یوں ہی دے کر اڑانا۔ دوسروں کا مال بلا اجازت تصرف میں لانا ہے اور یہ خود ناجائز و حرام ہے اور اگر ان

میں کوئی یتیم ہو تو آفت اور سخت تر ہے۔ ہندوپاک کے اکثر گھرانوں میں رواج ہے کہ میت کے روزِ وفات سے اس کے اعزا و اقارب یا احباب کی عورتیں اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں پھر کچھ دوسرے دن کچھ تیسرے دن واپس چلی جاتی ہیں اور بعض چالیسویں تک بیٹھی رہتی ہیں۔ اس مدتِ اقامت میں عورتوں کے کھانے پینے اور پان چھالیا کا اہتمام اہلِ میت کرتے ہیں جس کے باعث وہ زیر بار ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق علمائے کرام نے فرمایا کہ یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں ناپسندیدہ اور خلافِ شرع کام کرتی ہیں مثلاً چلّا کر رونا، پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانپنا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ سب نوحہ ہے اور حرام۔ میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ انہیں کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔ نہ کہ اہلِ میت کھانے وغیرہ کا اہتمام کریں کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس ناجائز مجمع کے لیے اور زیادہ ناجائز ہوگا پھر اکثر لوگوں کو اس رسمِ شنیع اور بیہودہ رواج کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کا اہتمام کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم، اپنی مصیبت کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اس میلے کے لیے کھانا، پان، چھالیا کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔ ایسا تکلف شریعت کو کسی طرح جائز نہیں کسی امرِ مباح کے لیے بھی پسند نہیں اور ہرگز پسند نہیں، نہ کہ ایک رسمِ ممنوع کے لیے۔ پھر اس کے لیے جو دقتیں پڑتی ہیں بالکل ظاہر ہیں۔ پھر اگر سودی قرض ملا تو حرام خاص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنتِ الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ بلا ضرورتِ شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کی مانند باعثِ لعنت ہے۔ الغرض اس بیہودہ رسم کی ممانعت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ ایسی تمام رسمیں یک لخت ترک کر دیں جن میں ان کے دین و دنیا کا نقصان ہے اور طعنِ بیہودہ کا لحاظ نہ کریں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۱۳۹، ۱۴۰) (سنی بہشتی زیور ۱۶۲ تا ۱۶۴)

اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہلِ میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور اصرار کر کے انھیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہلِ میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے ہرگز نہیں اور ان کے لیے بھی روزِ اول کا حکم ہے آگے نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۱۴۰)

ایصالِ ثواب کے غلط طریقے:

ایصالِ ثواب کے نام پر آج کل لوگ اس قسم کی خیرات کرتے ہیں کہ چھتوں اور دکانوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے، بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی اس کو لوٹتے ہیں، ایک کے اوپر ایک گرتا ہے۔ بعض کو چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں یا بسکٹ کے ٹکڑے نیچے زمین پر گر کر پاؤں سے روندے جاتے ہیں، بلکہ بعض دفعات غلیظ نالیوں میں بھی،

گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی اور بے حرمتی ہوتی ہے اور بہت کچھ برباد بھی ہو جاتی ہیں۔ یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا اور ضائع جاتا ہے۔ یہ نہ خیرات ہے نہ ثواب و ایصالِ ثواب، نہ اس سے خدا اور رسول راضی نہ اس پر کسی ثواب کی امید، صرف ناموری اور دکھاوے کی صورتیں ہیں جو حرام اور رزق کی بے ادبی اور بربادی کا گناہ الگ۔ کاش یہ چیزیں انسانیت کے طریقہ پر تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور لوگ اس سے فائدہ بھی اٹھائیں اور غور کرنے والے ثواب کمائیں (فتاوٰی رضویہ ج ۱۰ ص ۸۸۔ سنی بہشتی زیور ۱۷۴-۱۷۵) ایک سائل کے جواب میں فرمایا، سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے جائز ہے یا کیا؟ یوں پوچھو کہ یہ ناپاک رسم (دعوتِ میت) کتنے قبیح اور شدید گناہوں پر مشتمل ہے۔ یہ دعوت خود ناجائز و بدعتِ شنیعہ قبیحہ ہے۔ میت کے پہلے یا تیجے دن یا ہفتے کے دن جو کھانے تیار کراتے ہیں، سب مکروہ و ممنوع ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۱۳۸، ۱۳۹)

ریاء و تفاخر کی نیت سے حرام ہے:

یہ کھانا اگر ریا و تفاخر کی نیت سے ہے تو حرام ہے (فتاوٰی رضویہ ج ۱۰ ص ۶۸) (دعوت نہ کرنے پر) طعنہ دینے والوں اور مجبور کرنے والوں کو (کھانا) حرام ہے) (فتاوٰی رضویہ، ج ۱۰ ص ۶۸)

واجب نہ جانے:

ایصالِ ثواب مندوب (مستحب) ہاں اسے شرعاً لازم جانے یا بغیر اس کے فاتحہ کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے۔ اس اعتقاد سے احتراز ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۱۹۶، ۱۹۸) اسراف نہ ہو۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۱۹۷، ۱۹۸)

ایصالِ ثواب کے لیے دن کا تعین جائز ہے، واجب یا سنت سمجھنا باطل ہے:

ایصالِ ثواب کے لیے تعینِ تاریخ بلاشبہ جائز ہے اور سنتِ مسلمین یعنی ان کا طریقہ مسلوکہ ہے مگر اسے واجب جاننا باطل محض ہے۔ یونہی سرکارِ رسالت کی سنت سمجھنا (فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص ۷۷)۔ ایصالِ ثواب میں کوئی سورت پڑھنا شرعاً معین نہیں، اور بلا اعتقادِ وجوب معین کرنے میں حرج نہیں (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۴)

فاتحہ و ایصالِ ثواب کے لیے کھانے کا پیشِ نظر ہونا کچھ ضروری نہیں (فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۲۲۵)

اپنی طاقت سے زیادہ خرچ کرنا جائز نہیں (فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص ۱۴۰)

حرام مال پر فاتحہ و ایصالِ ثواب جائز نہیں ہے بلکہ کفر ہے:

اگر جو چیز اس نے حرام کاری یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہٖ اسی شے پر نیاز دلائی مثلاً جوئے میں چاول جیتے تھے انہیں کا پلاؤ پکایا۔ زانیہ کو اس کے آشنا نے گوشت بھیجا اسی پر فاتحہ دلائی۔

جب تو وہ نیاز و فاتحہ یقینی مردود اور اس کا کھانا قطعی حرام ہے اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ بعینہٖ یہ وہی شے ہے تو وہ بھی سخت عظیم شدید گناہ میں گرفتار یہاں تک کہ فاتحہ دینے دلانے والے دونوں پر معاذ اللہ خوفِ کفر ہے۔ دونوں پر لازم ہے کہ کلمۂ اسلام نئے سرے سے پڑھیں اور نکاح کی تجدید کریں۔ اگر فقیر پر کوئی چیز مالِ حرام سے صدقہ کیا اور ثواب کی امید رکھی تو کفر کیا۔ اگر اس کا علم ہوا اس نے صدقہ کرنے کے لیے دعا کی اور معطی (صدقہ دینے والے) نے آمین کہی تو دونوں نے کفر کیا (فتاوٰی رضویہ ج ۱۰ ص ۹۳)

اور جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں:

اور بسر اوقات کے لیے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں۔ اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے، اس سے بسر اوقات کرتے۔ اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے۔ سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے ہی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں، یہ ناجائز ہے (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۸)

جو شخص علمِ دین و قرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے اور اپنے دین کو کھاتا ہے یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا۔ یہ خیال کیے ہوتے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے، یہ ناجائز ہے۔ رہا یہ امر کہ قرآن مجید و تعلیمِ دین پر اجرت لینا اور اس کے پڑھانے کی نوکری کرنا اس کو فقہائے متاخرین نے جائز فرمایا ہے۔ یہ دین فروشی میں داخل نہیں (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۲۱۹)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں کبھی سوم کے چنے وغیرہ نہیں کھائے

فرمایا، احتراز زیادہ پسندیدہ ہے اور اسی پر ہمیشہ سے اس فقیر کا عمل ہے۔

(فتاوٰی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۳۸)

مسئلہ ضروریہ:

پاکستان و ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفن مسنون کے علاوہ اوپر ایک چادر اوڑھاتے

ہیں۔ وہ تکیہ دار یا کسی اور مسکین پر تصدق کرتے ہیں اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازہ کی نماز پڑھتا ہے وہ بھی صدقہ کر دیتے ہیں۔ اگر یہ چادر و جانماز میت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دیا ہے اور عادۃً وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا، بلکہ کفن کے لیے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں جب تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میت کے مال سے ہے تو دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وارث سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو جب بھی جائز ہے اور اگر اجازت نہ ہو تو جس نے میت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمہ یہ دونوں چیزیں ہیں، ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی اور قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ورثاء میں کل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکہ سے ہرگز نہیں دی جا سکتیں اگرچہ اس نابالغ وارث نے اجازت بھی دے دی ہو کہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ اسی طرح گھر میں لوٹے گھڑے ہوتے ہیں، خاص میت کے نہلانے کے لیے خریدے تو اس میں بھی یہی تفصیل ہے۔

تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف (اخراجات) میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال میں سے جو چاہے خرچ کرے اور میت کو ثواب پہنچائے اور میت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو ورنہ نہیں، مگر جو بالغ ہو اپنے حصہ سے کر سکتا ہے۔

ایک صورت اور بھی ہے کہ میت نے وصیت کی ہو تو دین (قرض) ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی میں وصیت جاری ہو گی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ ان مصارف میں نہ وارثوں سے اجازت لیتے ہیں نہ وارث کے نابالغ ہونے کا کچھ خیال رکھتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے (سنی بہشتی زیور ص ۱۵۶، بہارِ شریعت جلد ۴ ص ۱۴۲، ۱۴۳)

ایصالِ ثواب کے لیے قرآن پاک اجرت پر پڑھنا حرام ہے:

تلاوتِ قرآن و ذکرِ الٰہی پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہے۔ لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جب یہ فعلِ حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات کو بھیجیں گے۔ گناہ پر ثواب کی امید اور زیادہ سخت و اشد ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۳ ص ۲۸۰، ۲۹۳، ۲۹۴۔ جلد ۴ ص ۲۱۸ جلد ۱۰ ص ۱۶۷، ۱۶۸۔ بہارِ شریعت جلد ۶ ص ۱۵۴ جلد ۱۴ ص ۱۳۹ جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰)

۱- تلاوت و تہلیل میں اجرت لینا ضرور حرام اور گناہ ہونے میں قطعی غیر قطعی ہونے کا فرق نہیں، گناہ اگرچہ صغیرہ ہو اسے ہلکا جاننا قطعی حرام ہے۔

۲- جبکہ عادت و رواج کے مطابق قاری کو معلوم ہے کہ ملے گا اور اسے (گھر والے کو معلوم) کہ دینا ہوگا تو ضرور اجرت میں داخل ہے۔ "المعروف کالمشروط (مشہور مشروط کی طرح ہے) نا... ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۲)

بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی۔ جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنےٰ ہے۔ اور اس بات کا وہ خود اپنے ہی دل میں فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ عزوجل کے لیے، لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا۔

میلاد خوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں۔ اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجر عظیم کے ضائع ہونے کا شبہ نہ ہوتا۔

بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے، بیان کریں گے، یہ مخصوص دعوت بھی اسی اجرت ہی کی مد میں ہوتی ہے۔ ہاں اگر اور لوگوں کو دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ و تقریر کا معاوضہ ہے۔" (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۱۳۹، ۱۴۰)

میت کے گھر والے تیجے کے دن دعوت کریں، قرآن شریف پڑھنے والوں کو کھانا کھلائیں تو ناجائز ہے (تعلیم الاسلام ص ۳۱۱) مصنفہ سید محمود مفتی اعظم اودھ۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

قرآن شریف کی اجرت لینی دینی حرام ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والے کو لالچ نہ ہو، اور دینے والا اجرت سمجھ کر نہ دے تو جائز ہے مگر یہ مشکل ہے لہٰذا اچھا ہے کہ دوست یا خویش و اقارب جو بلا اجرت پڑھنے والے ہوں پڑھیں (فتاویٰ مہریہ ص ۵)

سوم کے چنے و دیگر اشیاء کون کھا سکتا ہے؟

(سوم کے) چنے فقراء ہی کھائیں غنی کو نہ چاہیے۔ غنی بچوں کو ان کے والدین منع کریں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۰)

مردے کا کھانا صرف فقراء کے لیے ہو، عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۴۷)

میت کا طعام کھانے والوں کا دل مردہ اور سیاہ ہو جاتا ہے:

لوگوں میں مشہور ہے کہ طعام المیت یمیت القلب یعنی میت کا کھانا قلب سیاہ کر دیتا ہے۔ علمائے کرام نے اس کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ میت کے کھانے کی تمنا اور انتظار میں رہتے ہیں کہ کب کوئی مرے اور اس کا کھانا ملے اور اس کے نہ ملنے سے ناخوش اور ملول ہوتے ہیں ان کا قلب سیاہ یعنی دل مردہ ہو جاتا ہے اور عبادت و بندگی، ذکر و اذکار اور نیک کاموں کے لیے شوق انہماک دلچسپی چستی ان میں باقی نہیں رہتی اس لیے کہ وہ اپنی شکم سیری اور زبان کے ذائقے کی خاطر مسلمانوں کی موت کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت اس کی لذتوں اور ذائقوں میں کھو کر موت و قبر کو بھول جاتے ہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۲۲۳، ۲۲۵) انہیں صرف اپنے حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے کسی اور سے کوئی غرض نہیں رہتی۔ ذہن میں یہ بات نہ آتی ہو تو اب تجربہ کر کے دیکھ لو تجربہ و مشاہدہ سے بڑھ کر اور کیا دلیل چاہیے سو اللہ اعلم۔ غالباً اسی بنیاد پر بہت سے لوگ خصوصاً غریب ہوتے ہیں۔ سوم و چہلم وغیرہ کے موقعوں پر کی جانے والی دعوتوں میں شرکت سے گریز کرتے ہیں۔ ان کا یہ اقدام صحیح ہے۔ انہیں برادری یا پنچایت کے تاوان میں گھسیٹنا مذموم حرکت ہے۔ (سنی بہشتی زیور ص ۱۰۵)

ایصالِ ثواب اور صدقہ جاریہ کے بہترین طریقے:

۱- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ سعد کی (یعنی میری والدہ) کا انتقال ہو گیا ہے کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، پانی۔ انہوں نے کنواں کھدوا دیا اور اعلان کر دیا کہ "ھذہ لام سعد" "یہ سعد کی ماں کے لیے ہے" (ابوداؤد)

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے ان کاموں اور نیکیوں میں جن کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے یہ چیزیں ہیں (۱) وہ علم جس کو اس نے سیکھ کر پھیلایا (۲) نیک اولاد جو اپنے بعد چھوڑ گیا (۳) قرآن مجید جس کا وہ دوسرے کو وارث بنا گیا (۴) جو مسجد تعمیر کرے گا (۵) مسافروں کے لیے ٹھہرنے کا گھر بنا گیا (۶) نہر جاری کر گیا (۷) صدقہ خیرات جو آدمی مال میں سے اپنی تندرستی اور زندگی کی حالت میں نکال گیا۔ ان چیزوں کا اس کے مرنے کے بعد ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ثالث) اس کے علاوہ بھی ایصالِ ثواب اور صدقہ جاریہ کی بیسیوں صورتیں ہیں، مثلاً راستہ درست کرنا، ہسپتال بنانا، مفید کتابیں لکھنا،

کتب خانے قائم کرنا اور مدارس میں چندہ دینا، مدرسہ قائم کرنا، مساجد و خانقاہوں پر ایسی لائبریریاں قائم کرنا جن میں حقانیتِ اسلام، قرآن و سنت اور اولیاء اللہ کی تعلیم پر کتب رکھی جائیں اور نیک کاموں کے لیے نقد روپیہ یا غیر منقولہ جائداد اپنی زندگی میں وقف کر دینا یا ورثاء وقف کر دیں۔ ایسے اعمال کو اسلام نے صدقہ جاریہ قرار دیا۔ افسوس! آج ہم نے ان مسنون طریقوں کی بجائے غیر مسنون طریقے ایجاد کر لیے ہیں جو بجائے ثواب کے گناہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔

المرتب : خادم المؤمنین علی احمد سندھیلوی
شائع کردہ : شعبہ نشر و اشاعت اخوان المؤمنین پاکستان مسجد اکھاڑے والی نزد پریکٹی ۱۵۰۔ راوین روڈ لاہور

مؤیدین

مولانا محمد مہر الدین شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور
مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش لاہور
مولانا محمد گل خان عتیقی صدر مدرس جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد
مولانا عبد اللطیف نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور
مولانا ابو البیان محمد رمضان مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور
مولانا عبد الحکیم شرف قادری صدر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
مولانا عبد الغفور ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ رضویہ سنج پیر گرجہ
مولانا عبد القیوم خان شیخ الحدیث دوم دار العلوم حزب الاحناف لاہور
مولانا محمد رشید نقشبندی نائب ناظم اعلیٰ جمعیت علماء جموں و کشمیر
مولانا محمد شفیع رضوی ناظم اعلیٰ انجمن نعمانیہ پاکستان لاہور
مولانا سید غلام مصطفےٰ بخاری عقیل ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
مولانا حافظ عبد الستار قادری سعیدی جامع مسجد غوثیہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور
مولانا محمد صدیق سعیدی دار العلوم اسلامیہ حنفیہ عثمان آباد چڑھ مانسہرہ ہزارہ۔
مولانا محمد یوسف صدیقی ناظم اعلیٰ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم مستی گیٹ لاہور
مولانا محمد حنیف مدرس دار العلوم نعمانیہ، لاہور
مولانا حافظ محمد اکبر مہتمم جامعہ محمدیہ ضیاء القرآن جام ضلع راجن پور ڈیرہ غازی خاں
مولانا محمد اشرف مدرس دار العلوم جامعہ فاروقیہ رضویہ سنج پیر گرجہ پورہ لاہور
مولانا قاری محمود الحسن صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن مسجد وزیر خان لاہور

مولانا قاضی محمد عبد الوحید ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور
مولانا حسن علی بریلوی رضوی، میلسی ملتان
مولانا عبد المجید افغانی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور

امام احمد رضا بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا پیغام بزموں انجمنوں اور تنظیموں کے نام

۱۔ وعظ کی فیس مقرر کرنے والے سے وعظ کرانا حرام ہے۔
۲۔ میلاد شریف گیارہویں شریف اور جلسوں سے بچنے والی رقم (چندہ) دینے والوں کی ملک ہے انہیں لوٹانا ضروری ہے۔
۳۔ وعظ میں شور و غل کرنا مذہبی توہین اور عادتِ کفار ہے۔
۴۔ جو نفل ادا کرے اور فرائض ادا نہ کرے اسکے نفل کبھی قبول نہیں ہوتے۔
۵۔ من گھڑت و موضوع روایات بیان کرنے والے نائبِ شیطان ہیں۔
۶۔ "النعمۃ الکبریٰ" نامی کتاب میں روایات موضوعہ بکثرت ہیں۔ کسی جاہل نے حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دی ہے۔

تعلیم دین کا نبوی طریقہ وعظ و ارشاد ہے :-
عوام الناس تک دین کی ضروری باتیں پہنچانے کے لیے وعظ ہی مؤثر ہوتا ہے۔ یہ اہلِ علم کے فرائض میں سے ہے۔ اسپر آجکل توجہ نہیں دی جارہی بلکہ اس سے نفرت کی جاتی ہے۔ اور اس فن کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جو توہینِ علم اور خطاءِ عظیم ہے۔

امام احمد رضا رح نے فرمایا

عالمِ دین کا امر بالمعروف و نہی المنکر کرنا بندگانِ خدا کو دینی نصیحتیں دینا

جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ...

وعظ سننا عبادت ہے فرمایا

حاضرین کا ادب و خاموشی و رجوعِ قلب کے ساتھ اسے سنتے رہنا بھی مذہبی اور دینی فرض ہے اللہ عز وجل فرماتا ہے "فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" خوشخبری دے میرے بندوں کو جو متوجہ ہو کر بات سنتے پھر اس کے بہتر پر عمل کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ۲۰۷)

وعظ میں شور و غل کرنا ناجائز مذہبی توہین اور عادت کفار ہے

فرمایا: اس (وعظ) میں دست اندازی کرنا غُل مچانا گالیاں بکنا ضرور مذہبی توہین اور خاص عادت کفار بے دین ہے اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ "وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون" اور کافر بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اسی کے پڑھے جانے میں غُل شور کرو شاید یوں ہی غالب آجاؤ اور فرماتا ہے۔ "فما لھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ ○ فرت من قسورۃ ○" انہیں کیا ہوا وعظ سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہیں۔ وعظ سے روگردانی تو شیر سے گدھے کا بھڑکنا ٹھہرے۔ اس پر غل مچانا گالیاں بکنا کس چاند پر کتوں کا بھونکنا ہوگا۔ وعظ تو وعظ کہ وہ نص صریح قرآن مجید فرض مذہبی کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ ہر خطبے حتیٰ کہ خطبۂ نکاح و خطبۂ جمعہ ختم قرآن کا سننا بھی فرض ہے اور ان میں غُل کرنا حرام ہے حالانکہ خطبۂ نکاح صرف سنت اور خطبہ ختم صرف مستحب (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ۲۰۷)

آدابِ وعظ و مجلسِ وعظ فرمایا

نیک کلام کا قطع کرنا اور قائل اور سامعین مسلمانوں کو ایذا دینا یوں ہے جیسے مجلس وعظ میں بیٹھا ہوا ان سے بات کرنا گناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی کیوں نہ ہو اسی طرح صرف بغیر ضرورت ادھر ادھر دیکھنا یا کوئی حرکت و جنبش کرنا کھڑا ہو جانا۔ ٹکا لینا یہ سب گستاخی و بے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحرکاتی اور جلد بازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے کہ اس کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے سنتے رہیں یہاں تک کہ اس کا کلام ختم ہو اس وقت تک نہ ادھر ادھر دیکھیں نہ کوئی جنبش نہ اصلاً کچھ بات کریں۔ جب وعظ میں مطلق حرکت اور آہستہ بات بغیر ضرورت بھی گستاخی بے ادبی و گناہ ٹھہرے تو غل مچانا گالیاں بکنا کسقدر سخت توہین ہوگی۔ یہ توہین ٹھہرے گی کہ مسند وعظ اصل مسند حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ ہے۔ یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ان العلماء ورثۃ الانبیاء" بے شک علماء انبیاء کے وراثت ہیں اور نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادنیٰ درجے کے اجلاس میں غل کرے گا یہاں بکے تو وہ اس ادنیٰ ہی کی توہین نہ ہوگی بلکہ اصل بادشاہ کی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ۲۰۸)

وعظ منکراتِ شرعیہ پر مشتمل نہ ہو۔ فرمایا

"وہ پڑھنا جو منکرات شرعیہ پر مشتمل ہونا جائز ہے۔ جیسے روایات باطلہ اور حکایات موضوعہ (من گھڑت) اور اشعار خلاف شرع خصوصاً جن میں توہین انبیاء و ملائکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کہ آجکل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۱ صـ۷۶)

مسجد میں وعظ تقریر کا وقت۔ فرمایا

"مسائل قبلِ نماز خواہ بعد نماز ایسے وقت بیان کئے جائیں کہ لوگ سننے کے لیے فارغ ہوں نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے" (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صـ۶۴۳)

نیز فرمایا۔ "مسجد میں کارِ خیر کے لیے چندہ جمع کرنا جائز ہے جبکہ شور و چپقلش نہ ہو۔ خود احادیث صحیحہ سے اس کا جواز ثابت ہے مسجد میں وعظ کی بھی اجازت ہے جبکہ واعظ عالم دین سُنّی صحیح العقیدہ ہو اور نماز کا وقت نہ ہو ان دونوں باتوں کو

منکرات سے خالی ہوں متولی یا کوئی منع نہیں کر سکتا۔ واعظ بدمذہب یا بے علم یا روایات موضوعہ کا بیان کرنے والا ہو یا لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اور اس نے وعظ شروع کر دیا کہ ان کی نماز میں خلل آتا ہو تو ایسی صورت میں متولی اور ہر مسلمان کو روک دینے کا اختیار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صـ ۴۲۶)

مجلس شارع عام پر نہ ہو۔ فرمایا

"عام سڑک پر خصوصاً بازار میں جہاں آمد و رفت کی زیادہ کثرت رہتی ہے۔ فرش کر کے کتاب پڑھنا کہ یہ حقوق عامہ میں دست اندازی ہوئی شریعت میں تو اسی لحاظ سے راستہ میں نماز پڑھنی بھی مکروہ ہوئی نہ کہ بازار کی سڑک پر مجلس۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ ۹۵)

میلاد شریف و دیگر مجالس کے لیے کفار سے چندہ نہ لیا جائے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "انا لا نستعین بمشرک" ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے علمائے کرام تو امور دین میں کافر کتابی سے اتنی مدد لینی بھی مکروہ رکھتے ہیں کہ اپنی قربانی ذبح کرنے کو اس سے کہے حالانکہ وہ ایک کام خدمت لینا ہے نہ کہ معاذ اللہ دینی بات کے لیے مشرکوں سے مانگنا۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ ۹۵)

حرام کمائی سے حضور علیہ السلام کو ایصال ثواب جائز نہیں اور حضور علیہ السلام اس نذرانے کو قبول نہیں فرماتے۔

فرمایا:۔ "سبحان اللہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ تقاہر تصریحیں اور بیباک لوگ حضور پر تہمت رکھیں کہ ناپاک مال بھی سرکار میں قبول ہو جاتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اے عزیزو! جو چیز خدا کی بارگاہ سے مردود اور اسکی ناراضگی سے آلودہ ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لا یستخف بحقہم الا المنافق ذو الشیبۃ فی الاسلام الامام المقسط والعلم الخیر۔ تین شخص ہیں جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا بوڑھا مسلمان۔ بادشاہ عادل اور عالم کہ نیکی کی تعلیم دے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ صـ ۹۲)

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم لیس من امتی لم یعرف لعالمنا حقہ ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میرے امت سے نہیں۔ رواہ احمد والحاکم والطبرانی عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر اگر عالم کو اس لیے برا کہا کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کیوجہ سے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ ۱۴۰)

تعظیم و توہین کے متعلق فرمایا

"تعظیم و توہین عرف پر مبنی ہے۔ ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے دوسرے زمانہ میں نہیں ہوتی یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری میں نہیں مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے۔ انت قلت۔ تونے کہا۔ یہ وہاں کوئی توہین نہیں یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات کیوقت سر ننگا کرے اور جوتا پہنے۔ اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے ادب اسمیں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر ...ا ہو۔ (ملفوظات اعلحضرت صـ ۲۵)

لیکن عالم کون ہے؟ کے جواب میں فرمایا

"عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل مزاج ہو اپنی ضروریات کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے ملفوظات اعلحضرت صـ ۲۵

(ایضاً صـ ۲۵)

غیر عالم کو وعظ کرنا حرام ہے

فرمایا: جو کسی کی دور وعایت سے معاذ اللہ قصداً غلط حکم بتائیں وہ علمائے دین کب ہوئے نائبان شیطان ہوئے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۱۱ ص ۹۲)

فرمایا: انبیاء نے درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا ـــــ (اگر یہ وہی علم ہے)

جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تو بے شک محمود اور فضائل جلیلہ موعود کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم و مولوی کا استحقاق ورنہ مذموم و بد ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۶-۱۷)

فرمایا: عوام سے مُراد وہ ہیں کہ مقام حقائق تک نہ پہنچے اگرچہ علماء کہلاتے ہوں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۱۰ ص ۲۶)

فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی اور اس سے میلاد شریف پڑھوانا ناجائز

فرمایا: اس (فاسق) کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اس سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً کیونکہ اس کے آگے کرنے میں اسکی تعظیم ہے اور شرعاً ان پر اسکی اہانت واجب ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد سوم ص ۲۷۳) نیز فرمایا:

حدیث ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذالک العرش۔ جب فاسق کی مدح کیجاتی ہے۔ رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص ۹۳)

اور فرمایا: بے تحقیق مسئلہ کا جواب دینا حرام ہے اور مکروہ تحریمی مرتبہ واجب میں ہے اس کا ہلکا جاننا گمراہی و ضلالت ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص ۱۱۹)

قصداً نماز قضا کرنیوالا فاسق فرمایا

کسی کام کے لیے نماز قضا کر دینا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے جو ایسا کرتے

دربار میں رضا و قبول سے مشرف ہو بلکہ در حقیقت زید کی یہ جرأت سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ میں گستاخی و اہانت ہے کہ معاذ اللہ انہیں ناپاک چیزوں کا پسند و قبول کرنے والا بتایا ہے۔ ہیہات ہیہات (تعجب ہے) واللہ وہ تمام سے زیادہ ستھرے ہیں اور ستھروں کے لائق نہیں مگر ستھری چیز گندی چیزیں گندوں کے سزاوار ہیں۔ وہاں ناپاک مال مقبول ہو وہ طیب طاہر اس خبیث قول سے بری ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کوئی احمق بے باک نذر شاہی کو پیشاب کا قارورہ لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اس مردک کے منہ پر مارا جاتا ہے اور وہ جو علماء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس مال حرام ہو اور مالک کا معلوم نہ ہو یا بے وارث مر جائیں تو اُن کی طرف سے تصدیق کردے اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ صدقہ مقبولہ ہے۔ یا ارادہ خود میں صرف کرنا ٹھہرے گا یا اس پر انفاق فی سبیل اللہ کا ثواب پائے بلکہ وجہ یہ ہے کہ جب اس میں تصرف حرام ہوا اور مالک تک پہنچ نہیں سکتا ناچار اسکی نیت سے فقیر کو دے دے کہ اللہ جل جلالہ کے پاس امانت رہے اور وہ روز قیامت مالک کو پہنچا دے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۸-۱۹)

میلاد شریف گیارہویں اور دوسری تقریبوں سے بچنے والے چندہ کا حکم

فرمایا: "ایسے چندوں سے جو روپیہ فاضل بچے وہ چندہ دہندوں کا ہے انہی کی طرف رجوع لازم ہے وہ جس امر کی اجازت دیں وہی کیا جائے اُن میں جو نہ رہے اُس کے عاقل بالغ وارث کی طرف رجوع کی جائے۔ اگر ان میں کوئی مجنون یا نابالغ کا حصہ ہے تو باقیوں کی اجازت صرف اپنے حصص کی قدر میں معتبر ہوگی یعنی مجنون کا حصہ خواہی نخواہی واپس دینا ہوگا اور اگر وارث بھی نامعلوم ہوں تو جس کام کے لیے چندہ دہندوں نے دیا تھا اسی میں صرف کریں وہ بھی نہ بن پڑے تو فقراء پر تصدیق کر دیں۔" (فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص ۲۳۹-۲۴۰)

عوام پر علمائے دین کا ادب باپ سے زیادہ فرض ہے فرمایا:

عوام پر علمائے دین کا ادب باپ سے زیادہ فرض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ سب فاسق ہیں سب پر توبہ فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صـ ۲۳۸)

ترکِ جماعت اور ترکِ حاضری مسجد کا عادی فاسق ہے اور فاسق قابلِ اتباع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صـ ۳۶۹)

جو بلا عذر صحیح شرعی ترکِ جماعت کیا کرے فاسق و مردود الشہادت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صـ ۵۰۴)

وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے فرمایا:

جو وظیفہ پڑھے اور نماز نہ پڑھے فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے۔ اس کا وظیفہ اس کے منہ پر مارا جائے گا انہی کے بارے میں حدیث میں آیا ہے۔ رُبَّ تالی القرآن والقرآن یلعنہ۔ بہتیرے قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صـ ۱۰۲)

پابند صوم و صلوٰۃ لیکن وظیفہ کی وجہ سے تارکِ جماعت کے متعلق فرما

پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جماعت کیساتھ واجب ہے ایک وقت کا بھی بلا عذر ترک گناہ ہے وظیفہ و تلاوت باعث ترک نہیں ہوسکتے فرض مسجد میں باجماعت پڑھ کر وظیفہ و تلاوت مکان پر کرے ورنہ صورت مذکورہ (ترک جماعت) فسق و کبیرہ ہے۔ یہ بات کہ آدمی اللہ کے منادی یعنی موذن کو پکارتا سنے اور حاضر نہ ہو وہ وظیفہ و تلاوت کہ جماعت و مسجد سے روکیں وظیفہ و تلاوت نہیں بلکہ ناجائز معصیت (فتاویٰ رضو

نفلی صدقہ و عبادت کرنے اور فرض ادا نہ کرنیوالے کے متعلق فرما

"اس سے بڑھ کر احمق کون ہے کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کر ہے نادان سمجھتا ہے کہ میں نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض صرف

دھوکے کی ٹٹی (پردہ) ہے اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اسکی ترک کا عذاب گردن پر موجود۔

اے عزیزو! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے وہ قابل قبول ہونگے خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہانیاں سے بے نیاز ہے۔ جب خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا۔ "اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں کہ انہیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملۃ والدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ فرماتے ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے اسکی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور اس کے غلام کی خدمت گاری میں موجود رہے

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ ۲۳۶-۲۳۷)

جن واعظوں سے تقریر کرانا حرام ہے

۱۔ "تارک صلوٰۃ، شارب خمر، ڈاڑھی منڈانے یا کترانے والا۔ مونچھیں بڑھانے والا، بے وضو، بے ادبی، گستاخی سے بروایات موضوعہ تنہا یا دو چار آدمیوں کیساتھ مل کر مولود پڑھانے پڑھنے والے استہزا و مزاح کرنے والے کی تقریر سننے اور تقریر کرانے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:۔

"افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر مستحق عذاب یزداں ہے و غضب رحمٰن اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت و ہوان خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث ہو اسے ممبر و مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے تعظیماً بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ صـ ۲۱۸)

۲۔ موضوع (من گھڑت روایات) بیان کرنیوالے کے متعلق فرمایا:

"روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجلس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کمال ناراض ہیں۔ ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہ ہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار اور ان سب کے وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال اور اس کا اپنا گناہ اس کے علاوہ اور ان حاضرین و قاری (واعظ) سب کے برابر گناہ ایسے مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ خود اسپر زیادہ مثلاً ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو انپر ہزار گناہ اور اس کذاب قاری (واعظ) پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی (مجلس) پر دو ہزار دو گناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک قاری (واعظ) کے اور ایک خود اپنا پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جسقدر روایات موضوعہ جسقدر کلمات نامشروعہ وہ قاری (واعظ) جاہل پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال و عذاب تازہ ہوگا۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک سو کلمات مردودہ اس مجلس میں اس نے پڑھے تو ان حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم و دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی (مجلس) پر دو لاکھ دو سو وقس علیٰ ھٰذا۔ (ایضاً جلد ۱۰ ص ۲۱۸)

ایسی ناپاک مجلس میں شیاطین کا ہجوم ہوتا ہے۔ فرمایا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس و شیاطین کا ہجوم ہوگا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۲۱۸)

۳۔ واعظ جاہل نہ ہو۔ فرمایا:

"جاہل کا اپنے کو مولوی صاحب کہنا دوگنا گناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا شامل ہوا۔ جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر ہوگی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا

بیان جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے (کیونکہ اسے صحیح و غلط ثابت و موضوع کی تمیز نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من یقل علیّ ما لم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار" جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم افتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ بے علم مسئلہ بیان کیا سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا دوسری حدیث میں آیا ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا من افتی بغیر علم لعنتہ ملٰئکۃ السماء و الارض۔ جو بے علم فتویٰ دے اسے آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کریں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۹۶)

جاہل کا پیر بننا لوگوں کو مرید کرنا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا چھوٹا منہ بڑی بات ہے پیر ہادی ہوتا ہے اور جاہل کی نسبت ابھی حدیثوں میں گزرا کہ ہدایت نہیں کر سکتا نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ فقہ سے کہ بے علم نتوان خدا شناخت۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۹۶)

۴۔ واعظ و نعت خواں بے ریش لڑکے نہ ہوں۔ فرمایا

"امرد (بے ریش لڑکے) کو اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ فتنہ ہو خوش الحانی ہیں اُسے باز و بنانے سے ممانعت کی جائے گی منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کیساتھ ستر علماء فرماتے ہیں خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۹۴) **فرمایا:**

"چند آدمیوں کا خوش الحانی سے پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ شعر شرعاً اچھے ہوں اور راگنی کا قصد نہ کریں مگر امرد (بے ریش) لڑکوں کو اس میں شریک نہ کیا جائے کہ ان میں فتنہ ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۸۹)

چھوکروں کو ہمراہ لیکر میلاد شریف پڑھنے کے متعلق فرمایا

"ایسا پڑھنا ممنوع ہے یہ پڑھنا نہیں گانا ہے اور امرد کے گانے میں فتنہ ہے اور فتنے کا بند کرنا واجب۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۵۴)

۵- واعظ قرآن پاک و حدیث شریف کو گانے کی طرز پر پڑھنے والا نہ ہو فرمایا

"قرآن عظیم خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوشنما دلکش پسندیدہ دل آویز غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا اور معاذ اللہ رعایت اوزان موسیقی کیلئے بنیات کلم قرآنی کو بدلا جائے ممدود کا مقصور مقصور کا ممدود نہ بنایا جائے حروف مد کو کثیر فاحش کشش جسے اصطلاح موسیقیا میں تان کہتے ہیں نہ دی جائے زمزمہ پیدا کرنے کے لیے بے محل غنہ و نون نہ پڑھایا جائے غرض طرز ادا میں تبدیلی و تحریف راہ نہ پائے بے شک جائز و مرغوب شرعاً محبوب و مندوب بلکہ تاکید اکید مطلوب اعلیٰ درجہ کی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۷۰)

نعتیہ اشعار گانے وغیرہ کی طرز پر نہ پڑھے جائیں۔ فرمایا:

"جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب و مندوب ہوئی تو یہ تو شعر ہے یہاں اگر الحان کے لیے مد و قصر و حرکات و سکنات وغیرہا ہیات حروف میں کچھ تغیر بھی ہو تو حرج نہیں جبکہ صرف سادہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی نہ کر گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ و نغمات محررہ طرقات مطربہ قرعات معجبہ اوتار چڑھاؤ زیر و بم تان گٹکری تال سم کی رعایت سے رنڈیوں، ڈومنیوں، مراثیوں ڈھاریوں نقالوں، نقالوں، قوالوں وغیرہم میں معمول اور با وضع شرفاء مہذبین صلحا میں معیوب و مخذول" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۱۷۱-۱۷۲)

۶- واعظ وعظ کی فیس مقرر کرنیوالا نہ ہو۔ کیونکہ

وعظ و تقریر کی فیس لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح رشوت و سود حرام ہے۔ (خیر الامال ص ۳۳)

نیز فرمایا:-

زید (واعظ) نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اجرت مقرر کر رکھی ہے ناجائز و حرام ہے اس کا لینا اسے ہرگز ہرگز جائز نہیں اس کا کھانا صراحتاً حرام کھانا ہے اور اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کرکے سب کو واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھیرے پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدیق کرے اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔ اوّل تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ پاک خود عمدہ طاعات و اجل عبادات سے ہے اور طاعت و عبادت پر فیس لینی حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۹۵)

جس طرح وعظ کی فیس لینی حرام ہے دینی بھی حرام ہے

ماحرم اخذہ حرم عطاؤہ۔ جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ ص ۵۳-۲۲۲)

ایصالِ ثواب کا بہترین طریقہ کھانا کھلانے کی بجائے طلباء کو پیسے دیدیئے جائیں

فرمایا:- اور ثواب میں کمی کیا معنی اس سے ستر گنا ثواب کی زیادہ کی امید ہے بطور مذکور کھانا پکا کر کھلانے یا بانٹنے میں ایک کے دس ہیں اور طالب علم دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۱۵۵)۔

گیارہویں شریف اس طرح بھی ہو جاتی ہے رقم کسی نیک کام میں دیدی جائے

فرمایا: وہ تمام قیمت امداد مجاہدین میں بھیج دی جائے اور اس کا ثواب بھی نذر روح اقدس حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۰۹)

من گھڑت روائتیں سن کر اللہ اکبر کا نعرہ لگانا بھی حرام ہے

فرمایا۔ "ایسے جلسوں میں جو مضامین باطلہ و مخالف شرع ہوتے ہیں ان پر بہ نیت تحسین اللہ اکبر کہنا بھی حرام قطعی ہے۔ کہ ذکر الٰہی کی توہین ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۹۱)

تقریر میں طوائف کی سی حرکات کرنا ناجائز ہے

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ابو المظفر مفتی غلام جان رحمۃ اللہ علیہ قادری رضوی ہزاروی نے فرمایا:

"وعظ و تذکیر اور خطبہ و تقریر میں اگر حاجت ہو تو تفہیم عام کے لیے فقط انگشت شہادت سے اشارہ کرے کہ اسی قدر مسنون اور حدیث سے ثابت ہے اور دونوں ہاتھوں سے حرکت کرنا اور مثل طوائف حرکات ناشائستہ کر کے جوش دکھانا ممنوع و مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر بن مروان کو جمعہ کے روز منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھ کر فرمایا: قبح اللہ هاتين اليدين لقد رأيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یزید علی ان یقول بیدہ ھکذا واشارۃ باصبعہ المسبحۃ - (رواہ المسلم فی کتاب الجمعۃ فصل فی الاشارۃ فی الخطبۃ بالمنبر جلد ۱ ص ۲۸۶)

النعمۃ الکبریٰ نامی کتاب

اس وقت مارکیٹ میں ایک کتاب علامہ ابن حجر مکی قدس سرہٗ کے نام سے فروخت ہو رہی ہے۔ یہ جعلی کتاب ہے۔ اصلی کتاب علامہ نبہانی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف ہے "جواہر البحار" کی تیسری جلد میں موجود ہے میلاد شریف کی صحیح اور مستند روایات کے لیے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے جعلی روایات بیان کرنا جائز نہیں۔ (مخطوطہ از محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

اپیل

● ہر واعظ سے اپیل ہے کہ وعظ میں غیر ضروری باتیں یا عوام کے عقل و فہم سے بالاتر مضامین مثلاً دقائق تصوف و مسائل عربیہ وغیرہ بیان کرنے سے احتراز کرے۔ وعظ

میں کسی شخص کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائے عمومی حیثیت میں جو کچھ کہنا ہو کہے۔ کسی کی مرضی کے مطابق وعظ نہ کہے۔ اس سے مسائل ضروریہ پر پابندی لگ جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اور نہ ہی وعظ کہلوانے والے کی کوئی رعایت کرے۔ اور نہ ہی ایسا وعظ کرے جس سے فتنہ پیدا ہونے کا امکان ہو اس کا یہ مطلب نہیں ضروریاتِ دین اور حلال و حرام کو بیان نہ کرے بلکہ غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرے۔ وعظ کے دوران میں عوام سے تحسین و آفرین کے نعروں کی توقع نہ رکھے نہ اس غرض سے وعظ کرے کہ یہ عوام میں خوش بیان خطیب مشہور ہو جائے بلکہ وعظ خالصۃً للہ کہے اور دل میں دعا کرتا رہے کہ جو کچھ بیان کر رہا ہوں۔ وہ ان کے ذہن نشین ہو کر باعث عمل بنے۔ وعظ کر کے ان پر احسان نہ جتائے اور نہ معاوضہ کی خواہش کا انتظار کرے۔

● وعظ میں مسلسل تقریروں کے ساتھ مسائل ضروریہ سے بھی مسلمانوں کو مطلع کرے اور ان سب کاموں میں تحمل لطف و نرمی سے کام لے۔

بلا ضرورت مسائل اختلافیہ بیان نہ کرے اور جہاں ضرورت ہو یا کوئی اس کے متعلق سوال کر بیٹھے تو تقریر میں یا جواب میں اس کا لحاظ رکھے کہ عنوان متین اور نرم اور مخاطب کے قریب فہم ہو خشک و موحش نہ ہو۔ اگر کسی خاص شخص کا نام لے کر جواب کا معاوضہ کرے تو اس شخص کی نسبت کوئی کلمہ ثقیل نہ کہے متانت کے ساتھ شبہ کا حل کر دیا جائے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

● بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر مدرسہ میں ایک واعظ محض وعظ و تبلیغ کے لیے رکھا جائے جس کا کام صرف یہ ہو کہ احکام کی تبلیغ کریں اور اس کو ہدیہ لینے سے قطعاً منع کر دیا جائے۔ اور استحساناً یہ بھی کہہ دیا جائے کہ مدرسہ کے لیے بھی چندہ نہ کریں بلکہ اگر کوئی زبردستی دینا چاہے تو مدرسہ کا پتہ بتا دیں۔ اس واعظ کی حیثیت ایک مدرس کی ہو جس سے وعظ و تبلیغ کا کام کیا جائے۔

اہل مدارس سے یہ بھی گذارش ہے کہ مدارس کے جلسوں میں موضوع روایات بیان کرنے والے اور علم و عمل سے عاری واعظوں کو دعوت نہ دیں نہ انہیں تقریر کا موقع فراہم کریں۔ اس طرح عوام گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کہ وہ اہل مدارس کو دیکھ کر انہیں اپنے جلسوں میں بلاتے ہیں صحیح و غلط کی تمیز نہیں کر سکتے اور گمراہ ہو جاتے ہیں اس

طرح ان کے گمراہ کرنے میں واعظین کے ساتھ اہل مدارس بھی شریک ہو جاتے ہیں۔

● وعظ سننے والے ہمہ تن گوش بر آواز ہو کر بیٹھیں۔ ادھر ادھر خیال نہ کریں ہر بات کو سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں اور دل میں یہی ارادہ کریں کہ جو کچھ سن رہے ہیں اس پر عمل کی کوشش کر کے بارگاہِ رب العزت میں سرخرو ہوں گے۔ وعظ کے دوران میں کوئی شور و غل پیدا نہ کرے اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو واعظ کو بدوران وعظ نہ ٹوکے۔ اسے اپنے دل میں یاد رکھے اور اختتام پر واعظ کے پاس جا کر اپنے شبہ کا ازالہ کرالے۔ تقریر کے ساتھ ساتھ اس پر تبصرہ نہ کرتے جائیں کہ یہ بعد میں زیادہ آسانی سے ہو سکتا ہے جسکو مقرر کے خیالات سے اختلاف ہو۔ اگر وہ صبر کر سکے۔ تو خاموشی سے بیٹھا سنتا رہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو جلسہ گاہ سے چپکے سے اس طرح نکل جائے کہ کارروائی میں کوئی خلل واقعہ نہ ہو اور دوسروں کے سامنے مقرر پر مخالفانہ تبصرہ کرنے سے باز رہے تاکہ کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔

● جلسہ خواہ کسی نوعیت کا ہو۔ اس کے منتظمین کے لیے ضروری ہے کہ اس کے لیے ایسا مقام انتخاب کریں۔ جہاں لوگوں کو پہنچنے میں آسانی اور موسمی لحاظ سے بیٹھنے میں آرام رہے۔ لوگوں کی آمد و رفت میں خلل نہ پڑے اور وقت ایسا مقرر کریں جسمیں دوسرے لوگوں کے علاوہ دفتری اور کاروباری لوگوں کو بھی شرکت کا بآسانی موقعہ مل سکے اور کسی نماز یا جماعت کے فوت ہونے کا امکان نہ ہو۔ مستورات کے لیے پردہ کا مقررین کے لیے آلات نشر الصوت کا حاضرین کے لیے موسم گرما میں پینے کا پانی اور ان کے سائیکل وغیرہ رکھنے کا معقول انتظام ہو۔ جلسہ کا انتظام ایسے کارکنوں کے سپرد ہو۔ جو بردبار، متحمل مزاج، خوش اخلاق اور مردم شناس ہوں تاکہ ان کے سلوک سے جماعت کے نظم و نسق پر کوئی حرف نہ آئے۔ نہ کسی کو شکایت کا موقع ملے اور جلسہ کی خوب تشہیر کی جائے۔ تاکہ کوئی اس سے بے خبر نہ رہے جہاں مقررین کی تعداد زیادہ ہو۔ وہاں ان کے لیے اوقات تقریر پہلے سے مقرر کر لیں۔ تاکہ ہر ایک کو مناسب وقت مل سکے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عشاء کے بعد جلسہ ہو سردیوں میں گیارہ گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ بجے تک ہو یہ کہ بارہ بجے تک نعت خوانی ہو اور اس کے بعد تقریر شروع ہو جب لوگ واپس ہو جائیں سب بے عمل اور فیس کا

تقاضہ کرنے والے بے عمل واعظین کو اپنے جلسوں میں نہ بلائیں اور اگر وہ بلانے کا کہیں تو کہہ دیں وعظ و تقریر ایک مقدس فرض ہے تمہارے بس کی بات نہیں۔ تم کوئی اور کام کرو مگر یہ کہ فیس چکانے اور موضوع روایات بیان کرنے سے توبہ کریں اور متبع شریعت ہو جائیں آپکا ہڑپ کیا ہوا کرایہ بھی واپس کر دیں کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ ان سے دین کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

ع
اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
دین فروشی کے انڈے ہیں گندے

المرتب خادم العلماء والمومنین علی احمد سندیلوی

۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ بوقت
(۷-۵۰) سات بجکر پچاس بعد از نماز صبح

نوٹ:۔ اخوان المومنین کے جملہ اشتہار ہر خاص و عام کو اشتہار و پمفلٹ جس طرح چاہے بغیر تحریف کے شائع کرنے کی عام اجازت ہے خواہ مفت تقسیم کرے یا قیمتاً (علی احمد سندیلوی)۔

اگر آپ اخوان المومنین اشتہارات شائع کر کے تقسیم کرنے کی وسعت نہیں رکھتے تو پچاس روپے تو پچاس روپے فی صد اخوان المومنین کے دفتر سے طلب کریں۔

معذرت " امام احمد رضا کے حصہ اول پر ۲۱ موئیدین علماء کرام کے اسماء گرامی درج کیے گئے ہیں اس کے بعد مسلسل تائیدی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جگہ کی قلت کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں انشاء اللہ پمفلٹ میں موئیدین کے اسماء شائع کر دیئے جائیں گے۔ (ناظم شعبہ نشر و اشاعت اخوان المومنین)

شعبہ نشر و اشاعت اخوان المومنین (پاکستان)

مسجد اکھاڑے والی تکیہ سیتہ رنگا نزد پیر مکی۔ ۵۰ راوی روڈ لاہور

اخوان المومنین پاکستان کی مطبوعات

(۱) قرآن کا پیغام ——— اشتہار سائز ۲۰×۳۰
اولیاء رحمن اور اولیاء شیطان کے نام ———

(۲) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ——— " "
کا پیغام علماء مشائخ کے
صاحبزادوں اور قوم کے نام

(۳) رسول اعظم، صدیق اعظم، فاروق اعظم ——— " "
کا پیغام - تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے
والوں کے نام -

(۴) اسلام کا پیغام - علماء، مشائخ ——— " "
سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۵) ایک پیغام مسلمانوں کے نام ——— " "
موجودہ جہیز سنت مصطفیٰ
یا لعنت خدا؟

(۶) دو جلوس ——— " "
نورانی اور شیطانی

(۷) حضرت غوث اعظم کا پیغام ——— " "
واعظوں اور پیروں کے نام

(۸) امام احمد رضا کا پیغام ۱ تیجا، چالیسواں وغیرہ کرنیوالوں کے نام " "

(۹) امام احمد رضا کا پیغام ۲ بزموں، انجمنوں اور تنظیموں کے نام " "

(۱۰) امام احمد رضا کا پیغام ۳ زیارت قبور کرنے والوں کے نام " "

(۱۱) محدث اعظم پاکستان ابو الفضل ——— " "
مولانا محمد سردار احمد کا پیغام

دو پیغام

اسلام کا پیغام ۱-۲

علماء، مشائخ، سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

مرتبہ: علی احمد سندھیلوی

شعبہ نشر و اشاعت: اخوان المومنین پاکستان

یا اللہ جل جلالہٗ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ اشاعت نمبر ۱ ۲۰ ذوالحجہ
قسط نمبر ۱ ۱۴۰۳ھ

اسلام کا پیغام

نمبر 1

عُلماء، مشائخ، سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۱) اپنے دِلوں میں خوفِ خدا پیدا کرو۔ یہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جو انسان کو تمام برائیوں سے پوری طرح روک سکتا ہے۔

(۲) متحد ہو جاؤ کیونکہ اتحاد نعمتِ خدا اور تفرقہ آگ کا گڑھا ہے ورنہ اِس میں جاگرو گے۔

(۳) اتحاد ہی کی بدولت پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور اسی میں اس کی ترقی و بقا ہے۔

(۴) ہمارے باہمی تنازعوں کو مٹانے کا صحیح طریقہ اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری ہے۔

(۵) مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو اُن میں عدل و انصاف سے صلح کرا دو

(۶) ایک قوم دوسری قوم کا تمسخر نہ اُڑائے۔ ہو سکتا ہے کہ جس کا تمسخر اُڑایا جا رہا ہے وہ ان سے بہتر ہو۔

(۷) قوم کی قیادت سنبھال لینا کوئی مشکل کام نہیں۔ مشکل کام یہ ہے کہ قوم کی صلاحیتوں کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

تمام قوانین کی نگہداشت کا بنیادی اصول خوفِ خدا ہے۔ یہ قوانین خواہ اجتماعی زندگی کے متعلق ہوں یا معاشرتی یا انفرادی یا کسی اور پہلو کے لئے ہر حالت میں خوفِ خدا کا ہونا ان کے ساتھ لازم ہے۔ دنیوی حکومتیں بھی قوانین

بناتی ہیں اور پولیس و فوج کے ذریعے اُن پر عمل کراتی ہیں۔ جب پولیس اور فوج میں خوفِ خدا نہ ہو تو وہ اپنی ذمہ داری سے بچنے کے لئے کئی بہانے تلاش کر لیتی ہیں۔ اِدھر عوام بھی خلاف ورزی کی کوئی نہ کوئی سبیل تلاش کر لیتے ہیں جب خوفِ خدا نہ رہے تو حکام بھی اپنی حرص و آرزو کو پورا کرنے کے لئے عجیب و غریب طریقے استعمال کرتے ہیں۔ حکومت نیک نیتی سے خواہ کتنے ہی قوانین کیوں نہ بنائے۔ خوف خدا کے فقدان سے سب بے سُود ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں اِسی بنأ پر خوفِ خدا پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جتنے بھی اہم احکام نازل فرمائے ہیں۔ ان سب کے ساتھ خوف خدا کا ذکر ضرور فرمایا ہے۔ حقیقت میں خوفِ خدا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو بُرائیوں سے پوری طرح روکتا ہے۔ اگر خدا کو حاضر ناظر سمجھ لیا جائے۔ اور یہ یقین ہو کہ خدا ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے اور آخر ہم نے اس کے سامنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہونا ہے تو سب برائیوں کا مکمل سدِّ باب ہو سکتا ہے۔ عام لوگوں کا یہی خیال ہے کہ جو کام پوشیدہ طور پر کر لیا جائے۔ اسے کوئی اور نہیں دیکھ سکتا جس کے لئے کوئی جواب طلبی نہیں ہو سکتی۔ لوگوں سے بچنے کے لئے تو یہ طریقہ ٹھیک ہو سکتا ہے مگر خدا سے ہم بچ نہیں سکتے۔ وہ تو ہر جگہ موجود ہے۔ خواہ ہم تاریک سے تاریک تر کمروں یا عمیق غاروں میں ہی کیوں نہ چھُپ جائیں۔ اس لئے جو کام بھی ہم اپنی عقل کے مطابق نہایت ہی خفیہ طریق سے کریں۔ اللہ کے ہاں اس کی ضرور جواب طلبی ہو گی۔ پس چوری، رہزنی، چُغل خوری، بہتان تراشی، حسد و بغض، ظلم و ستم، رشوت ستانی، خود غرضی وغیرہ وغیرہ ایسی برائیاں ہیں جن کا سدِّ باب بغیر خوف خدا کے ناممکن ہے متذکرہ بالا برائیاں قومی زندگی کے لئے سمِّ قاتل کا حکم رکھتی ہیں اس لئے قرآن کریم نے ان کی طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ اسلام سے قبل عربوں میں یہ برائیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کی قومی زندگی صفر کے برابر تھی

لیکن جب اسلام نے ان کے اندر خوفِ خدا کا مادہ پیدا کر کے ان برائیوں کا مکمل استحصال کر دیا تو وہی عرب دنیا کے رہنما بن گئے۔ اب پاکستان کے لئے بالخصوص اور عالمِ اسلام کے لئے بالعموم بھی یہی ایک راہ ہے جس پر چل کر وہ ترقی کے زینہ پر چڑھ سکتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ فلا تخشوھم واخشونی ولاتم نعمتی علیکم ولعلکم تھتدون ۲/۱۵۰ لوگوں سے مت ڈرو۔ مجھ سے ڈرو تاکہ میں اپنی نعمتیں تم پر پوری کروں اور تاکہ تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔ اصل نیکی کے متعلق فرمایا۔ "ولکن البر من اتقیٰ" ۲/۱۸۹ نیکی اس میں ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

نیز فرمایا "اے ایماندارو! خدا سے ڈرو اور جو بطور سود رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو" ایضاً ۲/۲۷۸، اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو۔ اور جو بطور سود رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو" ایضاً ۲/۲۷۸ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک اس کے فرمانبردار رہو۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ مت پیدا کرو۔ ۳/۱۰۲-۱۰۳ اولیائے شیطان سے مت ڈرو۔ صرف اللہ سے ڈرو۔ ۳/۱۷۵ اس تمہید کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ :۔

اتحاد قوت کا بنیادی پتھر ہے۔ جس طرح کسی جسم کے ذرات کا آپس میں پیوستہ ہونا جسم کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح قومی زندگی کے لئے اس کے افراد کے اندر اتحاد ہونا لازمی ہے۔ عرب قبائل کے اندر جب تک اتحاد مفقود تھا۔ ان کی قوم قعرِ مذلت میں پڑی رہی۔ جونہی اسلام نے ان کے اندر اتحاد کا رشتہ مضبوط کر دیا وہ اوجِ ثریا پر جا پہنچے ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں

اتحادِ ملت اللہ کی نعمت ہے۔ خداوند قدوس ارشاد فرماتے ہیں۔" اے

ایماندارو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک اس کے فرمانبردار رہو۔ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ مت پیدا کرو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پس اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اللہ نے تم کو اس سے نکالا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ غور کرو۔ کیسے زوردار الفاظ میں اتحاد کا سبق دیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ قرآن کریم کا یہ دستور ہے کہ جب کبھی بھی کوئی اہم حکم دیتا ہے تو خوفِ خدا کی ساتھ ہی تلقین کرتا ہے۔ یہاں پر بھی خوفِ خدا یاد دلایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو حکم آگے دیا جاتا ہے مرتے دم تک اس کی فرمانبرداری لازمی ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ مت پیدا کرو۔ اللہ نے اتحاد کو اپنی خاص نعمت سے تعبیر کیا اور تفرقہ کو آگ کا گڑھا بتایا ہے۔ اسلام سے پہلے چونکہ قبائل عرب تفرقہ کا شکار تھے اس لئے انہیں کہا گیا ہے کہ تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے۔ اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے اندر اتحاد پیدا کر دیا اور اس طرح تمہیں آگ کے گڑھے سے بچا لیا۔

اتحاد ہی کی بدولت پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور اتحاد میں ہی پاکستان کی ترقی اور بقا کا راز ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ بغیر اتحاد کے قومی زندگی کا برقرار رکھنا محال ہے۔ برطانیہ کا ہندوستان فتح کرنے میں بڑا اصول یہی رہا کہ پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔

وہ اپنے دشمن کے اندر پھوٹ ڈلوا دیتے اور آپ چپ چاپ کامیاب ہو جاتے۔ انہوں نے اپنے دورانِ حکومت میں بھی یہ اصول نہ چھوڑا وہ رعایا کے مختلف فرقوں کو آپس میں لڑاتے رہتے اور آپ خود مزے سے

حکمرانی کرتے رہے۔ تاریخِ اسلام میں جنگِ خندق میں اس کی مثال ملتی ہے۔

قرآن کریم میں جہاں اتحاد برقرار رکھنے کی تلقین ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نا اتفاقی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ "اللہ اور اس کے رسول کی خوشی سے فرمانبرداری کرو اور آپس میں مت جھگڑو۔ ورنہ تم ہمت ہار بیٹھو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (۴۶)" دیکھ لو نا اتفاقی کی کیسی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے نا اتفاقی کمزوری کا موجب ہے۔ اس لئے دشمن اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

نا اتفاقی پیدا کرنے والے اسباب کی قرآن کریم میں وضاحت سے ممانعت کر دی گئی ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ مال کا ناجائز طریقہ سے حصول و ناجائز تصرّف، جاہ پسندی، آرام طلبی، غلامانہ ذہنیت، خوشامد، تلوّن مزاجی اور زر پرستی، رشوت، تضاد بیانی اور ان میں سے جہاں کوئی ایک بھی پائی جائے وہاں تفرقہ لازمی ہے۔

باہمی تنازعوں کو نپٹانے کا صحیح طریقہ قرآن میں ارشاد ہے "اے ایماندارو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور تم میں سے جو صاحبِ حکم ہو اس کی بھی فرمانبرداری کرو۔ اگر کسی معاملہ میں تمہارا تنازعہ ہو جائے تو اُسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ فیصلے کا اچھا اور نہایت موزوں طریقہ ہے" (سورہ نسآ آیت ۵۹) یہ آیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ فیصلہ شریعت کے مطابق ہونا چاہیئے اور حاکم جو فیصلہ بھی شریعت کے مطابق دے اُسے قبول کر لینا چاہیئے۔ اگر اس اصول پر عمل کیا جائے تو جھگڑوں اور فساد کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دی جاتے سورۃ حجرات کی آیات ۹ تا ۱۲ میں ارشاد ہے "اگر ایمانداروں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو۔ لیکن اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف

واپس آئے پس اگر وہ واپس آجاتے تو ان دونوں کے درمیان انصاف سے صلح کرادو اور کسی کی رو رعایت نہ کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ایماندار تو محض بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے بھائیوں میں صلح صفائی کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے ایماندارو! ایک قوم دوسری قوم کا مسخر نہ اڑائے۔ ہو سکتا ہے کہ جس کا مسخر اڑایا جا رہا ہے وہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں پر ہنسیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے پر الزام مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کے نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد ناموں کا رکھنا بُرا ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔ اے ایماندارو! بہت ظنی سے بچو یقیناً بغض و بدظنی گناہ ہے اور راز افشائی کے پیچھے مت پڑے رہو اور ایک دوسرے کی چغلی مت کھاؤ۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم تو اس سے بہت کراہت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا ... اور مہربان ہے" پھر سورۃ نور کی آیت ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے "اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایماندار ہو تو پھر کبھی بہتان تراشی نہ کرنا" اسی سلسلہ میں سورہ نحل کی آیت ۹۲ میں ہے۔

"اس عورت کی طرح مت بنو جو اپنے سُوت کو محنت سے کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ کیا تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد کا موجب بناتے ہو۔ تاکہ ایک جماعت دوسری سے بڑھ کر ہو۔ اللہ تو صرف تمہیں ان باتوں سے آزماتا ہے جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالےٰ نے کیسی وضاحت کے ساتھ نا انصافی کے جراثیم کا قلع قمع کیا ہے۔ کاش کہ ہم ان آیات میں غور و فکر کریں

جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو قوم میں اتحاد اور قوت، اُبھرنے کا جذبہ اور جوش، انقلاب اور مقصد کی تڑپ، عزائم بلند، ہمت مضبوط، حالات پر سکون، اخلاق بلند، نظم اعلیٰ اور عوام میں وہ تمام خصوصیات موجود تھیں جو ایک جاوید جان اور اُبھرتی ہوئی قوم میں موجود ہوا کرتی ہیں۔ ایسے حالات میں قوم

کی قیادت سنبھال لینا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ ان حالات میں قیادت کا امتحان بس اس چیز میں ہوتا ہے کہ قوم کی صلاحیتوں کو ضائع نہ ہونے دیا جائے ان صلاحیتوں کو تعمیری کاموں میں استعمال کر کے قوم کے معیارِ زندگی کو بلند اور اس کی ذہنی رُوحانی اور اخلاقی حیثیت کو برتر بنایا جائے اور اس کی قوتوں کا زیادہ سے زیادہ استحکام کیا جائے تاکہ وہ غلط راہوں میں برباد نہ ہو جائیں۔ اس کی تنظیم جن اصولوں پر کی گئی ہے۔ ان کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ اسے زندگی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھایا جائے اور اُسے مادی، ذہنی اور روحانی ارتقا کی ان راہوں پر گامزن دکھا جائے جن پر چل کر وہ عروج کی منزلیں طے کر سکے۔ جب ہم اس زاویہ سے تخلیق پاکستان کے بعد تاریخ پاکستان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں مایوسی کے سوا...... اور کچھ دستیاب نہیں ہوتا۔ ہم یہ ضرور دیکھتے ہیں کہ حکومتیں بدلتی رہیں اور برسرِ اقتدار طبقہ مالدار ہوتا گیا اور امیر۔ امیر سے امیر تر اور غریب، غریب سے غریب تر ہوتا گیا اور ابھی پچیس سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ یہ قوم جسے قائدین تحریک پاکستان نے نظم و اتحاد کا مرقع اور قوت و سطوت کی نشانی بنا دیا تھا۔ خانہ جنگی، بغاوت، بدامنی جدال باہمی، جمود اور خونریزی کا شکار ہوگئی۔ اسے جن بلند و برتر اصولوں کی بنیاد پر متحد کیا گیا تھا وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کا جذبۂ جہاد ختم ہو گیا ا کی قوتیں بکھر گئیں۔ وہ ایک عضو مفلوج بن کر رہ گئی۔ اس کی ترقی کی راہیں مسدود کر دی گئیں وہ ایک گُم کردہ راہ کارواں میں تبدیل ہو گئی۔ اس کا مقصد حیات فنا ہو گیا۔ وہ اس خطۂ پاک پر اللہ کی بادشاہت قائم کرنے کی بجائے لادینی نظریات کے سامنے سرنگوں ہو گئی۔ عادلانہ تقسیم دولت کی تبلیغ کی بجائے زراندوزی کی شکار ہو گئی اور اسلام کے اس عظیم نظامِ زندگی کو بھی فراموش کر بیٹھی جو اس کی زندگی کا مقصد اور حیاتِ ارضی کا نصب العین تھا۔

اکابرِ تحریک پاکستان نے جو قوم چھوڑی تھی۔ وہ دلیر، جفاکش، صاحبِ متقی، ہمت ور تھی، پچیس سال کے اندر وہ ایسی بدلی کہ آدھا ملک ہاتھ سے د

اور نوّے ہزار فوج قید کرا کر ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوئی۔ بزرگوں سے سنا تھا "ہر کمالے را زوال" "یہاں" کمال آیا نہیں کچھ اور زوال آنے لگا۔
اب نہ تو قوم میں نظم ہے نہ اتحاد ہے۔ نہ عالی ہمتی ہے، نہ افلاک پر کمند ڈالنے کا عزم ہے نہ باطل سے پنجہ کشی کی اُمنگ ہے۔ نہ شیروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی جرأت، نہ مقاصد پر مر مٹنے کی تمنّا ہے، نہ انقلاب اسلامی کو عالمگیر بنانے کی آرزو ہے نہ اسلامی تحریک کو پروان چڑھانے کا جذبہ ہے۔ نہ اپنے حقوق کے تحفظ کی قوت ہے۔ نہ حیات کا ولولہ ہے، نہ زندگی کا جوش ہے، نہ فداکاری کا ذوق ہے، نہ قربانیوں کی لگن ہے اور نہ اسلام کی اشاعت کا وہ شوق ہے جس نے اس کو تحریک پاکستان میں سرفروشی پر تیار کر دیا تھا۔

اس کے برعکس ان میں ایک لامتناہی جمود ہے۔ ایک عام احساس شکست خوردگی ہے۔ ایک نہ ختم ہونے والی تھکن ہے۔ ایک بے پناہ مایوسی اور افسردگی ہے۔ ایک پسپائی کی سی کیفیت ہے۔ ایک طرف انتشار کا عالم ہے وہ زندگی سے اتنے دُور ہو چکے ہیں کہ ان میں اسلامی دنیا کی سیاست سے ایک خاص قسم کی بے تعلقی پیدا ہو چکی ہے اور قوم ان تمام اخلاقی اور روحانی اقدار سے محروم ہو چکی ہے جو زندہ اور اُبھرتی ہوئی قوموں کی نشانی کہی جاتی ہیں۔ قوم کی قوتیں آپس میں جنگ آزمائی اور کشور کشائی میں ضائع ہو چکی ہیں اس کی اعلیٰ اخلاقی صلاحیتیں مُردہ ہو چکی ہیں وہ زرپرستی کی اتنی خوگر ہو چکی ہیں کہ چند پیسوں کے بدلے جو چاہے جس کے خلاف چاہے ہنگامہ آرائی کرا لے۔ اس کا سارا ولولہ اور وہ ساری گرمی ختم ہو چکی ہے جس کے بل پر اس نے انگریز اور ہندو کو ذلت آمیز شکست دی تھی اب وہ ایک مُردہ اور بے حس قوم کی طرح ہے اور یہ نتیجہ ہے چھتیس سال کی قیادت کا۔

چھتیس سال میں چند طالع آزما کرسی اقتدار پر ضرور براجمان ہوئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ :-

(۱) مسلمانوں میں حکمرانی اور انتظام کی کتنی صلاحیت پیدا ہوئی ؟

(۲)، ان میں اس خطۂ پاک کو باقی رکھنے کی کتنی صلاحیت پیدا کی گئی ؟

(۳)، ان کی علمی اور ذہنی زندگی کا کیا حشر ہوا ؟ ان کا تعلیمی معیار کس حد تک بلند کیا گیا ؟

(۴)، ان میں اسلامی دعوت کو عام کرنے کی صلاحیت کس حد تک بیدار کی گئی ؟

(۵)، عوام کی معاشی اور اخلاقی حیثیت کس حد تک بہتر بنائی جا سکی ؟

(۶)، وہ تمدن، تہذیب، علم اور حکمت میں معاصر اقوام سے کیوں پیچھے رہ گئے ؟

(۷)، ان کا وہ دینی ولولہ کیا ہوا جس نے ان میں پہاڑوں کا ثبات اور فولاد کی صلابت پیدا کی تھی۔

حکامِ وقت کا یہ حال رہا اور ہے کہ وہ دین اور قرآن کی تشریح و تفسیر کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ وہ دین کے معاملے میں بالکل کورے ہیں اس لئے ان کے لئے یہ ناممکن ہے کہ دینی مسائل میں اپنی ذات کو مسلمانوں کی توجہ کا مرکز قرار دیں ایسی حالت میں انہوں نے یہ رُخ اختیار کیا کہ سیاسی مسائل تو حکمران طبقہ حل کرے اور دینی مسائل میں اپنی رائے ظاہر کرنے اور اپنی عقل یا پسند کے مطابق آیاتِ قرآنی کی تفسیر کرنے کا حق دیدیا جائے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ :-

(۱) دین اور قرآن کے بارے میں ہر کس و ناکس کو اپنی رائے ظاہر کرنے اور اپنی عقل یا پسند کے مطابق دین اور قرآن کے مفاہیم متعیّن کرنے کا حق حاصل ہو گیا جس کا لازمی نتیجہ فرقہ بندیوں کی شکل میں برآمد ہوا۔ جس نے جو چاہا اسلام کا ایک نیا مفہوم متعیّن کر دیا جو دل میں آئی وہ قرآن کی تفسیر کر دی اور اسی کے نتیجہ میں مسلمان سینکڑوں فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

(۲) مذہب کے باب میں کسی مرکز کی ضرورت کا احساس ختم ہو گیا

(۳)، اکثر حکمرانوں، سیاستدانوں اور علماء مشائخ کا بس مذہب سے اتنا تعلق رہ گیا کہ مذہب کے نام سے فائدہ اٹھا کر عوام پر اپنی حکومت قائم رکھتے رہے اور دین کے نام پر ان کی گردنوں پر اپنی غلامی کا جُوا لادتے رہے۔ یہ قوم دینی علوم سے اتنی جاہل ہو چکی ہے کہ اُونٹ وادنٹنی، دوٹ اور رُوٹ میں تمیز نہیں کر سکتی اور ظاہر ہے کہ جس قوم میں

جہالت اس درجہ پر پہنچ جائے۔ اس کا روحانی، علمی، تمدنی اور ذہنی حیثیت سے جو حشر ہو سکتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔

اختلاف کیوں پیدا ہوتا ہے ؟

متعدد قرآنی آیات سے واضح ہے کہ اختلاف محض بَغیاً بینَھُم (باہمی ضد اور سرکشی کی وجہ سے پیدا کیا جاتا ہے اور اسی بُغض و عناد کی وجہ سے ان کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ ہر فریق اپنی رائے پر (جو دوسرے سے مختلف ہوتی ہے)، قائم رہتا ہے اور بالآخر ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آتا ہے اور مستقل دشمنی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ جب ایک فرقہ دوسرے سے نفرت کرنے لگے تو ظاہر ہے کہ ان کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع تر ہوتی جائے گی، اور اس کو پاٹنے کی کسی کو فکر نہ ہوگی۔ یہ اختلافات بالآخر مخالفت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ اور ذرا ذرا سی بات پر ان میں دنگا فساد۔ قتل و غارت گری شروع ہو جاتی ہے۔ ان کی باہمی دشمنی کی وجہ سے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کی اچھائیاں بھی برائیاں ہی نظر آنے لگتی ہیں۔ گویا نہیں ایک دوسرے کا وجود ناگوار ہوتا ہے۔ فرقہ پرستی کا یہ جذبہ جنون کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور خون خرابہ پر منتج ہوتا۔ کیونکہ فرقہ پرست لوگ اپنے فرقہ یا کسی شخصیت کے خلاف کوئی آواز بھی سننے کی تاب نہیں لا سکتے۔ تنگ دلی اور تنگ نظری ان کی فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے اور وہ اس غلط روش کے جذبات کی شدّت میں کوئی صحیح بات ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔

ایک منطقی نتیجہ

اختلافات خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی۔ ان کا لازمی نتیجہ پھوٹ، انتشار اور دشمنی ہے اور جس قوم میں انتشار [illegible] رہے اور باہمی تفرقی اور مخاصمت کا شکار ہو جائے وہ قوم دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر تباہ ہو جاتی ہے اور اُن کی آئندہ نسلیں اپنے آثار کی بلندی و پستی کو دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہیں دُور کیوں جائیں صرف مسلمانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ :-

(۱) دمشق کی اموی خلافت ۔ (۲) بغداد کی عباسی خلافت ۔ (۳) اسپین کی اموی حکومت ۔ (۴) افریقہ کی اسلامی سلطنتیں ۔ (۵) دہلی کی مغلیہ سلطنت ۔ (۶) ترکی کی عثمانی خلافت ۔ ان سب کو مسلمانوں کی باہمی کش مکش اور فرقہ پرستی نے ہی صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا ۔ یہاں تک کہ مسلمان قوم اپنے ہی گھر میں غیر قوموں کی محکوم، مغلوب، مقہور، معتوب اور مجبور بن کر رہ گئی ۔ اور آئندہ کے لئے اپنی گذشتہ عظمت کے قصے سُنا سُنا کر جینا شعار بنا لیا ہے ۔ حالانکہ :-

(۱) ماضی کے واقعات سے مستقبل کی تعمیر کے لئے راہیں ہموار کی جاتی ہیں

(۲) عظمتِ رفتہ پر آنسو بہاتے رہنے کی بجائے آئندہ زندگی کو تابناک بنانے کی سرتوڑ کوششیں جاری رکھنی چاہیئں ۔

وہ قوم نہیں لائقِ ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے (اقبالؔ)

تاریخ شاہد ہے کہ :-

مذہبی فرقہ بندی اور اس کے زیر اثر سیاسی اختلافات نے یہودیوں، نصرانیوں اور مسلمانوں کے خون کو ہزاروں سال تک اتنا ارزاں رکھا ہے کہ دنیا کی تمام بڑی بڑی سیاسی جنگوں میں اتنے آدمی تہ تیغ نہیں ہوئے جتنے کہ مذہب کے نام پر لڑائی جھگڑوں میں قتل ہوئے ۔ زندہ جلائے گئے اور مختلف قسم کے عذاب دیئے گئے ۔

گروہ بندی کے بڑے اسباب تین ہیں :-

(۱) اسلاف و اکابر پرستی اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلاف و اکابر کی عزت و احترام جزوِ ایمان ہے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی ہر بات کو بے سوچے سمجھے تسلیم کر لیا جائے ۔ ان کی صرف اسی بات کو مانا جائے گا جو حق و درست ہو ۔ جو ملک و ملت کے لئے مفید ہو ۔ کیونکہ انبیاؑ علیہم السلام

کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں اس لئے ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے بلکہ بڑے بڑے اکابر سے غلطی واقع ہوئی ہے ۔

لہٰذا نہ یہ جائز ہے کہ اگر کسی متبع شریعت اللہ کے بندے سے کبھی بدقسمتی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اُسے فاسق و فاجر قرار دیا جائے اور نہ ہی اس غلطی کو مشعلِ راہ بنانا جائز ہے ۔

(۲) عیش پرستی :-

عیش پرستی بھی انسان کی کمزوری، گمراہی اور تباہی و اختلاف کا باعث بنتی ہے ۔

زمانہ گواہ ہے کہ مسلمان قوم نے :-

اپنی حکومت اور عظمت و شوکت کے زمانے میں حدود فراموش ہو کر دادِ عیش میں کوئی کسر نہ چھوڑی ۔ لیکن افسوس کہ عظمت و شوکت اور حکومت کے چھن جانے کے بعد بھی مسلمان اپنی عیش پرستی سے کبھی دست بردار نہیں ہوتے بلکہ وہ زیور، زمین ۔ مکان ۔ گھوڑے بیچ کر بھی حال مست رہے اور جب فقیر ہو کر تکیہ میں آ بیٹھے تو بھی ذہنی عیاشی کا بدستور شکار رہے اور اپنے دل بہلاوے کے لئے شعر و شاعری، شطرنج، تاش، ناچ، مجرے، بٹیر بازی گانے، مروجہ قوالی اور داستانیں سُننے میں لیل و نہار گذارتے رہے ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(۳) اقتدار پرستی

جس کو اقتدار مل جائے کرسیِ اقتدار اس سے چمٹ جاتی ہے اس محبوبہ کو قبضہ میں رکھنے کے لئے غیر جمہوری طریقے استعمال ہوتے ہیں ۔ عزتوں پر حملے ہوتے ہیں ۔ ہاتھا پائی ہوتی ہے ۔ کرسیاں چلتی ہیں ۔ گریبان چاک ہوتے ہیں ۔ آخر ایک ایک جماعت، دو دو تین تین، چار چار اور نہ جانے کتنے

فرقوں میں بٹ جاتی ہے - نکالنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے شرپسندوں کو نکال دیا، چوروں کو نکال دیا، ڈاکوؤں کو نکال دیا- نکلنے والے کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے لئے نکلے - ہم نے ظلم کے خلاف احتجاج کیا وغیرہ وغیرہ .... دو چار بیان اِدھر اُدھر سے اخبارات میں شائع ہوئے اور بس ملک و ملت کو نکالنے والوں نے بھی نقصان پہنچایا اور نکلنے والوں نے بھی -

اختلاف کا نتیجہ فرقہ بندی :-

تفرقہ ہمیشہ اُمت کے باہمی اختلاف سے پیدا ہوتا ہے- ایک معاشرے کے اندر جب اور جہاں بھی دو با اثر شخصوں میں اختلاف رونما ہوا اور دونوں اپنے اپنے اختلاف پر ہٹ دھرمی سے اڑے رہے تو تفریق پیدا ہو جاتی ہے پھر دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ہم خیال لوگوں کی ایک جماعت ہو جاتی ہے اور وہ دونوں جماعتیں دو مستقل فرقے بن جاتی ہیں جو اپنے اصلی محور سے ہٹ جاتی ہیں- اس طرح اُمت محمدیہ بھی سینکڑوں فرقوں میں بٹ چکی ہے- اور ان میں کوئی فرقہ بھی اُمت محمدیہ میں نہیں رہا بلکہ وہ اپنے اپنے فرقہ کے سرکردہ کی انگلی پکڑے بیٹھے ہیں اور "اِتخذُوا احبارَھُم وَ رُھبانَھم اربابًا مِن دُونِ اللہ" کا مصداق بنے ہوئے ہیں- وہ ایک دوسرے سے عملاً کٹے ہوئے ہیں- اور دلوں سے کوسوں دُور- کیونکہ وہ :-

(۱) نہ مل کر صلوٰۃ مؤقت ادا کرتے ہیں- (۲) نہ مل کر ایک مسجد میں جمع ہوتے ہیں- (۳) نہ مل کر نظامِ زکوٰۃ قائم کرتے ہیں- (۴) نہ مل کر قرآنی نظام کے تابع چلتے ہیں- (۵) نہ مل کر رشتے ناطے کرتے ہیں- (۶) نہ مل کر عید مناتے ہیں (۷) نہ مل کر سوگ مناتے ہیں- (۸) نہ مل کر کھاتے پیتے ہیں- (۹) نہ مل کر باہمی اختلاف ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں- (۱۰) نہ مل کر ملی فلاح و بہبود اور ترقی کے منصوبے بناتے ہیں- (۱۱) نہ زندگی میں ایک جگہ مل کر رہتے ہیں- (۱۲) نہ نہ مر کر ہی ایک قبرستان میں دفن ہوتے ہیں-

بلکہ (۱) ان میں نسلوں، خاندانوں اور قبیلوں کی تفریق ہے- (۲) حاکم و محکوم اور اعلیٰ و ادنیٰ کی تفریق ہے- (۳) مذہبی فرقوں کی تفریق ہے (۴) ذات پات اور برادریوں کی تفریق ہے - (۶) آجر اور مستاجر کی تفریق ہے - (۷) آقا و مولیٰ کی تفریق ہے- علاقائی و لسانی تفریق ہے -

ان کا سارا زور، ذہنی توانائیاں، دماغی کاوشیں اور دھن و دولت بس ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے کے لئے وقف ہیں لیکن ان سب چیزوں کے ضیاع کے باوجود کسی ایک فرقہ کو یا پوری ملت کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے - جو قوم اپنے نفع و نقصان کے متعلق سوچنے سے یوں عاری ہو چکی ہو اس کے دماغ میں عقل نہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے ؟ اور اس کی حالت زار قابلِ ماتم نہیں تو اور کیا ہے ؟

جس قوم کے افراد میں تنظیم نہیں ہے
وہ قوم کہیں لائق تعظیم نہیں ہے

اَلمُرتّب :-

خادم المومنین :- علی احمد سندھیلوی

۱۳ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ، ۲۱-۹-۱۹۸۳ء

بروز بدھ پونے دو بجے شب

یا اللہ جل جلالہٗ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ اشاعت ۱۱ — قسط نمبر ۲

اسلام کا پیغام

یکم محرم الحرام ۱۴۵۳ھ

نمبر ۲

علماء، مشائخ، سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۱) فرقہ بندی شرک اور ضد اسلام ہے اور سیاسی پارٹی بازی عذاب عظیم ہے

(۲) یہ ظلم عظیم ہے کہ جو اُمت دوسری قوموں کے اختلافات مٹانے کیلئے بھیجی گئی ہے وہ خود اختلافات کا شکار ہو کر رحمت الٰہی سے محروم ہو گئی ہے

(۳) جو لوگ قرآن کو ماننے کے باوجود اس پر عمل نہیں کریں گے قیامت کے دن ان کے خلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دربار میں استغاثہ دائر کریں گے ۔

(۴) قوم مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں بٹ جانے سے کمزور، بدنام اور تباہ ہو جاتی ہے ۔

(۵) ہر قسم کی گروہ بندی، فرقہ پرستی اور پارٹی بازی ایک دائمی عذاب الٰہی ہے اور جو قوم جان بوجھ کر عذاب الٰہی میں مبتلا رہنا چاہے اُسے کون بچا سکتا ہے

(۶) دنیا میں کسی بھی فرقے کا بانی کبھی محروم نہیں گیا اسے چند عقل کے اندھے مل ہی جاتے ہیں جو اس کی تحریک کو پروان چڑھاتے ہیں ۔

(۷) جو لوگ فرقہ پرست ہیں وہ دین پر قائم نہیں اور جو دین الٰہی کے فرمانبردار [illegible] وہ فرقہ پرست بن نہیں سکتے ۔

(۸) مسلمانوں کے پاس ہر قسم کے اختلافات مٹانے کیلئے قرآن مجید موجود ہے لیکن وہ اس کے سامنے اپنے اختلافات پیش کر کے صحیح فیصلے تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ۔

قومی زندگی کو ملّی زندگی یا اجتماعی زندگی بھی کہا جاتا ہے جس طرح افراد کے لئے زندگی اور موت ہوتی ہے اسی طرح قوموں کی بھی زندگی اور موت ہوتی ہے ۔ یہ مسلّم امر ہے کہ انفرادی زندگی میں تندرستی برقرار رکھنے کے چند اصول ہوتے ہیں ۔ مثلاً کھلی ہوا، صاف پانی، ستھری غذا، صاف اور ستھرا ماحول، ورزش وغیرہ ۔ اسی طرح قومی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے بھی چند ایک لوازمات ہیں جنہیں قرآن نے بیان فرمایا ہے ان میں سے ایک فرقہ بندی سے احتراز کرنا ہے اس موضوع پر اشاعت نمبر ۱۰ میں بھی ذکر ہوا ہے اس پر بھی ایک نظر ڈال لیں ۔

فرقہ بندی شرک ہے ۔ اس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے ۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا ؕ نماز کو اس کی شرائط کے ساتھ ادا کرو اور مشرکوں سے نہ ہونا ۔ یعنی اُن لوگوں سے جنہوں نے دین میں تفریق پیدا کر دی اور گروہ گروہ ہو گئے ۔

اور ارشاد فرمایا کہ اے رسول! مشرکین سے کہدو کہ اللہ قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اُوپر یا پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا دے اور ان فرقوں کو آپس کی لڑائیوں اور خونریزیوں کا مزا چکھا دے ۔ $\frac{۶}{۶۵}$

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور خود بھی ایک فرقہ بن کر بیٹھ گئے ۔ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا ان سے کوئی واسطہ نہیں ان کا معاملہ خود خدا پر چھوڑ دے جو انہیں یوم مکافات کو بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے $\frac{۶}{۱۵۹}$ ۔ اس کے علاوہ بھی قرآن کریم نے متعدد مقام پر فرقہ بندی کی مذمت بیان فرمائی ہے ۔

فرقہ بندی کا مفہوم۔ یہاں فوراً ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت کے چند سال بعد سے لے کر آج تک کوئی موحد گذرا ہی نہیں۔ اور سب کے سب نعوذ باللہ مشرک ہی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مطلقاً کسی گروہ یا جماعت سے وابستگی شرک نہیں لیکن اگر کسی فرقہ سے وابستگی کا انداز ایسا ہو کہ نفس دین کی وابستگی پر اس فرقہ یا اس مکتب فکر کی وابستگی غالب آجائے تو اس کے شرک ہونے میں کوئی کلام نہیں کیونکہ اس صورت میں دین کی وابستگی کمزور اور فرقی عصبیت قوی ہو جائے گی۔ اور اس کا ظہور یوں ہوگا کہ جس فرقہ سے ہماری وابستگی ہے اس کی ہر بات بے چون و چراں ماننا ضروری ہے جس فرقہ سے ہم وابستہ نہیں اس کی کوئی بات ماننے کے قابل نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں آخری سند اللہ و رسول نہ رہیں گے بلکہ وہ فرقہ یا اس کا سربراہ و امام آخری سند بن جائے اور اس کے شرک ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ ایک فرقے کی رعایت یا دوسرے فرقے کی عداوت کا جذبہ حق سے قطع نظر کرنے پر مجبور کر دے تو وہ بھی شرک ہی ہوگا۔ اور ائمہ کے فقہی مسائل کو مان لینا صرف اسی حد تک درست ہے جس حد تک یہ اعتماد ہو کہ ان کا استنباط اور ان کی تفسیر و تعبیر حق سے زیادہ قریب ہے۔ اگر کسی معاملے میں دلائل و براہین کمزور یا بے وزن نظر آئیں تو ا کو محض اس لئے مان لینا صحیح نہیں کہ یہ مسئلہ ہمارے امام نے یوں بیان کیا ہے۔ کسی امام پر عمومی اعتماد صرف اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اس راہ کا خصوصی ماہر اسپیشلسٹ ہے اور ہماری نظر وہاں تک بے علمی کی وجہ سے نہیں پہنچ سکی ہے۔ اس قسم کے اعتماد میں چنداں مضائقہ نہیں کہ کم فرصتی اور علمی بے بضاعتی کی وجہ سے ایک کثیر طبقہ کو ایسا کرنا پڑتا ہے اور طبقۂ عوام کے لئے یہ ایک مجبورانہ طرز تقلید ہے۔ جب دلائل سے اس کی غلطی واضح ہو جائے تو علم و اطمینان ہو چکنے کے بعد بھی اس سے چمٹے رہنے کا مطلب اس کے سو

اور کچھ نہیں کہ فرقی عصبیت اور فرقی جانبداری و پاسداری کا جذبہ حق پرستی پر غالب آگیا ہے۔ اور یہی شرک ہے۔ ترکِ حق خواہ مذہبی مسائل میں ہو یا قبیلوی عصبیت میں ہو۔ سیاسی معاملات میں ہو یا باہمی نزاعات میں ہو سب ہی شرک کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ درجات مختلف ہوں۔ اسی قسم کی فرقی عصبیت کو قرآن نے حمیۃ الجاھلیۃ کافرانہ ضد کہا ہے اور ظاہر ہے کہ جاہلیت اسلام کی ضد ہے۔

اختلاف رائے بربنائے اخلاص ہو تو یہ گناہ نہیں۔ بلکہ رحمت الٰہی ہے۔

کافرانہ اور مشرکانہ فرقہ بندی کو اس واقعہ کی روشنی میں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کی تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے غصے میں بازپرس فرمائی کہ

یٰھرون مَا منعکَ اذ رایتھم ضَلّوا الا تتبعَنِ ۲۰/۹۲

اے ہارون جب تم نے ان لوگوں کو گوسالہ پرستی میں گمراہ ہوتے دیکھا تو سخت گیری میں میری پیروی کرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا۔

اگلی آیت میں اس سوال کا جو جواب سیدنا ہارون علیہ السلام نے دیا ہے۔ فرقے بندوں کے لئے بصیرت و عبرت ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا:۔

انّی خَشِیتُ اَن تَقُولَ فَرَّقتَ بَینَ بَنِی اِسرَآئیلَ ۔ ۲۰/۹۳

مجھے یہ خطرہ تھا کہ کہیں آپ (موسیٰ علیہ السلام) یہ الزام نہ دیں کہ تم (ہارون علیہ السلام) نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق پیدا کر دی۔

اللہ اللہ ایک پیغمبر (ہارون علیہ السلام) دوسرے پیغمبر (موسیٰ علیہ السلام) کی طور سے واپسی تک کے لئے گوسالہ پرستی جیسے بدترین شرک کو عارضی طور پر گوارا کر لیتا ہے۔ لیکن یہ گوارا نہیں کرتا کہ قوم میں تفریق پیدا ہو۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ملت کا باطل پر عارضی اجماع جتنا برا ہے اس سے زیادہ برا ہے دین کے نام پر تفریق پیدا کرنا اوّل الذکر میں کم از کم دنیا تو مل جائیگی

لیکن ثانی الذکر کا نتیجہ ہوگا حسنۃ الدُنیا وَالاٰخرۃ ط

اس مضمون قرآنی کے عین مطابق ہے یہ ارشاد نبوی جس میں سیّد
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے حضور علیہ السلا
فرمایا "یا عائشہ اِن الذین فرقو دینھم وکانو شیعا ھم اص
البدع والاھوأ لیس لھم توبہ انا منھم بریٔ وھ
منی برٰاءٌ" (رواہ الطبرانی فی التفسیر عن عمر بن الخطابؓ)

اے عائشہؓ جن لوگوں نے دینی تفریق پیدا کی اور گروہوں میں بٹ گ
وہ لوگ ہیں جو اہل بدعت ہیں اور اپنی خواہشوں کے بندے۔ ان کی توبہ
مقبول نہیں۔ میں ان سے اور وہ مجھ سے بری ہیں۔

اختلاف رائے کا ہونا تو کوئی بُری بات نہیں ہے :-

اس کا حق ہر انسان کو حاصل ہے مگر باہمی اختلافات کو دور نہ کر
اور صحیح فیصلے تک پہنچنے کی کوشش نہ کرنا ایک ناقابل معافی جرم اور بڑ
قابل مذمت بات ہے کیونکہ یہ فساد اُمّت کی بنیاد ہے۔ فروعی اختلا فی
مسائل کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
وَمَا اختلفتمُ فِیہِ مِنْ شَیٍٔ فَحُکمہٗ اِلَی اللہ ط" (۴۲/۱۰) اگر کس
مسلہ میں تم لوگوں کے درمیان اختلاف رائے ہو جائے تو اس کے فیصلہ کے
اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اور ارشاد فرمایا۔ "فَاِن تَنَازعتم فِی شَ
فَرُدُّوہُ اِلَی اللہ وَالرّسول اِن کُنتمُ تُومنون بِاللہ وَالیوم الا
ذٰلکَ خیر و احسن تا ویلاً۔ (۴/۵۹) اگر تمہارے درمیان کسی چیز
کوئی نزاع واقع ہو جائے۔ تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اور تمہا
ایسا کرنا اس بات کی دلیل ہوگی کہ تم اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، مکافات عمل
قیامت پر پورا یقین رکھتے ہو۔

جو لوگ قرآن کو کتاب اللہ ماننے کے باوجود اس پر عملی زندگی کا مدار نہ

رکھیں گے ان کے خلاف قیامت کے دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم استغاثہ دائر کریں گے کہ اے پروردگار! یہ میری قوم (مسلمان)
ہے جس نے قرآن ہاتھوں میں پکڑے رکھنے کے باوجود اس سے عملاً
[illegible] کر رکھا تھا۔
وقال الرّسُولُ یَا رَبِّ اِنّ قَومِی اتخذو اھٰذا القرآن مھجوراً" (۲۵/۳۰)

[illegible] بندی پر عذاب کی وعید۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
ولا تکونو اکالذین تفرقو و اختلفو مِنْ بعد ما جاءھُم
البیّنٰت ط واولئکَ لَھم عذاب عَظیمٌ (۳/۱۰۵) اے مسلمانو! دیکھنا
تم لوگ بھی اُن لوگوں (یہود و نصاریٰ) کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے
میں فرقے بنائے حالانکہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی واضح ہدایات (تورات
انجیل) آچکی تھیں۔ اس کے بعد بھی وہ اختلاف میں پڑ گئے (اور کتاب اللہ
کو پس پشت ڈال کر گمراہ ہو گئے) اور یہی (اختلاف میں پڑ کر فرقہ فرقہ بننے والے)
لوگ ہیں جن کو (جان بوجھ کر گمراہ ہونے کی پاداش میں) دردناک عذاب
دیا جائے گا۔

خبردار؟ یہ وعید مسلمانوں ہی کو مخاطب کر کے دی گئی ہے لیکن
افسوس! کہ انہوں نے بھی (یہود و نصاریٰ کی مانند) قرآن کو سینے سے لگانے
کے باوجود اس کی اتنی سخت دھمکی کی بھی پرواہ نہیں کی اور :-
(۱) آپس کے اختلافات میں بری طرح مبتلا ہو گئے ہیں۔
(۲) فرقے فرقے ہو کر کئی ذیلی فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔ اندرون ملک
ایک جماعت کے جتنی جماعتیں ہیں خواہ وہ مذہبی جماعتیں ہوں۔ یا
سیاسی، تحریک پاکستان کی حامی رہی ہوں یا مخالف۔ کئی کئی جماعتوں اور گروہوں
میں منقسم ہو چکی ہیں۔ فرقہ در فرقہ کا ایک غیر متناہی سلسلہ جاری ہے۔ اور

(۳) آج تک پوری امت اسی فرقہ پرستی پر پوری طرح اڑی ہوئی
مزے کی بات یہ ہے کہ ان تمام فرقوں کی بنیاد قرآن و سنت کی بجائے
زیادہ تر قصے کہانیوں پر ہے لیکن ہر فرقہ کے اکثر علماً ان کو قرآن حکیم و سنتِ نبی
پر حکم مقرر کر کے قرآنی آیات و احادیث مشہورہ کی تاویلیں اپنے اپنے مقصد
مطابق کر کے اپنی روزی کا سامان مہیا کرتے ہیں اور اپنے فرقے کی تحریریں مضبوط
کرتے رہتے ہیں اور اسی کو شریعت کا نام دے کر اپنی خواہشات کی تکمیل
کرتے ہیں۔

یہ ظلمِ عظیم ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت
قرآن مجید دے کر دنیا میں دوسری قوموں کے دینی اختلافات اور تنازعات
مٹانے کے لئے بھیجی گئی۔ خیر القرون کے بعد خود ہی اپنے دائرے میں دینی
اختلاف اور معاشرتی تنازعات کا شکار ہو کر رحمت الٰہی سے محروم ہو گئی
کے اکثر افراد زبانی کلامی تو :-

(۱) ایک خدا کی ہستی پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۲) ایک قرآن کو مانتے اور اس کو کلام اللہ تسلیم کرتے ہیں اور

(۳) محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق مانتے ہوئے اپنے
اُن کے اُمتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملی طور پر انہوں نے :-

(ا) خدائی احکام کی نافرمانی کے نتائج کا ڈر دل سے نکال دیا ہے

(ب) قرآن مجید کو سمجھ کر اس پر اجتماعی زندگی کا نظام قائم کرنا چھوڑ دیا ہے
اسے ضابطہ حیات بنانے کی بجائے بالکل پس پشت ڈال دیا ہے
صرف تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کے علاوہ مُردوں کو ایصالِ ثواب
کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ وہ بھی کرائے کے آدمیوں سے پڑھا کر۔ جا
امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:- پیسے لے کر قرآن پاک
پڑھنے سے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے نہ پڑھانے والے کو ثواب

ہے ——— بلکہ دونوں گنہگار ہوتے ہیں۔

نبی اکرم کے قول اور فعل کو متبرک و مقدس مانتے ہوئے ان کے اتباع سے
گریز کرتے ہیں اور دل میں کجی رکھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے
ہوئے بھی (الا ماشاء اللہ) اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی عملاً تکذیب کرتے ہیں۔ گویا یہ خدا اور رسول اللہ
کے خلاف عدوان سرکشی اور بغاوت کا واضح اعلان ہے۔ بھلا اُن سے
بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے ؟

اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں مطلع کر دیا
دینی فرقہ بندی شرک اور ظلم عظیم ہے اور سیاسی پارٹی بازی عذاب ہے
مگر مشرک منش لوگ فرقہ پرستی کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ (سورہ ۴۲/۱۳)

اور معاشرتی رسوم و قیود کے تحت منافقانہ روش پر چلے جاتے ہیں۔
حالانکہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق ڈھالنے کا حکم ہے

اِنَّ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے کیونکہ رسول اللہ
کی زندگی وحی الٰہی کے اتباع کی چلتی پھرتی تصویر ہے اور رسول اللہ کو بھی
حکم ہے۔ اِتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ (۶/۱۰۶) لہٰذا بحیثیت نبی اور مطاع
کے آپ وحی الٰہی کے خلاف ایک قدم بھی نہ اُٹھاتے تھے۔
قرآن حکیم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے نہیں اُترا بلکہ پوری
اُمت رسول کے لئے آیا ہے۔ لہٰذا ہم پر بھی قرآنی احکام کا اتباع اتنا ہی
لازم ہے۔ جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ اگر رسول اللہ اور آپ
کے ساتھی مختلف فرقے مٹا کر ایک ملتِ واحدہ بن گئے تھے تو اسی قرآن
کو تھام کر ہم کیوں مذہبی تفریق ختم کر کے ایک ملت واحدہ نہیں بن سکتے۔

قرآن کیوں نازل ہوا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ط (نحل ۱۶ / ۶۴)

(اے حبیب! ہم نے اس کتاب (قرآن حکیم) کو آپ پر اس لئے اُتارا ہے کہ آپ ان لوگوں کی مختلف فیہ دینی باتوں کے بارے قول فیصل کو بیان کر دیں۔ جن باتوں میں انہوں نے باہمی اختلاف پیدا کر رکھا ہے۔

(۲) حضرت محمد الرسول اللہ صلی علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جتنے بھی نبی اس دنیا میں مبعوث ہوتے وہ سب لوگوں کے باہمی اختلافات مٹانے کے لئے آئے تھے حق تعالیٰ نے ان پر اپنی کتابیں اُتاریں تاکہ جو نبی جس کتاب کے ساتھ مبعوث ہوا ہے وہ اس کتاب کے مطابق لوگوں میں تمام دینی و دنیوی اختلافات کا فیصلہ کر دے اور لوگوں کو دینی و دنیوی اختلافات میں مبتلا اور فرقہ بندی کی دلدل میں پھنسا ہوا نہ چھوڑ دے۔

اس طرح لوگ صرف مسلمان اور کفار دو ہی جماعتوں میں بٹ کر رہ جاتے ہیں یعنی جو لوگ کتاب اللہ پر ایمان لے آئے وہ ایک امت مسلمہ بن کر رہتے اور جو اس سے انکار کر دیتے وہ کافر کہلاتے اور اُن کے باہمی اختلافات مٹ جاتے پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ اور کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ ہر ممکن کوشش سے دینی اختلافات مٹائے کیونکہ سب انبیاء کرام دینی اختلافات مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے اور ساری کتابیں اسی لئے اُتاری گئی تھیں کہ ان کے ذریعے لوگوں کے دینی اختلافات دُور کئے جائیں۔ اس طرح قرآن بھی اختلافات مٹانے کے لئے آیا ہے۔

انسانی معاشرتی دینی سیاسی اختلافات اکثر خود انسان پیدا کرتے رہے اور خدا کے رسول اُن کو مٹاتے رہے ہیں چنانچہ حکم ہوا کہ:۔

(۱) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۳/۱۰۳)

اے مسلمانو! تم سب اللہ کی رسی (قرآن پاک) کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں تفرقے نہ ڈالو۔ کیونکہ

(ا) باہمی اختلافات سے رجو بغض، حسد، عداوت، دشمنی اور جھگڑوں کا موجب بنتے ہیں) ملت میں تفریق پیدا ہوتی ہے اور ایک قوم مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں بٹ جانے سے کمزور، بدنام اور تباہ ہو جاتی ہے۔

(ب) فرقہ بندی دینی اعتبار سے شرک ہے اور شرک اللہ کے حکم کے مطابق ناقابل معافی گناہ ہے۔ اور یہ سب سے بڑا ظلم ہے جو انسان اپنے اُوپر کرتا ہے گویا فرقہ پرستی خدا سے دُوری کا موجب ہے۔

(ج) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قرآن کے حکم ذریعے مختلف فرقوں کو مٹا کر انہیں ایک ملت واحدہ بنا دیا اور آئندہ کسی قسم کی دینی تفریق فرقہ پرستی یا پارٹی بازی سے سخت ممانعت کر دی۔ لہٰذا جو لوگ اللہ کے اس حکم اور رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف عمل کریں اور اس کے مشن کو فیل کر کے ناقابل عمل بنا دیں۔ ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق یا رشتہ باقی نہیں رہتا

(د) ایک قوم یا ملت کا باہمی اختلافات سے مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں بٹ جانا آپس میں مسلسل لڑائی جھگڑوں اور فسادات کو دعوت دینا ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی گروہ بندی، فرقہ پرستی اور پارٹی بازی ایک دائمی عذاب الٰہی ہے اور جو قوم جان بوجھ کر عذاب الٰہی میں مبتلا رہنا چاہے اُسے کون بچا سکتا ہے؟

دین ایک فرقے ہزار۔

(دین وہ طرز زندگی ہے جس پر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم چلیں۔ کیونکہ اسی میں ہماری بھلائی ہے اور اسی میں ہماری کامیابی کا راز پنہاں ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے والے ہی حقیقی خوشی اور مقاصد میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

ہم مسلمان ہیں اور ملت ابراہیم علیہ السلام کہلاتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

وہ تھے کہ جب اللہ نے ان سے کہا کہ اَسۡلِمۡ (میرے حکم کے سامنے گردن جھکا دو) تو انہوں نے فوراً کہا :-

اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ (بقرہ ۱۳۱/۲) میں تمام جہانوں کو پالنے والے کا فرماں بردار ہوں ۔

اسی طرح حضرت محمد الرسول اللہ کو بھی اللہ نے حکم دیا تھا ۔

قُلۡ اِنَّنِیۡ ھَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۔ (سورۃ انعام ۱۶۲/۶)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ سمجھائی جو صحیح اور مضبوط ، ابراہیم علیہ السلام والی دینی راہ ہے ۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام صرف ایک خدا کی بتائی ہوئی راہ پر چلنے والے تھے اور وہ مشرکین سے نہ تھے ۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے مقرر کردہ دین کا نام اسلام تجویز کیا ہے :-

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ ۟ اور پھر جب نزول قرآن کے ذریعے تکمیل دین ہو چکی تو ارشاد باری ہوا ۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ۔ مائدہ ۳/۵ ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ۔ اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند کیا ہے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے ۔ سیدھی راہ اسی شخص یا قوم کو سمجھاتا ہے ۔ جو (قلب سلیم لے کر آئے اور) اس راہ پر چلنا چاہے :-

وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی الۡاِسۡلَامِ ۟ وَیَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

(سورۃ یونس ــ ۲۵/۱۰)

اور پھر واضح اعلان کر دیا ۔

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۟ ۸۵/۳ ۔

" اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے تو خدا تعالیٰ کو اس کا طریق زندگی ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرکار گھاٹے میں رہے گا (کیونکہ گمراہی کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا)

چنانچہ سب انبیاء کرام اسی ایک دین اسلام پر خود چلنے والے اور لوگوں کو اسی طریقہ پر چلانے والے تھے ۔ ان کے اصلاحی اور تعمیری مقاصد میں قطعاً کوئی فرق نہ تھا ۔ اور نہ قوانین الٰہی میں کوئی تبدیلی ہوئی تھی ۔ اس سے ظاہر ہے کہ معاشرے میں دینِ اسلام کے قیام کے لئے پوری ملت کا اتفاق اور اتحاد ضروری ہے تاکہ افرادِ ملت ایک دوسرے کو اس کے حقوق و فرائض یاد دلاتے رہیں وحدت فکر و عمل کی اس روش پر ہمیشہ قائم رہ کر معاشرتی نظام کو چلائیں ۔

ؔ رشتۂ الفت میں جب اُن کو پرو سکتا تھا تُو
پھر پریشاں کیوں تیری تسبیح کے دانے ہوئے

فرقہ سازی کے لئے نہ مال و دولت کی ضرورت ہے نہ قوم و ملت کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے ۔ نہ لائحہ عمل تراشنے کی فکر ہوتی ہے ۔ نہ کوئی حدود و قیود کی پابندی ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے تو ایک فردِ واحد ہی کافی ہے جو خدا کے بندوں کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر ان میں تفریق پیدا کرتا ہے اور بے راہ روی بے عملی ۔ بدعہدی ۔ بے اتفاقی اور قانون شکنی کا مرتکب ہو کر قوانین الٰہی کی حدود قیود سے آزاد ہونے کی راہیں ہموار کرتا ہے ۔ پھر اثر پذیر لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر ایک فرقہ کی بنیاد ڈال دیتا ہے ۔ اس کے بعد خود تقدس مآب بن کر بزرگانہ صورت میں تسبیح بدست گوشہ نشین ہو جاتا ہے اور اس کے مرید و معتقدین اس کے تقدس اور خدا رسیدہ ہونے کا چرچا بجا کر کے اپنی اور اس کی روزی کا مستقل ذریعہ بنا لیتے ہیں ۔ گویا فرقہ بندی کے ذریعے وہ خلق خدا کو بھاڑ کر خود غرضی اور نفس پرستی کے زیر اثر اپنے انسانیت سوز عزائم اور باطل مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں ۔ یاد رہے کہ دنیا میں کسی بھی فرقے کا بانی کبھی محروم نہیں گیا ۔ اسے چند عقل کے اندھے مل ہی

جاتے ہیں جو اس کی تحریک کو پروان چڑھاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک دنیا میں دینِ الٰہی تو ایک ہی ہے۔ لیکن انسان کے خود ساختہ فرقے ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں جنہوں نے وحدتِ نسلِ انسانی کو تقسیم کر کے ایک کو دوسرے کا دشمن بنا رکھا ہے۔ اب کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ یہ لاتعداد فرقے دینِ الٰہی کی حدود و قیود سے بیزار اور باغی ہیں۔ اور دینِ الٰہی اِن فرقوں کا وجود ہی گوارا نہیں کرتا۔ گویا فرقہ بندی دینِ اسلام کی ضد ہے۔ جو لوگ فرقہ پرست ہیں وہ دینِ اسلام پر قائم نہیں اور جو دینِ اسلام کے فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ ہرگز فرقہ پرست بن نہیں سکتے۔

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ ان کی گرفتاری بھی دیکھ
کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
(اقبال)

عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی بے شمار مذہبی فرقے موجود ہیں لیکن وہ ملّی اور مذہبی لحاظ سے سب یہودی (اسرائیلی کہلاتے ہیں۔ اسی طرح ہندو اور بودھ ہیں۔ وہ اپنے کسی فرقے کو اسلام سے خارج نہیں کرتے۔ صرف اختلاف رائے کو رائے تک قائم رکھتے ہیں۔

ان کے اتفاق رائے نہ ہونے کا بڑا سبب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی حکم (کتاب اللہ) نہیں جس کے فیصلے کو سب تسلیم کر کے متفق و متحد ہو سکیں کیونکہ

(۱) مہاتما بدھ کی تعلیم خورد برد ہو چکی ہے۔

(۲) ہندوؤں کے پاس آسمانی کتاب نہیں بلکہ مذہبی بزرگوں کے نوشتوں پر ان کی معاشرتی و مذہبی زندگی کا دارومدار ہے۔

(۳) یہودی قوم مجموعہ صحائف (توراۃ) میں ترمیم و تنسیخ کر کے اسے محرّف بنا

بنا چکے ہیں۔ اب ان کے مذہب کا مدار بھی محرف مجموعہ پر رہ گیا ہے۔ وہ اہل کتاب ہونے کے مدعی تو ہیں لیکن عملاً اس کے منکر ہیں۔ اس لئے خدا نے انہیں کافر و مشرک کا خطاب دیا ہے کیونکہ انہوں نے بھی کتاب بند کر کے رکھ دی اور اختلاف عمل سے فرقہ فرقہ ہو گئے۔

(۴) عیسائی لوگ تو سرے سے انجیل مقدس ہی غائب کر بیٹھے ہیں۔

(۵) مسلمانوں کے پاس آج بھی قرآن مجید اپنی اصلی صورت میں بلا تحریف و تخفیف اپنی رحمتوں کے ساتھ موجود ہے۔ حیرت ہے کہ مسلمان اس کتاب کو ہاتھ میں لئے ہوئے بھی اس سے کیوں بیگانہ ہو گئے ہیں؟ اور یہودیوں کی طرح فرقوں میں بٹ گئے ہیں؟ حالانکہ ان کے ہر قسم کے اختلافات مٹانے کے لئے قرآن موجود ہے لیکن وہ اس کے سامنے اپنے اختلافات پیش کر کے صحیح فیصلے تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

خوب سمجھ لیجئے! کہ ایک خدا اور ایک رسول اور ایک کتاب کو ماننے والے اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے کبھی فرقوں میں بٹ نہیں سکتے اور اگر وہ بٹ گئے ہیں تو یہ اُن کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔

قانونِ مہلت:۔ اگر جہالت یا ناواقفیت کی وجہ سے کسی قبیلہ یا قوم میں تفریق یا طبقاتی امتیاز پیدا ہو جائے تو خدا سے عذر خواہی پر وہ قابلِ معافی ہے لیکن اگر ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم و عرفان کا سامان (کتاب اللہ) آ جائے تو اس کے واضح دلائل کی موجودگی میں خود غرضی اور نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر اور کتاب اللہ کی لفظی و معنوی تحریف کر کے یا اسے اپنی ضرورت کے مطابق تاویلیں کر کے معاشرہ میں تفریق پیدا کر لیں۔ جماعت بندی کر لیں یا مذہبی فرقے بنا لیں اور پھر باہمی ضد، عداوت اور دشمنی کے باعث اپنی اپنی بات پر ہٹ دھرمی سے اَڑے رہیں تو یہ خدائی احکام کی صریح نافرمانی بلکہ تکذیبِ حق کی دلیل ہے اور ایسا کرنے والے یقیناً فوری طور پر واجب سزا کے مستحق ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے انہیں پکڑ کر فوراً عذاب نہیں دیتا بلکہ قانونِ مہلت کے مطابق انہیں پھر بھی اپنی اصلاح کا

موقع دیتا ہے کہ ممکن ہے وہ توبہ کر کے اپنے غلط طریقہ کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں ۔

دیگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا نام ہی یوم الفیصل رکھا ہے ۔ اس لئے سارے دینی و دنیوی اختلافات اور فرقہ بندیوں اور گروہ سازیوں کی وجہ سے ان کے باہمی اختلافات کا نتیجہ کیا ہوگا ۔ باہمی اختلافات کی گمراہیوں میں ہمیشہ رہنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں ۔ کیونکہ رحمت اللہ الٰہی کے مستحق لوگ اختلافات میں نہیں پڑتے ۔ لہٰذا امت کا اختلاف اور فرقہ بندی خدا کی رحمت سے محرومی کا باعث ہے اور امت جب رحمت کی بجائے زحمت گوارا کرے تو اس کے اس دنیا کی جہنمی زندگی میں مبتلا ہوتے ہیں کیا شبہ رہ جاتا ہے ؟

اے اکابرِ ملّت !

اگر تم سب کتاب اللہ کے فیصلے پر بلا اختلاف کھلے دل اور خندہ پیشانی کے ساتھ متفق اور متحد ہو گئے ۔ تو تم لوگ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے اور اس رجوع الی اللہ کے عمدہ نتائج تمہیں اس دنیا کی زندگی اور آخرت میں حاصل ہو کر رہیں گے ۔

اور اگر تم سب نے ۔ یا تم میں سے بعض فریق نے محض آپس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اپنے باہمی اختلافات کو کتاب و سنت کے سامنے پیش نہ کیا یا پیش تو کیا ۔ مگر قرآن و سنت کی تاویلیں اپنے منشأ کے مطابق کھینچ تان کر کرنے لگے اور اپنی غلط روش اور باطل عقیدے و نظریہ پر اڑے رہے تو بیشک اس زندگی میں تو ایسا کر لیں ۔ لیکن یوم الفصل کو خود خدا تعالیٰ ان باتوں کا تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا ۔

”اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون “

(سورۃ حج ۲۲/۹)

گویا اس دن ہر فریق کو معلوم ہو جائے گا کہ :-

(۱) کونسا فریق واقعی کتاب اللہ کا اتباع کر رہا تھا ؟
(۲) کونسا فریق کتاب اللہ کو اپنے منشأ کے تابع بنانا چاہتا تھا ۔
(۳) کونسا فریق ”سچے“ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف راجع تھا اور
(۴) کونسا فریق زبان سے تو اللہ کا نام لیتا تھا مگر درحقیقت وہ کسی غیر اللہ کی طرف دل سے راجع تھا ۔

؎ یوں تعصب کو سمجھتا نہیں اچھا کوئی !
ہے تماشا کہ نہیں اس سے مبرّا کوئی
ملک ٹکڑوں میں جو بٹ جائے بلا سے اپنی
زندگی قوم کی گھٹ جائے بلا سے اپنی ؟

آلمکتب :-

خادم المومنین علی احمد سندھیلوی
۱۳/ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ
۲۱ - ۹ - ۱۹۸۳ء
بروز بدھ پونے دو بجے شب

الرقم المسلسل ــــــــ ۱۲ـ

کتاب ــــــــ پیغامات

مرتب ــــــــ علامہ علی احمد سندھیلوی

بارِ اوّل ــــــــ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ / نومبر ۱۹۸۳ء

مطبع ــــــــ علمی پرنٹنگ پریس لاہور

کاتب ــــــــ دل محمد لاہور

ناشر ــــــــ اخوان المومنین پاکستان

تعداد ــــــــ ایک ہزار

ھدیہ ــــــــ ....

ملنے کا پتہ

(۱) مسجد اخوان المومنین پاکستان
۱۵۰ راوی روڈ۔ لاہور

(۲) اونچی مسجد۔ بنگلہ ایوب شاہ
چونہ منڈی لاہور نمبر ۸

(۳) محمد رشید نقشبندی خطیب جامع مسجد
ملک ایاز۔ رنگ محل چوک۔ لاہور

اللہ جل جلالک　　　　یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　یکم شعبان ۱۴۰۳ھ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام

علماء، مشائخ کے صاحبزادوں کے نام

مرتبہ :۔ علی احمد سندھیلوی

شعبہ نشر و اشاعت :۔ اخوان المومنین پاکستان

۱- بزرگانِ دین کی ناخلف اولاد کے خلاف ہاتھ، زبان اور دل سے جہاد کرو۔ (خلاصہ حدیث)

۲- تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکو سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔ (خلاصہ حدیث)

۳- تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکی ہوائے نفس میری لائی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے۔ (خلاصہ حدیث)

۴- اللہ و رسول سے حقیقی محبت یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولے۔ امانت میں خیانت نہ کرے۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ (خلاصہ حدیث)

بعض نیک لوگوں کی اولاد اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی بجائے اپنے لیے نئے نئے راستے تلاش کرتی ہے اور ان راستوں سے کچھ گمراہی کے بھی ہوتے ہیں کچھ راستے فراڈ اور جعل سازی کے بھی ہوتے ہیں یعنی وہ اپنے بزرگوں کے نام فروخت کرنے کا کاروبار بھی اپنا لیتی ہے۔ اس کا یہی علاج ہے کہ علمائے حق بزرگوں کے نام فروخت کرنے والوں کی شر سے خود بچیں اور ان کو بھی بچائیں۔ آج سے اللہ کا نام لیکر ان کے خلاف جہاد شروع کر دیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ نے جو پیغمبر بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا تو اس کے کچھ حواری اور لائق اصحاب ہوتے تھے۔ جو ان کے طریقے پر چلتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے پھر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے نالائق پسماندگان اُن کے جانشین ہوتے تھے، اور ان کی حالت یہ ہوتی تھی کہ وہ کہتے جو خود نہیں کرتے تھے۔ (مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو تو اچھے کام کرنے کو کہتے تھے اور خود وہ کام نہیں کرتے تھے یا مطلب یہ ہے کہ کرنے کے جو کام وہ نہیں

کرتے تھے اُن کے متعلق لوگوں سے کہتے تھے کہ ہم کرتے ہیں۔ گویا اپنی شخصیت اور اپنا تقدس قائم رکھنے کے لیے وہ جھوٹ بھی بولتے تھے) اور جن کاموں کا انکو حکم نہیں دیا گیا تھا اُن کو کرتے تھے (یعنی اپنے پیغمبر کی سُنتوں اور اس کے احکام پر تو وہ عامل نہ تھے، مگر وہ معصیات و بدعات جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اُن کو خوب کرتے تھے) ارشاد فرمایا: فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔ (رواہ مسلم کتاب الایمان ج ۱ ص۵۲)

جس نے اُن کے خلاف اپنے دست و بازو سے جہاد کیا وہ مومن ہے، اور جس نے بدرجہ مجبوری) صرف زبان ہی سے اُن کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے اور جس نے (جہاد باللسان سے بھی عاجز رہ کر) صرف زبان ہی سے اُن کے خلاف جہاد کیا۔ (یعنی دل میں اُن سے نفرت کی اور اُن کے خلاف غیظ و غضب رکھا) تو وہ بھی مومن ہے لیکن اس کے بغیر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

تشریح حدیث کا مطلب اور اسکی رُوح یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگانِ دین کے جانشینوں اور نام لیواؤں میں جو غلط کار اور بدکردار ہوں، جو دوسروں کو تو اعمالِ خیر کی دعوت دیتے ہوں، لیکن خود بے عمل اور بدعمل ہوں اُن کے خلاف حسب اطاعت ہاتھ سے یا زبان سے جہاد کرنا اور کم از کم دل میں اس جہاد کا جذبہ رکھنا، ایمان کے خاص شرائط اور لوازم میں سے ہے اور جو شخص اپنے دل میں بھی اس جہاد کا جذبہ نہ رکھتا ہو۔ اس کا دل ایمان کی حرارت اور اس کے سوز سے گویا بالکل ہی خالی ہے۔ ملحوظ رہے کہ اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام اور بزرگانِ دین کے ناخلف اور نالائق جانشینوں کے خلاف جہاد کا جو حکم ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کو درست کرنے کی اور صحیح راستے پر لانے کی کوشش کی جائے اور اگر اس سے مایوسی ہو تو اُن کے بُرے اثرات سے اللہ کے بندوں کو بچانے کے لیے اُن کی جھوٹی مشیخت اور اُن کے موروثی اثر و اقتدار کو ختم کرنے کی جد و جہد کی جائے۔ اور حضورؐ نے بے عمل و بدکردار صاحبزادوں کے خلاف جس جہاد کا حکم ہر مسلمان کو دیا اس کے تین درجے بتلائے۔

۱۔ اگر طاقت و اقتدار حاصل ہو اور اس کے ذریعے اُن کی بُرائی کو روکا جا سکتا ہو تو طاقت استعمال کرکے اسکو روکا جائے۔

۲۔ اگر طاقت و اقتدار اپنے ہاتھ میں نہیں ہے تو زبانی افہام و تفہیم اور پند و نصیحت ہی سے اُن کو روکنے کی اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔

۳۔ اگر حالات ایسے ناموافق ہوں اور اہل دین اس قدر کمزور حالت میں ہوں کہ ان کے خلاف زبان کھولنے کی بھی گنجائش نہ ہو۔ تو آخری درجہ یہ ہے کہ دل سے انکو بُرا سمجھا جائے اور انکو درست کرنے اور سدھارنے کا جذبہ اپنے دل میں رکھا جائے جس کا فطری نتیجہ کم از کم یہ ہوگا کہ دل اللہ تعالیٰ سے اُنکی اصلاح کی دُعا کرتا رہے اور تدبیریں بھی سوچے۔ مسلم شریف کی دوسری روایت میں آخری درجے کو "اَضْعَفُ الْاِیْمَان" فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایمان کا وہ آخری کمزور درجہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اور درجہ ایمان کا نہیں ہے۔ غور کریں۔

حضور سرور [illegible] انبیاء علیہم السلام تو فرماتے ہیں "ناخلف صاحبزادوں" کے خلاف قلبی جہاد نہ کرنے والے کے ایمان کو "اضعف الایمان" "کمزور ترین ایمان" بلکہ "لَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" (اس کے بغیر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں)۔ تو پھر ان صاحبزادوں میں ایمان کہاں سے آ گیا۔ جس کے خلاف حضور اکرم الاولین و آخرین علیہ السلام نے جہاد کا حکم فرما رہے ہیں۔ جب ان کے پاس ایمان کا پہلا درجہ ہی نہ ہوا تو شیخ طریقہ بنانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

کیا ان کے پیری مریدی کے جال میں بھولے بھالے عوام کو پھنسانے والے ایجنٹ یہ نہیں سوچتے کہ وہ "ناخلف صاحبزادوں" کے شریک کار ہو کر اسلام دشمنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ گستاخی اور دشمنی کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ العیاذ باللہ

بدحال، بدکردار اور ظالم کی مدد جائز نہیں

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَهٗ

وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)
جو شخص کسی ظالم کی مدد کے لیے اور اس کا ساتھ دینے کے لیے چلا اور اس کو اس بات کا علم تھا کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔

جب ظلم کا ساتھ دینا اور ظالم کو ظالم جانتے ہوئے بھی اسکی کسی قسم کی مدد کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو اسلام سے نکل جانے والا قرار دیا ہے۔ تو سمجھ جانا چاہیئے کہ خود ظلم ایمان و اسلام کے کس قدر منافی ہے اور اللہ و رسول کے نزدیک ظالموں کا درجہ کیا ہے اور سب سے بڑا ظالم دین کا ڈاکو ہے۔

قرآن کی تنبیہہ

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ ۱۹/۵۹ پھر ان کے ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے تو یہ لوگ عنقریب گمراہی کے انجام سے دوچار ہونگے اس سے صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جو توبہ کرلیں گے اور ایمان و عمل صالح کی روش اختیار کریں گے۔ یہی لوگ ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے اور انکی ذرا بھی حق تلفی نہ ہوگی۔

مفسر قرآن جسٹس وفاقی شرعی عدالت حضرت پیر کرم شاہ صاحب مدظلہ العالی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ "یہ حال انبیاء کرام کا تھا جو ہر لحظہ جلالِ خداوندی سے ترساں اور لرزاں رہتے اور آنکھیں اشک افشاں رہتیں لیکن ان کے بعد بزرگان دین کے بعض جانشین ایسے بھی ہوئے جنہوں نے اپنے اسلاف کرام کے طریقے کو بالکل فراموش کر دیا۔ مستحبات و مندوبات کی پابندی تو کجا نماز و زکوٰۃ جیسے فرائض کو بھی انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ یا تو سرے سے ہی ان کی فرضیت کے ہی قائل نہ رہے یا فرضیت کا انکار تو نہ کیا لیکن انہیں ادا کرنے کی زحمت گوارا نہ کی یا انہیں ادا تو کیا لیکن ان کے آداب و شرائط کو نظر انداز کر دیا اور ارشادات الٰہی کی بجا آوری کی جگہ اپنی

نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگ گئے وہ یاد رکھیں انہیں اپنے کئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

ان لوگوں کو جانے دیجیے جو گزر گئے اور جن کے اعمال کے متعلق ہم سے محاسبہ نہیں ہوگا۔ اب اپنے اردگرد نگاہ ڈالیے بڑے بڑے اولیاء کاملین کی اولاد دین سے کسقدر دور اور احکام شریعت کی پابندی سے کس طرح آزاد ہے۔ یہ روح فرسا منظر دیکھ کر حساس دل تڑپ اٹھتا ہے۔ اور آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں جن کے آباء واجداد کی ساری عمریں اطاعت خدا اور اطاعت رسول میں گزریں۔ جن کے دل جلال خداوندی سے کانپتے تھے اور جن کی راتیں جمال الٰہی کی دید کے شوق میں ماہیِ بے آب کی طرح تڑپتے ہوئے گزرتی تھیں، جن کا ایک قدم بھی جادۂ شریعت سے ہٹا ہوا نہ تھا۔ جن کا علم وعرفان، اثر ورسوخ، دولت محفل احیائے دین حنیف کے لیے وقف تھی۔ جن کی کتاب زندگی کا ہر ورق روحانیت کے انوار سے منوّر تھا ان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرنے والے فسق وفجور کی رنگینیوں میں کیوں کر کھو گئے ہیں۔ اطاعت وانقیاد کی راہ چھوڑ کر انہوں نے سرکشی اور نافرمانی کے راستے کو کیوں اختیار کرلیا ہے۔ وہ اس آیت طیبہ پر کیوں غور نہیں کرتے۔ ان کی غفلت کیشیوں کے باعث ان کے اسلاف کرام کے حق گستاخ زبانیں کھلنے لگی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں سے ان عقائد حقہ کو زک پہنچ رہی ہے جو ان کے آباء واجداد کے عقائد تھے۔ انکی عملی بدکاریوں کے شغب میں کوئی ان علمی دلائل پر غور کرنے کے لیے بھی آمادہ نہیں۔ اس پیہم بے راہ روی سے وہ صرف اپنی لٹیا ہی ڈبو نہیں رہے بلکہ ساری قوم کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ خدارا اپنی اس غلط روش سے باز آجاؤ۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج سوم ص ۹)

ایمان یہ ہے کہ اپنی خواہشات کو حضور علیہ السلام کی لائی ہوئی ہدایت کے تابع کرلیا جائے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ۔ (رواه البغوی فی شرح السنة) تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہوجائے۔

مطلب یہ ہے کہ حقیقی ایمان اور ایمانی برکات تب ہی نصیب ہوسکتی ہیں، جب آدمی کے نفسی میلانات اور اس کے جی کی چاہتیں کُلّی طور پر ہدایات نبوی کے تابع ہوں۔ اور ہوٰی (یعنی خواہشات نفس) اور "ھُدٰی" (یعنی انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی ہدایتیں) یہی دو چیزیں ہیں جن پر خیر وشر کے سارے سلسلہ کی بنیاد ہے اور جن سے انسانوں کی سعادت یا شقاوت وابستہ ہے۔ ہر گمراہی اور بدعملی اتباعِ ہوٰی کا نتیجہ ہے، جس طرح کہ ہر خیر اور ہر نیکی اتباعِ ھدٰی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح حقیقی ایمان تب ہی نصیب ہوسکتا ہے کہ ہوٰی کو (یعنی اپنے نفس کی چاہتوں کو) ھدٰی کے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت وتعلیم کے تابع کردیا جائے اور جس نے ھدٰی کو چھوڑ کر ھوٰی کی غلامی اختیار کی اور بجائے ربانی ہدایت کے وہ نفسانی خواہشات کے تابع ہوگیا۔ تو گویا خود ہی اس نے مقصدِ ایمان کو پامال کردیا۔ قرآن پاک میں ان ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے خواہشاتِ نفس کو اپنا خدا بنالیا ہے۔ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ۝ ۲۵/۴۳ کیا تم نے ان بدبختوں کو دیکھا، جنہوں نے اپنے نفس کی خواہشوں کو اپنا معبود بنالیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ۲۸/۵۰ جو شخص اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنے جی کی چاہت پر چلے۔ اس سے زیادہ گمراہ اور غلط کون ہوسکتا ہے۔ اللہ ظالم لوگوں کو اپنی راہ پر نہیں لگاتا۔

مومن اور محبتِ رسول اللہ ﷺ

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ (رواه البخاری ومسلم) تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسکو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ اس حدیث میں محبت سے مراد دل کی وہی خاص کیفیت ہے جس کو محبت کے لفظ سے ادا کیا جاتا ہے اور اسی کا ہم سے مطالبہ ہے اور وہی گویا ہمارے ایمان کی جان ہے قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۲/۱۶۵ ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔ قُلْ اِنْ کَانَ

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ٩/٢٤

اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ان لوگوں سے صاف صاف فرما دیجیے کہ اگر تمہارے ماں باپ تمہاری اولاد تمہارے بھائی تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ قبیلہ اور تمہارا وہ مال و دولت جسکو تم نے محنت سے کمایا ہے اور تمہاری وہ چلتی ہوئی تجارت جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے رہنے کے وہ اچھے مکانات جو تم کو پسند ہیں (پس اگر دنیا کی یہ محبوب و مرغوب چیزیں) اللہ اور اللہ کے رسولؐ اور اللہ کے دین کی راہ کی جدوجہد سے زیادہ تمکو محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور فیصلہ نافذ کرے اور یاد رکھو کہ اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جسکو یہ دولت نصیب ہو جائے اس کے لیے ایمان کے سارے تقاضوں کا پورا کرنا اور اللہ و رسولؐ کے احکام پر چلنا نہ صرف یہ کہ آسان ہو جائے گا۔ بلکہ اس راہ میں جان عزیز تک دے دینے میں بھی وہ ایک لذت محسوس کرے گا۔ اور اس کے برخلاف جس کے دل پر اللہ و رسولؐ کی محبت کا ایسا غلبہ نہ ہوگا اس کے لیے روزمرہ کے اسلامی فرائض کی ادائیگی اور عام ایمانی مطالبات کی تعمیل بھی سخت گراں اور بڑی کٹھن ہوگی اور جتنا کچھ وہ کرے گا بھی تو اس کی حیثیت زیادہ سے زیادہ بس قانونی پابندی کی سی ہوگی۔ پس اس لیے فرمایا گیا ہے کہ جب تک اللہ اور رسولؐ کی محبت دوسری ساری چاہتوں اور محبتوں پر غالب نہ ہو جائے۔ ایمان کا اصل مقام نصیب نہیں ہوتا اور ایمان کی حلاوت بھی نصیب نہیں ہوتی۔

عبدالرحمن بن ابی قراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا تو آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں اور جسموں پر ملنے لگے، آپؐ نے فرمایا۔ "تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کونسا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ "اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت؟ اس کا جواب سن کر آپ نے فرمایا۔ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْيَصْدُقْ حَدِيْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

جس کی خوشی ہو اور جو چاہے کہ اسکو اللہ و رسولؐ سے حقیقی محبت ہو، یا یہ کہ اللہ و رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنے خیانت کے بغیر اسکو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔

عشق رسولؐ اور اتباع رسول اللہ ﷺ

قطع نظر اس سے کہ عاشق رسول کہنا درست ہے یا محب رسولؐ! یہ محض دعویٰ نہیں حسن کردار اور اتباع رسول اللہ کا نام ہے جیسا کہ سابقہ احادیث سے معلوم ہے۔ ورنہ بعض غیر مسلموں کو بھی عاشق رسول ماننا پڑے گا کیونکہ ان کا بھی عاشق رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ جیسا کہ بھارت کے ممتاز ادیب سردار سرجیت سنگھ نے نیشنل سنٹر لاہور میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اپنی تقریر شروع کی اور کہا میں بھی "عاشق رسول اور خادم اقبال ہوں ہم سب فخر انسانیت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ (روزنامہ جنگ ۲۱ اپریل ۱۹۸۳ء صہ)

مدعیان عشق رسول اور پیروان شیطان

ان مدعیان عشق رسول اور پیرویاں شیطان جن کی نظریں آپ کے ہاتھ اور جیب پر جمی ہوں "عشق رسول" اور سردار سرجیت سنگھ کے عشق رسول میں کیا کوئی فرق باقی رہ جاتا ہے؟ اگر یہ حضور فخر موجوداتؐ کی مخالفت کے باوجود عاشق رسول ہو سکتے ہیں تو وہ بیچارہ کیوں نہیں ہو سکتا حضور علیہ السلام اگر ان کے لیے رحمت ہیں تو اس کے لیے بھی رحمت ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہودیوں کی تباہی و بربادی

جن خرابیوں نے یہودیوں کو تباہ و برباد کیا وہ ہم میں سب موجود ہیں۔ ان میں چند مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ خود اپنی قوم کے ساتھ غداری ان کا شیوہ تھا۔ ان کے ارباب اقتدار کرتے یہ تھے کہ پہلے ایسے حالات پیدا کر دیتے جن سے کمزور طبقہ دوسروں کا محتاج ہو جاتے اور پھر "نیک بننے" کے لیے ان کی بہبود کے لیے خیراتی فنڈ اکٹھا کرتے۔ (۲/۸۵)

۲۔ عہد شکنی اور اصول فراموشی ان کا عام شعار تھا۔ (۲/۱۰۰)

۳۔ ان میں ہوس زر اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ ان کا مقصد حیات صرف روپیہ حاصل کرنا ہی رہ گیا تھا۔ اور اس میں جائز و ناجائز کی کوئی تمیز باقی نہیں رہی تھی۔ (۳/۱۲)

۴۔ معاشرہ میں اخلاقی برائیاں اس قدر عام ہو چکی تھیں کہ کوئی انہیں روکنے ٹوکنے والا ہی نہیں تھا۔ (۵/۷۹)

۵۔ قوم میں بات بات پر اختلاف ہوتا تھا اور اس سے ان میں بیشمار فرقے پیدا ہو چکے تھے۔ (۱/۹۴)

۶۔ یہ اختلافات علماء و مشائخ کی باہمی ضد اور ایک دوسرے پر غالب آجانے کے جذبات کی بنا پر پیدا ہوتے اور قائم رکھے جاتے تھے۔ (۴۵/۱۷)

۷۔ ان کے علماء کے پاس کتابوں کے انبار لگے رہتے لیکن حرام کام پر عمل کرتے۔ ان کی مثال ایسی تھی جیسے گدھے پر بڑی بڑی کتابوں کا بوجھ لاد کر سمجھ لیا جائے کہ وہ بڑا مقدس بن گیا ہے۔ (۶۲/۵)

۸۔ وہ اپنے کو "خدا کے چہیتے" سمجھتے تھے۔ اس لیے اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ انہیں عمل کی ضرورت نہیں۔ وہی جنت کے واحد اجارہ دار ہیں۔ (۲/۱۱۱، ۵/۱۸)

۹۔ اندھی تقلید ان کا شیوہ تھا اور وہ کوئی نئی بات سننے اور اپنانے کے لیے تیار نہیں ہوتے تھے۔ (۲/۸۸)

۱۰۔ بلا محنت ہوس زر نے ان میں حرکت و عمل کی قوتوں کو مفلوج کر دیا تھا۔ موت کے تصور سے ان کی جان جاتی تھی۔ (۲/۹۴)

۱۱۔ معاشرتی ضوابط کی چھوٹی چھوٹی پابندیاں بھی ان پر سخت گراں گزرتیں۔ اور ان سے بچ نکلنے کے لیے وہ چور دروازے تراشتے مکر و فریب اور حیلہ جوئی سے کام لیتے رہتے (۷/۱۶۳)

۱۲۔ ان کی ساری توانائیاں باہمی سر پھٹول اور انتشار میں ضائع ہو جاتی تھیں۔ (۵/۱۴)

۱۳۔ ان کے علماء و روحانی مشائخ ہر طریق سے لوگوں کا ہڑپ کر جاتے تھے اور انہیں کبھی خدا کے رستے کی طرف آنے نہیں دیتے تھے۔ (۹/۳۴)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "بنی اسرائیل کے عالموں اور راہبوں (مشائخ) نے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے لوگوں کا مال لوٹنا شروع کر دیا۔ عیسائی مذہبی رہنماؤں کو قرون وسطیٰ میں جو تسلط اور اقتدار حاصل رہا اس سے انہوں نے کس طرح ناجائز فائدہ اٹھایا اور کس بیدردی سے اپنے عقیدت مندوں کی دولت کو ہتھیایا اس کی رُوداد بڑی دلچسپ اور بڑی المناک ہے کیتھولک فرقہ کا پوپ جنت کے ٹکٹ قیمتاً فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کے نائب بھی بخشش گناہ کے پروانے لکھ کر دیا کرتے تھے اور خریدار اپنی مالی استطاعت کے مطابق اس کی قیمت ادا کیا کرتا تھا۔ بادشاہوں، شہزادوں، اُمراء، وزراء اور قوم کے دولت مند طبقہ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا کرتے اور اس طرح ان سے مُنہ مانگے نذرانے وصول کرتے رشوت لے کر مقدمات کا فیصلہ کرتے اس کے علاوہ متعدد طریقے تھے جن سے وہ دولت کے پُجاری دولت جمع کرنے میں شب و روز مصروف رہا کرتے۔ لیکن یہ چیز کبھی ذہن سے نہ اترے کہ یہی بدکاریاں اگر اسلام کے عالم اور پیر و کریں گے۔ وہ مجرم قرار دیئے جائیں گے۔ بلکہ اُن کا جُرم اور زیادہ سنگین ہو گا کیونکہ وہ سید المرسلین خاتم النبیین کی آخری شریعت کے امین اور نگہبان ہیں۔ ضیاء القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ - ۲۰۰)

۱۴۔ دین فروشی ان مذہبی راہنماؤں کا عام شیوہ تھا۔ (۷/۱۶۹)

پہلی امتوں کے بدکار صاحبزادوں نے لوٹ شروع کر دی پھر بھی دعویٰ بخشش

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا۔ (۷/۱۶۹)

پیر و شیخ میں کن باتوں کا ہونا ضروری ہے

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"تم میں ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔ اچھی باتوں کا حکم کرے اور بُری باتوں سے روکے۔"

سنتِ الٰہی کے مطابق ہر نبی اپنے رفقاء میں سے ایک ایسی تربیت یافتہ جماعت چھوڑ جاتا ہے۔ جو سلسلۂ رشد و ہدایت کو قائم رکھنے کے لیے شریعتِ الٰہی کو اس طرح محفوظ رکھتی ہے جس طرح نبیؑ نے اس پر عمل کیا اور جس حال میں اسے چھوڑا۔ اس جماعت کے افراد شب و روز دعوت الی اللہ اور اصلاح نفوس میں مصروف رہتے ہیں اور شیخ و مرشد۔ مصلح یا پیر کہلاتے ہیں۔ ان کے لیے بقول شیخ الاکبر ابن عربی لازمی ہے کہ "وہ انبیاءؑ کا دین اطباء کی تدبیر اور بادشاہوں کی سیاست رکھتے ہوں۔"

مسندِ نبوت کی جانشینی کے لیے ضروری ہے کہ وہ علمِ دین سے پوری طرح واقفیت حاصل کرے۔ کسی شیخِ کامل کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرے۔ عقائد۔ اعمال اور اخلاق میں خود کو شرع کا پابند بنائے۔ دل سے دنیا کی محبت نکال دے۔ افادۂ خلق کا حریص رہے اپنا زیادہ وقت ذکر و شغل میں گزارے نیکیوں کی طرف بلائے اور برائیوں سے روکنے کی ہمت پیدا کرے خطراتِ شیطانی اور وساوسِ نفسانی پہچان سکے۔ تصرفاتِ شیطانی و انعاماتِ ربانی میں امتیاز کر سکے۔

نفس کے ظاہر و باطن کی کیفیت و حقیقت سے واقف ہو۔ اس کے امراض و عوارض کے اسباب و علل معلوم کر سکے۔ ان کے علاج و انسداد کی صلاحیت رکھتا ہو۔ مختلف المزاج اور مختلف الدرجات لوگوں کی اصلاح و تربیت کی تدبیر و سیاست رکھتا ہو۔ وجاہت و ریاست کا طالب نہ ہو۔ اور اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر بیعت و ہدایت جاری نہ کرے اور جو مقام اسے حاصل نہ ہو۔ اس کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔ اور اپنی کسی حالت پر نہ اترائے۔ نہ اپنی حالت پر قناعت کرے۔ بلکہ بلندیِ درجات کیلئے کوشاں رہے۔

جو ان خصوصیات سے عاری ہو۔ وہ اس میدان میں قدم نہ رکھے۔ لوگوں کو اس

از میں دھوکہ نہ دے۔ دجل و فریب سے ان کے دین و ایمان پر ڈاکہ نہ ڈالے لوٹ کھسوٹ سے باز رہے۔ رشد و ہدایت کے اس پاک و صاف چشمہ کو اپنے ناپاک ارادوں اور بُرے فعلوں سے مکدر نہ کرے اور اس مسند مبارک کی توہین و تذلیل کا باعث بن کر دنیا و آخرت تباہ نہ کرے۔

علماء و مشائخ برائیوں سے کیوں نہیں روکتے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○ (۵/۶۳)

(کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ و علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے بے شک بہت بُرے ہیں کرتوت جو وہ کرتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ علماء اپنا فرضِ منصبی ادا کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ لوگوں کو حرام کاری اور حرام خوری سے منع کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔

علامہ قرطبی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ کو حکم دیا گیا کہ فلاں گاؤں کو برباد کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ اس میں تو فلاں عبادت گزار رہتا ہے۔ حکم ہوا کہ ہلاکت کی ابتداء اسی سے کرو۔ کیونکہ اسکی آنکھوں کے سامنے شریعت کے احکام کی خلاف ورزیاں ہوتی رہیں اور کبھی اس کے چہرے کا رنگ تک بھی میلا نہ ہوا۔

(ضیاء القرآن جلد ۱ صہ ۴۸۹)

علماء و مشائخ کیلئے لمحۂ فکریہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"پیارے حبیب پڑھ کر سنایئے انہیں حال اس (زاہد و عالم) کا جسے دیا ہم نے (علم) اپنی آیتوں کا تو وہ کترا کر نکل گیا ان سے (عمل نہ کیا) تب پیچھے لگ گیا اس کے شیطان تو ہو گیا وہ گمراہوں میں اور اگر ہم چاہتے تو بلند کر دیتے اس کا رتبہ ان آیتوں کے باعث لیکن وہ جھک گیا پستی کی طرف وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

پھر جانشین بنے ان کے بعد وہ ناخلف جو وارث ہوئے کتاب کے وہ لیتے ہیں مال اس دُنیا کا اور (بایں ہمہ) کہتے ہیں کہ ضرور بخش دیا جائے گا۔

شاہ صاحب اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ جب کسی قوم کے ذمہ دار اور تعلیم یافتہ طبقہ اخلاقی پستی اور دنیا پرستی کا یہ حال ہو تو عوام کا کیا حال ہوگا۔ امت محمدیہ کے مشائخ و علماء کو اپنی اولاد کی تعلیم اور دینی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے مبادا ان کی اولاد بھی ان بیماریوں میں مبتلا ہو جائے جن میں بنی اسرائیل کے علماء کی اولاد گرفتار ہو گئی تھی۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۹۸)

(کون سی بیماری ہے جو علماء و مشائخ کی اولاد میں نہیں پائی جاتی ؟)

"ریاکاری اور ان کئے کاموں پر تعریف کی خواہش"

۱۵۔ ان کے اربابِ اقتدار کی یہ کیفیت تھی کہ وہ کرتے کچھ نہیں تھے لیکن چاہتے یہ تھے کہ لوگ ان کاموں کیوجہ سے انکی تعریف کریں جنہیں وہ کر کے نہیں دکھاتے تھے (۳/۱۸۸)

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ آیت یہود اور منافقین کی کمزوریوں کو آشکارا کرنے کے لیے نازل ہوئی۔ لیکن یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اسمیں ہمارے لیے کوئی سبق نہیں۔ میدانِ عمل سے فرار اور اسپر بھی اپنی ستائش و تعریف سننے کی خواہش دو ایسی کمزوریاں ہیں کہ جو شخص ان کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کا وہی انجام ہوتا ہے جو قرآن نے واضح الفاظ میں بیان فرما دیا۔ کتنے نامور باپوں کے فرزند، کتنے علم و عرفان کے خانوادوں کے چشم و چراغ اور ثروت و سطوت کے وارث ان خرابیوں کے باعث اپنے اسلاف کی عظمت کو خاک میں ملا چکے ہیں۔ کیونکہ انکو بڑی آسانی سے ایک بنا بنایا حلقہ دستیاب ہو جاتا ہے جو اُن کی ہر حرکت کو مستحسن اور انکی تمام کوتاہیوں کے باوجود ان کو مجمع صفاتِ کمال سمجھتا یا کہتا ہے۔ ہر باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو استاد اپنے شاگردوں کو مرشد اپنے عقیدت مندوں کو اس گردابِ ہلاکت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ انکی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ حقیقت پسند ہوں۔ اور اپنی سخت کوشی سے تلخ زندگانی کو رنگین بنانے میں لذت محسوس کریں۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۰۵)

نیز آیت ۲/۱۰۰ کے تحت لکھتے ہیں۔ "حقیقت یہ ہے کہ قومیں اپنے عروج

کے زمانہ میں ہمت و محنت اور جانفشانی سے اپنے لیے بلند مقام پیدا کرتی ہیں۔ اور انحطاط کے دور میں بھی اپنے اسلاف کے حاصل کردہ بلند مقامات سے چمٹے رہنے کی آرزو ان کے دلوں میں چٹکیاں لیتی رہتی ہے لیکن ان کی پست ہمتیں اور شکستہ حوصلے کسی ایثار و قربانی کے لیے اُنہیں آمادہ نہیں کر سکتے۔ اس وقت وہ جادو اور منتر کا سہارا لینے لگتی ہیں۔ تاکہ اپنے بزرگوں کی عظمت کا تاج بھی ان کے زیب سر رہے اور کرنا بھی کچھ نہ پڑے۔" (ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۸۷)

مقبولیت کا سبب ایمان و عمل صالح ہے نبی یا ولی کا صاحبزادہ ہونا نہیں

جب نوح علیہ السلام کا بیٹا سیلاب میں غرق ہو گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ "رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي" میرے پروردگار میرا بیٹا بھی تو میری اہل سے ہے تو مولیٰ کریم نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ "إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" ۱۱/۴۵ - اے نوح علیہ السلام وہ تیرے گھر والوں سے نہیں کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ صاحب بھیروی لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا سبب صرف کسی نیک اور بزرگ کی اولاد ہونا نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح ہے اگر کوئی نعمتِ ایمان سے محروم ہے تو اس کو کسی بزرگ باپ کا بیٹا ہونا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ خواہ وہ باپ نوح علیہ السلام جیسا عظیم المرتبت نبی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجات اور ترقی درجات کا دار و مدار ایمان اور صالح عمل پر ہے جو اس گھمنڈ میں احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں کہ وہ فلاں بزرگ کی اولاد سے ہیں۔ ان کی سیاہ بختی بھی دیدۂ عبرت نگاہ کو خون کے آنسو رلاتی ہے۔ کیا انہیں یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ جس ربِ ذوالجلال کے ہر حکم کی بجا آوری ان کے بزرگ آباء و اجداد کی زندگی کا واحد نصب العین تھا۔ جنہوں نے ایک قدم بھی تقویٰ کی راہ سے ادھر اُدھر نہیں رکھا۔ ان کی اولاد ہو کر اس پروردگارِ عالم کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ جس کریم نے ان کے بزرگوں کی شب بیداریوں، اشکباریوں، نیاز مندیوں اور دلگدازیوں پر رحم فرما کر انہیں عزت و ناموری کے اتنے بلند مقام تک پہنچایا۔ کیا ان کے فرزندوں کو یہ بات زیب دیتی ہے۔ کہ وہ اپنے مولا کریم کی اطاعت و بندگی کو چھوڑ کر اس

کی نافرمانی کو اپنا شعار بنائیں۔ اس غلط نظریہ نے ان شریف خاندانوں کو جتنا نقصان پہنچایا ہے شاید ہی کسی اور حادثہ نے پہنچایا ہو۔ کاش ان خاندانوں کے چشم و چراغ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور خداداد صلاحیتوں کو خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کے لیے استعمال کریں تو وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کتنی بخششیں فرماتا ہے اور ان کی وجہ سے کتنی خلقِ خدا کو ہدایت ہوتی ہے۔ وہ ذرا سوچیں اگر وہ بخش بھی دیئے گئے تو اپنی غفلت اور بدعملی کیوجہ سے انکے مقامات میں جو تنزل اور ان کے درجات میں جو انحطاط ہوا کیا وہ کچھ کم افسوسناک ہے کیا انہوں نے دانائے شیراز کا یہ شعر بھی نہیں سنا ؎

رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت
حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است

لفظ "صاحبزادہ" کی اصطلاح ہی روحِ اسلام کے خلاف ہے

سلف الصالحین میں سے کسی نے بڑی سے بڑی شخصیت کے بیٹے کو صاحبزادہ اور بیٹی کو صاحبزادی نہیں کہا سب کو فلاں ابن فلاں کہا جاتا تھا مثلاً یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم، ابراہیم بن محمد علیہم السلام، عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین البتہ لفظ "سید" عام مستعمل تھا۔ قریشی ہو یا غیر قریشی اموی ہو یا ہاشمی، صدیقی ہو یا فاروقی، عثمانی ہو یا علوی، آزاد ہو یا غلام سب کو احتراماً سید کہتے تھے۔ مثلاً سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہ تھیں مختصراً وہ اخلاقی خرابیاں جو یہود میں عام ہو چکی تھیں اور جن کا نتیجہ یہ تھا کہ ان سے سرفرازیاں چھن گئیں۔ وہ سطوتِ داؤدی اور شوکتِ سلیمانی سے محروم ہو گئے تھے اور ان پر ذلت و خواری کی مار ماری گئی۔ ان پر سب سے بڑا عذاب یہ طاری ہوا کہ اجتماعیت فنا ہو گئی، مرکزیت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس کے بعد انکی زندگی انفرادی رہ گئی۔ ان کا یہی وہ سوختہ بخت مآل تھا۔ جسکی طرف توجہ دلاتے ہوئے علامہ اقبال نے مسلمانوں سے کہا تھا ؎

عبرتے اے مسلمِ روشن ضمیر
از مآلِ امتِ موسیٰ بگیر
داد چوں او قوم مرکز را ز دست
رشتۂ جمعیتِ ملت شکست
قوم را ربط و نظام از مرکزے
روزگارش را دوام از مرکزے

الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ (۹/۱۷۶) اور پیروی کرنے لگا اپنی خواہش کی تو اس کی مثال کتے جیسی ہے اگر تو حملہ کرے اس پر تب بھی ہانپے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپے یہ حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو آپ سنائیں انہیں یہ قصہ شاید وہ غور و فکر کرنے لگیں۔ (۹/۱۷۶)

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے پیر صاحب لکھتے ہیں۔ "حقائق کا جو علم اسے عطا کیا گیا تھا اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوتا تو مقربین بارگاہ الٰہی میں شمار ہوتا۔ اور مناصب رفیعہ اور مراتب عالیہ پر فائز ہوتا لیکن اس بدنصیب نے تو اس سے ایسی آنکھیں بند کر لیں۔ اور نفسانی خواہشات کا ایسا پرستار بن گیا۔ اور حرص و لالچ کا اس پر ایسا غلبہ ہو گیا کہ یوں دکھائی دینے لگا کہ اس نے ذلت کی پستیوں سے چمٹے رہنے کا عزم مصمم کر لیا ہے اور وہ کسی طرح بھی انہیں چھوڑ کر ہدایت کی بلندی کی طرف ایک قدم بھی اٹھانے کے لیے آمادہ نہیں"۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۱۰۳)

نیز فرماتے ہیں:۔

"کتے کی فطرت میں حرص و طمع کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جب دیکھو گلی سڑی چیزوں اور غلیظ ہڈیوں کی تلاش میں منہ لٹکائے کوچہ کوچہ پھر رہا ہے۔ اس شخص کی مثال بھی ایسی ہے۔ حصولِ دولت کے لیے کتے کی طرح ہر حال میں ہانپتا پھرتا ہے"۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۱۰۴)

چڑیوں کی طرح دانے پہ گرتا ہے کس لیے
پرواز رکھ بلند کہ بن جائے تو عقاب

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے فرمایا

"پیرِ ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے اور جس چیز میں خواہش اور ہوائے نفسانی کی آمیزش ہو وہ مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اثر کرے گی بھی تو خواہشِ نفس کی ہی معاونت کرے گی تو اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہو گا۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ پیرِ ناقص اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والے راستوں میں تمیز و فرق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود غیر اللہ ہیں۔

طالب کے لیے اسکی صحبت زہرِ قاتل ہے اور اسکی طرف رجوع مہلک مرض ہے طالب کی بلند استعداد کو اس طرح گی صحبت پستی کی طرف لے آتی ہے اور بلندی سے نیچے گرا دیتی ہے۔ مثلاً وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کی کوشش کر رہا ہے" مکتوبات دفتر اول حصہ دوم صفحہ ۶۷ دفتر اول

امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا شیخ کے لئے چار شرطیں ہیں۔

شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے اس کے لیے چار شرطیں ہیں:-

۱۔ شیخ کا سلسلہ (شجرہ) اتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو۔ بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے اتصال نا ممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی۔ بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اسمیں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اسمیں اذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقعہ ہوا ہو جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا۔ اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہو گا بیل سے دودھ، بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

۲۔ شیخ سُنی صحیح العقیدہ ہو بد مذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

۳۔ عالم ہو اقول علم فقہ اسکی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا ؏ فمن لم یعرف الشر نیوما یقع فیہ (جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائے گا)۔ صدہا کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں اول تو خبر ہی نہیں

ہوتی کہ اس کے قول یا فعل سے کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ نہ ممکن تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے توبہ بھی کرے مگر وہ جو سجادۂ مشیخیت پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرے وَ اِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ۔ (اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اس کے عزت آڑے آتی ہے) اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا کو کتنا اتنا کہ اب توبہ کریں گے قول و فعل کفر سے جو بیعت فسخ ہو گئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ اس کا نفس کیونکر گوارہ کرے نہ اسی پر راضی ہونگے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑ دیں لاجرم وہی سلسلہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے۔ لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم ہے۔

۴۔ فاسق معلن نہ ہو۔ اقول اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ فجور و فسق باعث فسخ نہیں۔ مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب دونوں کا اجماع باطل۔ دوم شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ کیساتھ مفاسد نفس و مکائد شیطان و مصائد ہوا سے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا ہو اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے محض سالک ہو نہ نرا مجذوب عوارف شریف میں فرمایا کہ یہ دونوں قابل پیری نہیں۔ (فتاوٰی افریقہ صفحہ ۱۴۷-۱۴۸)

نوٹ:- اخوان المومنین کے تمام اشتہار ہر خاص و عام کو مفت و قیمتاً جسطرح چاہے شائع کر کے تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے۔ (علی احمد سندھیلوی)

المرتب علی احمد سندیلوی ۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک بوقت آٹھ بجکر پچپن منٹ بعد از نماز عشاء

شعبہ نشر و اشاعت اخوان المومنین پاکستان مسجد اکھاڑے والی نکیہ پیر تکا نزد پیر مکی ۱۵۰۔ راوی روڈ۔ لاہور

اَخوانُ المومنین پاکستان کی مطبوعات

(۱) قرآن کا پیغام ____ اشتہار سائز ۲۰×۳۰
اولیاء رحمٰن اور اولیاء شیطان کے نام ____

(۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ____ 〃 〃
کا پیغام علماء، مشائخ کے
صاحبزادوں اور قوم کے نام

(۳) رسولِ اعظم، صدیقِ اعظم، فاروقِ اعظم ____ 〃 〃
کا پیغام - تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے
والوں کے نام -

(۴) اسلام کا پیغام - علماء، مشائخ ____ 〃 〃
سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۵) ایک پیغام مسلمانوں کے نام ____ 〃 〃
موجودہ جہیز سنت مصطفےٰ
یا لعنتِ خدا ؟

(۶) دو جلوس ____ 〃 〃
نورانی اور شیطانی

(۷) حضرت غوث اعظم کا پیغام ____ 〃 〃
واعظوں اور پیروں کے نام

(۸) امام احمد رضا کا پیغام ۱ تیجا، چالیسواں وغیرہ کرنے والوں کے نام 〃 〃

(۹) امام احمد رضا کا پیغام ۲ بزموں، انجمنوں اور تنظیموں کے نام 〃 〃

(۱۰) امام احمد رضا کا پیغام ۳ زیارت قبور کرنے والوں کے نام 〃 〃

(۱۱) محدث اعظم پاکستان ابوالفضل ____ 〃 〃
مولانا محمد سردار احمد کا پیغام

الرقم المسلسل ۶

ایک ضروری پیغام مسلمانوں کے

نام

موجودہ جہیز:-

سُنتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم - یا لعنتِ خدا ؟

مُرتّبہ:- علامہ علی احمد سندھیلوی

مصحح:- علامہ حافظ عبدالستار سعیدی

شعبہ نشر و اشاعت

اَخوانُ المومنین، پاکستان

۱۵۰ نزد پیر مکی راوی روڈ - لاہور ۲

سلسلہ اشاعت ۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۴ شعبان ۱۴۰۲ھ

ایک ضروری پیغام مسلمانوں کے نام

موجودہ جہیز سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا لعنتِ خداوندی

۱- وہ نکاح بابرکت ہے جس میں بوجھ و مشقت کم ہو یعنی نہ جہیز دینا پڑے نہ مہر زیادہ ہو۔

۲- کسی عورت سے اس کا مال ہضم کرنے کے لئے شادی کرنے والا مرد کمینہ و بے غیرت ہے۔

۳- جو والدین اپنی بچی کا نکاح جہیز کا تقاضا کرنے والے سے کرتے ہیں وہ ظالم ہیں اور اپنی بچی کو ایسی آگ میں پھینک رہے ہیں جس میں وہ ہمیشہ جلتی رہے گی۔

۴- بہترین جہیز اپنی بچی کو اچھی تعلیم دینا ہے۔

۵- لڑکی کو جہیز دے کر وراثت سے محروم کرنا ظلم عظیم اور حکم خداوندی کی خلاف ورزی ہے۔

جہیز کی رسم اتنی ضروری اور عام ہو گئی ہے کہ لوگ جہیز کے بغیر شادی کو مکمل ہی نہیں سمجھتے۔ یہ ایک معاشرتی برائی بن گئی ہے جس کی وجہ سے لوگ معاشی طور سے بہت زیر بار ہو جاتے ہیں۔ قرض لیتے ہیں جائداد

رہن رکھتے ہیں اور عمر بھر قرض اور معاشی پریشانی کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں یہی سبب ہے کہ پاک و ہند کے بہت سے علاقوں میں لڑکی کی پیدائش کو ایک مصیبت اور بار سمجھا جاتا ہے اور اکثر اس پہ رنج و افسوس کرتے ہیں۔ جہیز دینے کی رسم محض روایات پر مبنی ہے اور یہ اس لئے بہت بُری اور نقصان رساں بن گئی ہے کہ اس کو شادی کا سب سے اہم حصہ اور خاندان کی عزت کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ لوگ محض مصنوعی عزت کے لئے اپنی حیثیت سے بھی زیادہ جہیز دیتے ہیں اور اس کی وجہ سے مستقل طور پر معاشی مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ

حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز دیا تھا۔ لہٰذا **جہیز دینا سنت ہے** لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے سرپرست تھے اور شادی کے بعد ان کا الگ گھر بسانے کے لئے چند نہایت ضروری چیزیں اس رقم سے منگوا دیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق مہر کے طور پہ دی تھی۔ ورنہ اگر جہیز دینا مقصود ہوتا تو حضور علیہ السلام دوسری صاحبزادیوں کو بھی جہیز دیتے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی دوسری صاحبزادیاں جن گھروں میں بیاہی گئیں وہاں گھریلو ضرورت کا سامان پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس لئے کسی قسم کے سامان کی تیاری کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلے سے اپنا کوئی گھر موجود نہ تھا۔ اور روایات میں ہے کہ ایک صحابی حضرت حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک مکان انہیں پیش کیا۔ جس کے لئے بہرحال تھوڑے بہت گھریلو سامان کی ضرورت تھی جو حضور علیہ السلام نے مہر کی رقم سے تیار کروایا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی سے پہلے ادا کی تھی۔ نہ تو حضور علیہ السلام نے دوسری صاحبزادیوں کو جہیز دیا اور نہ امہات المومنین جہیز لائیں۔ اگر جہیز دینا سنت رسول

ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اپنی بیٹیوں کو جہیز دیتے لیکن اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ حالانکہ صحابہ کرام کو سنت نبوی پر عمل کرنا سب سے زیادہ محبوب و مطلوب تھا۔

اہل سنت اور اہل تشیع کی متفقہ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جہیز کا سامان مہر کی رقم سے تیار کیا گیا

اہل سُنت کی مشہور کتاب

شرح زرقانی میں مستقل عنوان " ذکر تزویج علی بفاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" قائم کیا گیا ہے اور اس کے تحت مذکورہ جہیز کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے۔

"حتی اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: تزوجنی فاطمۃ: قال أعندک شیئ؟ فقلت فرسی ودرعی - قال اما فرسک فلا بدلک منها واما درعک فبعها۔ فبعتها من عثمان بن عفان باربع مائۃ وثمانین درهما۔ ثم ان عثمان رد الدرع الی علی فجاء بالدرع والدراهم الی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان بدعوات کما فی روایۃ فجئتہ بها فوضعتها فی حجرہ فقبض منها قبضۃ فقال ای بلال ابتع بها لنا طیبا وفی روایۃ ابن ابی خیثمہ عن علی امر صلی اللہ علیہ وسلم ان تجعل ثلث الاربعۃ مائۃ وثمانین فی الطیب۔ وامرهم ان یجهزه فجعل لها سریر مشرو طو وسادة من ادم حشو ها لیف۔ (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ مطبوعہ مطبع بیروت ۱۳۹۳ جلد دوم ص۴۰۳۔ سیرت رسول عربی مولانا محمد بخش توکلی ص۲۱۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا" کو مجھ سے بیاہنا پسند فرمائیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا ہے یا زرہ۔ فرمایا گھوڑے کی تجھے ضرورت رہے گی لیکن زرہ فروخت کردو چنانچہ میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس اسے چار سو اسّی (۴۸۰) درہم میں فروخت کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان نے وہ زرہ بھی واپس کر دی۔ حضرت علی زرہ اور اس کی قیمت لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں دوبارہ پیش ہوتے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان کے حق میں دعا فرمائی جیسا کہ روایت میں ہے۔ پھر میں نے وہ رقم حضور علیہ السلام کو پیش کی جو آپ نے اپنی گود میں رکھ لی۔ حضور علیہ السلام نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر فرمایا کہ بلال اس رقم کی خوشبو خرید کر ہمارے پاس لاؤ۔ ابن خیثمہ نے حضرت علی کی زبان سے جو روایت بیان کی اس کے الفاظ یوں ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چار سو اسی درہم کی ایک تہائی یعنی ایک سو ساٹھ درہم کی خوشبو خریدی جائے پھر حضور علیہ السلام نے لوگوں کو فرمایا کہ وہ حضرت فاطمہ کا سامان مہیا کریں چنانچہ اُن کے لئے ایک بُنی ہوئی چارپائی اور ایک چرمی تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی تیار کئے گئے۔ (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ مطبوعہ مطبع بیروت ۱۳۹۳، مطبع مصر ۱۳۲۵ جلد ۲ ص۴۰۳)

خطیب قرآن میں جہیز کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (۱) تخت خواب ایک عدد (۲) چمڑے کی توشک جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے ایک میں اُون۔ (۳) پانی بھرنے کی چھاگل ایک عدد۔ (۴) مشک ایک عدد۔ (۵) چکی ایک عدد (۶) کوزہ گلی دو عدد (۷) گھڑا ایک عدد (۸) لوٹا ایک عدد (۹) گرم چادر ایک عدد۔ (۱۰) لکڑی کا پیالہ ایک عدد۔

(خطیب قرآن نبی آخرالزمان ص۲۷۵-۲۷۶ مصنف سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی)

اہل تشیع کی مشہور و معروف کتاب "جلاء العیون اردو" جلد اوّل ص۱۴۳۔۱۴۴ میں تفصیل "شادی جناب فاطمہؑ" کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔ "جناب امیر نے فرمایا۔

حضرت رسول نے مجھ سے ارشاد کیا - اے علی اٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو - یہ سُن کر میں گیا - اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے - حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا کتنے روپے ہیں - اور میں نے بھی کچھ نہ کہا - بعد اس کے ان میں سے ایک مٹھی روپیہ لیا اور بلال کو بلا کر دیا اور فرمایا - فاطمہ کے لئے عطر و خوشبو لے آؤ - پھر ان میں سے دو مٹھیاں ابوبکر کو دیں کہ بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ اثاث البیت درکار ہے لے آ - پھر عمار بن یاسر کو اور ایک جماعت صحابہ کو ابوبکر کے پاس بھیجا - اور سب بازار میں پہنچے - ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا - ابوبکر کے مشورہ سے لیتا تھا - ایک پیراہن سات درہم کو اور ایک مقنعہ چار درہم اور ایک چادر سیاہ خیبری اور ایک کرسی جس کے دونوں پاٹ خرمے کی چھال سے جڑے ہوئے تھے - اور دو توشک جامہائے مصری - ایک خرمہ کی چھال سے بھرا ہوا اور دوسرا پشم گوسفند سے اور چار تکئے پوست طائف کے جن کو گیاہ اذخر سے بھرا ہوا تھا - اور ایک پردہ پشم اور بوریائے سحری اور چکی اور بادیہ رومی اور ایک ڈھول چمڑے کا اور کاسہ چوبی دودھ کے لئے اور ایک مشک پانی کے لئے اور ایک آفتابہ روغنی اور ایک سبوئے سبز اور کوزہائے سفالیں خرید کئے جب سب اسباب خرید چکے - ابوبکر اور دیگر اصحاب مذکورہ سامان لیکر حضرت کی خدمت میں آئے - حضرت ہر ایک چیز دست مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے خداوند اس کو میرے اہل بیت پر مبارک کر۔"

روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفا بھی اہل تشیع کی مشہور کتاب ہے - اس کی جلد دوم ص ۳۰۷ پر شرح زرقانی سے ملتی جلتی روایت ہے جس کی اصل فارسی عبارت یوں ہے -

" از عکرمہ روایت است کہ حضرت علی فاطمہ زہرا را خواستگاری نمود - حضرت رسول فرمود کہ مہر او را چہ می سازی ؟ جواب داد کہ نزد من چیزے نیست - حضرت فرمود کہ زرہ حطیمہ کو کجا است ؟ عرض کرد موجود است ، حضرت

[فرمو]د کہ آں را صداق ساز - گویند کہ حضرت علی آں زرہ را بچہار صد و ہشتاد [درہم بہ عث]مان فروخت و آں زرہے بود فراخ و سنگین و ہیچ شمشیر برا و کارنمی کرد [عثم]ان بعد از خریدن بحضرت علی بخشید و مرتضیٰ علی زرہ و بہائے آں کہ چہار صد [و ہش]تاد درہم بود بخدمت مصطفیٰ آورد حضرت دربارہ عثمان دعا فرمود - [در رو]ایتے آنست کہ دو دانگ وجہ مذکورہ را ببوئے خوش صرف کردند - چہار [دانگ] او را در چہار مصروف داشتند و ازاں جملہ دو جامہ بود و دو بازو بند [نق]رہ و لحاف کتان و یک تہائے ازاں جنس و جبی دو تہا گفتہ اند و بعض از جزئیات [دیگ]ر کہ محتاج الیہ بود ازاں زر مرتب ساختند -

مکان حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس ہی رہتے تھے شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر لیں - حضرت [ح]ارثہ رضی اللہ عنہ کے متعدد مکانات تھے - جن میں سے کئی وہ حضور علیہ السلام [کو] نذر کر چکے تھے - حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا [کہ ا]نہی سے کوئی اور مکان دلوا دیجئے - آپ نے فرمایا کہ کہاں تک ؟ اب ان [س]ے کہتے ہوئے شرم آتی ہے - حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے سُنا تو دوڑے آئے کہ حضور میں اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے - خدا کی قسم میرا [جو] مکان آپ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ میرے پاس رہ جاتے - غرض انہوں نے اپنا ایک مکان خالی کر دیا - حضرت فاطمہ [ر]ضی اللہ عنہا اس میں اُٹھ گئیں (سیرت النبی) جلد ۱ ص ۳۴۳ - پوری تفصیل :- طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۲ اور اصابہ جلد ۴ ص ۳۷۷ پر دیکھئے -

مولانا نور بخش توکلی لکھتے ہیں - حضرت علی مرتضیٰ نے ادائے رسم کے لئے مکان کرایہ پر لیا - پھر حضرت حارثہ بن نعمان نے دے دیا -

سیرت رسول عربی
ص ۶۱۹

رخصتی کے بعد حضور علیہ السلام کا عمل

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب نئے گھر چلی گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ دروازہ پر کھڑے ہو کر اذن مانگا۔ پھر اندر آئے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا پھر فاطمہ کو بلایا وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئیں ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں سب سے افضل تر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔ (سیرت النبی جلد ۱ صفحہ ۳۲۲ ماخوذ از طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۳، ۲۴ مطبوعہ مطبع بیروت)

مذکورہ بحث سے واضح ہو گیا کہ جہیز موجودہ سنت نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے جو چند چیزیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دی تھیں۔ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی رقم سے تھی۔ حضور علیہ السلام نے سرپرست ہونے کی حیثیت سے خریداری کا انتظام کر دیا۔

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضور علیہ السلام نے یہ چیزیں اپنی طرف سے خرید کر دیں تو بھی جہیز کا مطلقاً سنت ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حضرت علی آپ کی کفالت میں تھے۔ جس طرح باپ بیٹے کو علیحدہ کرتے وقت کچھ سامان کا انتظام کر دیتا ہے اسی طرح آپ نے بھی چند چیزیں عنایت فرما دیں۔ کیونکہ آپ حضرت فاطمہ و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کے ولی اور کفیل تھے۔ آج بھی اگر کسی لڑکی کا والد اپنی لڑکی کی شادی کسی ایسے لڑکے سے کرے جو اس کی کفالت میں ہو اور لڑکے کے پاس اپنا مال نہ ہو تو لڑکی کا والد ہی ضروری سامان کا انتظام کرے گا تاہم ہماری اس وضاحت سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام میں لڑکیوں کو کچھ دینا منع ہے۔ والدین پیدائش سے لے کر جوانی تک اپنی بچیوں کو بہت کچھ دیتے رہتے ہیں اور شادی کے بعد بھی وہ ایسا کرتے رہتے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ سوال

یہاں رسم جہیز کے بارے ہے کہ وہ کسی طرح سنت رسول نہیں وگرنہ حضور علیہ السلام ضرور اپنی صاحبزادیوں کو جہیز دیتے۔ لیکن آپ نے تو غریب والدین کی سہولت کے لئے امت مسلمہ کے لئے ایک بہترین اور قابل تقلید مثال پیش کی کہ جس پر عمل کرنے سے ہمارے ہاں کی مروجہ رسم جہیز کی برائی ختم ہو سکتی ہے اس کے باوجود بھی اگر بعض حضرات رسم جہیز کو سنت رسول قرار دینے پر مصر ہیں تو کم از کم وہ اسی عمل ہی کو سنت رسول قرار دیں کہ جو حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ کی شادی کے سلسلے میں کیا کہ ان کے نئے گھر کو بسانے کے لئے تمام ضروریات کی چیزیں مہر کی اس رقم سے خریدی گئیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیشگی ادا کر دیا تھا۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر اس سنت رسول پر حضور کے اپنے عمل کے مطابق عمل کیا جائے تو پھر بھی ہمارے ہاں کی مروجہ رسم جہیز کی سماجی برائی فوری طور پر ختم ہو سکتی ہے

نکاح کے مقاصد

حضور علیہ السلام نے فرمایا عورت سے نکاح چار وجہوں سے کیا جاتا ہے

لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۷)

اس کے مال پر خاندان پر حسن پر اور تم دین والی کو اختیار کرو گرد آلود ہوں تمہارے ہاتھ۔ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ عام طور پر یہ لوگ عورت کے مال، جمال اور خاندان پر نظر رکھتے ہیں ان ہی چیزوں کو دیکھ کر نکاح کرتے ہیں مگر عورت کی شرافت و دینداری تمام چیزوں سے پہلے دیکھو کہ مال و جمال فانی چیزیں ہیں۔ دین لازوال دولت۔ نیز دیندار ماں دیندار بچے جنتی ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب شعر فرمایا:۔ ؎

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں
معدنِ زر معدنِ فولاد بن سکتی نہیں (مرات جلد ۵ صفحہ ۳)

لمبے چوڑے فتنے وفساد

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ ان لا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض۔ (مشکوٰۃ ص۲۶۷)

جب تمہیں پیغام نکاح وہ شخص دے جس کی دینداری اور اخلاق تم کو پسند ہیں تو نکاح کردو اگر یہ نہ کروگے تو زمین میں فتنے اور لمبے چوڑے فساد برپا ہو جائیں گے۔

یعنی جب تمہاری لڑکی کے لئے دیندار عادات واطوار کا درست لڑکا مل جائے تو محض مال کی ہوس میں اور لکھ پتی کے انتظار میں جوان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کرو۔ اس لئے کہ اگر مالدار کے انتظار میں لڑکیوں کے نکاح نہ کئے گئے تو ادھر تو لڑکیاں بہت کنواری بیٹھی رہیں گی اور ادھر لڑکے بہت سے بے شادی رہیں گے۔ جس سے زنا پھیلے گا اور زنا کی وجہ سے لڑکی والوں کو عار وننگ ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خاندان آپس میں لڑیں گے۔ قتل وغارت ہونگے۔ جس کا آج کل ظہور ہونے لگا ہے۔ (مرآت جلد ۵ ص۸)

بابرکت شادی

حضور علیہ السلام نے فرمایا "ان اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مؤنۃ"۔ بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بوجھ ومشقت کم ہو۔
(مشکوٰۃ ص۲۶۸)

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ یہ کلمہ نہایت جامع ہے۔ یعنی جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے۔ مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو (اگر دیا جائے)، کوئی جانب مقروض نہ ہو جائے۔ کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو۔ اللہ کے توکل پر لڑکی

دی جائے۔ وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے۔ ایسی شادی خانہ آبادی ہے۔ آج ہم حرام رسموں، بیہودہ رواجوں کی وجہ سے شادی کو خانہ بربادی بلکہ خانہا بربادی بنالیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حدیث پاک پر عمل کی توفیق دے۔ (مرآت جلد ۵ ص۱۱)

آدابِ جہیز

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے اس میں رحمت وبرکت داخل ہوتی ہے مگر آج کل لڑکیوں کو عام طور پر اس لئے اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ انہیں جہیز دینا پڑتا ہے جو بہت گراں گزرتا ہے کہ انسان لڑکی بھی دے اور مال ودولت بھی سمیٹ کر ساتھ دے اور پھر خبر نہیں کہ وہ سسرال کو راس بھی آئے یا نہ۔ وہ اسے آباد کریں گے یا برباد مگر کسی طرف سے عورت کے اصلی جہیز اور سامانِ زیب وزینت کی تیاری اور خواہش نہیں کی جاتی۔ بلکہ عارضی اور نمائشی چیزوں کی فراہمی اور فرمائش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے گھر کی خیر وبرکت اٹھ جاتی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان اپنی لڑکی کو خانہ داری کی تربیت اور دین کی تعلیم دے۔ تاکہ اسے حق اللہ وحق العباد ادا کرتے۔ گھر کو سنبھالتے۔ سسرال کو خوش رکھنے، اولاد کی پرورش اور رشتہ داروں ہمسایوں سے حسن سلوک کا سلیقہ آجائے اگر عند اللہ سرخروئی مطلوب ہے۔ تو لڑکی کو اسلام کا لباس دے عبادات کا زیور پہنائے۔ دین کی پابندی سکھائے۔ سنت کا عطر لگائے۔ صبر ورضا اور توکل وتقویٰ کا سنگھار کراتے۔ حسن اخلاق سے مالا مال کرے۔ علم وعمل کا سرمایہ دے اور شرم وحیا کا پردہ کرائے۔

ہمت سے زیادہ جہیز دے کر اپنی چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائے۔ قرض نہ اٹھائے جائیداد نہ بیچے کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ برادری سے نہ شرمائے بس اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرے۔ انگشت نمائی سے نہ ڈرے۔

سسرال والوں کو بھی زر و مال کا حریص نہ ہونا چاہیئے ۔ کہ یہ کسی سے وفا نہیں کرتا بلکہ عام طور پر فتنہ و عذاب کا موجب ہوتا ہے ۔ وہ خانہ آبادی کو سب سے بڑی نعمت سمجھیں اور اس نعمت کا شکر بجالانے کے لئے اپنی بہو سے حسن سلوک سے پیش آئیں ۔ تاکہ یہ نعمت نکبت کا باعث نہ ہو ۔

نوجوانو! باغیرت بنو!

کسی عورت سے محض اس لئے شادی کرنا کہ اس کا مال ہضم کرے انتہائی بے غیرتی اور کمینہ پن ہے عورت کی کمائی پر پلنے اور اس کے مال پر ریجھنے والا مرد نہیں ہیجڑا ہے ۔ کیونکہ مرد عورت کو کما کر کھلاتا ہے ۔ اس کی کمائی نہیں کھاتا ۔ اس کمینے کی مجلس سے بچو اور اس کا بائیکاٹ کر دو ۔ اور ہر ایک نوجوان اپنے والدین سے کہہ دے کہ میں باکردار لڑکی سے شادی کروں گا ۔ اگرچہ اس کے والدین کو ایک وقت کی روٹی بھی میسر نہ ہو اور جہیز بھی نہیں لوں گا ۔

لڑکی کے والدین کو چاہیئے کہ ظالم نہ بنیں

لڑکی کے والدین کو بھی چاہیئے کہ وہ ہوش سے کام لیں ۔ اگر سسرال والے جہیز کا تقاضا کریں تو انہیں لڑکی نہ دیں ۔ اگرچہ یہ تقاضا برات آنے کے وقت ہی کیوں نہ ہو ۔ ایسی صورت میں نکاح پڑھائے بغیر برات واپس کر دیں ۔ اس میں شرمندگی محسوس نہ کریں ورنہ اپنے ہاتھوں آپ اپنی بچی کو جہنم میں دھکیل کر خود بھی ہمیشہ کے لئے عذاب میں مبتلا ہوں گے اور بچی بھی ۔ کیونکہ انہیں بچی کی بجائے آپ کے مال کی زیادہ ضرورت ہے ظاہر ہے قدر اسی چیز کی ہوتی ہے ۔ جس کی ضرورت ہو ۔

البتہ اگر ہونہار و کردار بچہ مل جائے خواہ غریب ہی ہو اس سے اپنی بچی کی شادی کرنے میں تاخیر نہ کریں نہ ہی کسی قسم کی شرم محسوس کریں ۔ اگر گنجائش ہو تو اسے کچھ رقم دے کر اپنے زیر نگرانی کوئی کام کرا دیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے ۔

لڑکے کو بھی چاہیئے

کہ وہ رقم قرض کی نیت سے لے اور یہ سمجھے کہ میں نے یہ رقم واپس کرنی ہے اگرچہ بعد میں وہ از خود ہی معاف کیوں نہ کر دیں اور اُن کے ڈبل احسان کا شکر گذار ہو ۔

غربت دُور کرنے کا بہترین طریقہ امیر اور غریب کی شادی

امراء کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کی شادیاں ایسے شخصوں سے کریں جو اپنے سے غریب ہوں اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے یا لڑکی کو اپنے مصارف سے دینی اور اعلیٰ تعلیم دلائی جائے اور ان کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ خود اپنی ضروریات اور افلاس کو دور کر سکیں ۔ اس کے بعد جب وہ کمانے کھانے کے لائق ہو جائیں تو پھر ان سے اپنی بیٹی کی شادیاں کر دیں ۔ اگر لوگ اس طرح شادیاں کریں تو تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی قسمت بدل سکتے ہیں اور ان کو ذلت کے گڑھے سے نکال سکتے ہیں ۔

عُذرِ بیجا

بعض آدمی یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ کیا کریں کچھ دنیا کا دستور ہی ایسا ہو گیا ہے کہ اپنے سے کم حیثیت رکھنے والے خاندانوں میں شادی کرنے سے کنبہ برادری میں عزت کی ناک کٹ جاتی ہے ۔ لیکن اس عذر میں کچھ معقولیت نہیں ہے ۔ اکثر لالچ کے باعث بے جوڑ شادیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کنبہ برادری میں عزت کم ہو جاتی ہے ۔ اگر کنبہ برادری میں بغیر لالچ کے کسی غریب عزیز کے ہاں شادی کی جائے تو دل سے عزت کریں گے نہ ان کی بے آبروئی یا عزت میں فرق آئے گا ۔ اب رہی بڑے گھرانوں میں شادی کرنے سے واہ واہ تو ضرور ہو جاتی ہے مگر شاید ہی ایک دو شخص سب سے تحسین و آفرین لینے میں کامیاب ہوئے ہوں گے ورنہ دیکھا تو یہی گیا ہے کہ ایک نے تعریف

کی دوسرے نے ایک نہ ایک نقص نکال ہی دیا۔ دعویٰ سے کوئی ایک شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے انتخاب اور کامیابی پر تمام اعزّہ واقارب اور اہل خاندان نے سچّے دل سے تحسین اور آفرین کیا ہو اکثر ہزار ہا روپیہ کا جہیز دینے اور چڑھاوا چڑھانے کے باوجود بھی لوگوں نے بڑا بھلا کہا ہے اور نقص نکالے ہیں۔ خاص کر ایسی شادیاں جو کسی لالچ کی وجہ سے کسی بڑی جگہ کی جاتی ہیں۔ اُن کی نسبت تو لوگ خوب باتیں بنایا کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ذات گئی خاک میں کوڑی آئی ہاتھ میں۔ کوئی بولتا ہے۔ قربان جاؤں اس دولت کے اس کے بھی بڑے کرشمے ہیں۔ کیسی ریتو (بنیاد) پر کیسی عمارت بن گئی۔ کوئی بولیں اللہ کی شان مٹی کی ہنڈیا شاہی باورچی خانہ وغیرہ۔

جو لوگ اِن شادیوں سے کُنبہ برادری میں عزّت بڑھانی چاہتے ہیں

اُن کا حشر تو یہی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اِن بزرگ بھائیوں اور بہنوں سے جن کو خداتعالےٰ نے دولت دے رکھی ہے۔ یہ گذارش ہے کہ اپنی اولاد کی شادی کرتے وقت دولت کی فکر نہ کریں بلکہ ان غریب اور شریف مسلمانوں کی اعانت کریں جو اس وقت مفلسی کے باعث تباہ ہونے والے ہیں۔ اگر آپ غریب اقربا کو مفلسی کی ذلت سے نجات دلانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اپنی رحمتوں سے آپ کو مالا مال کرے گا۔ جو طریقہ عرض کیا گیا ہے اس میں آپ کی دولت آپ ہی کے کام آئے گی۔ اور آپ کو سعادت مند بہوئیں اور اطاعت گذار داماد مل سکیں گے جو آپ کے گھروں کے چشم و چراغ ہوں گے۔

پانچ آنے میں لڑکی کی شادی

آج کا سرمایہ دار بلکہ غریب یہ سُن کر حیران ہوگا کہ پنڈت ترو کرم کرشن سہائے لائبریرین لائل لائبریری تھادن ہال نے ۱۱ مئی ۱۹۲۷ء کو اپنی لڑکی کی شادی کی رسم

نہایت سادگی کے ساتھ ادا کی۔ یہ شادی پنڈت کرشن گوپال محافظ دفتر ریاست کوٹہ کے صاحبزادے کے ساتھ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ:۔

"لائبریرین صاحب نے اس شادی میں صرف پانچ آنے صرف کئے"

(ماہنامہ "سہیلی" امرت سر۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء صہ ۶۱)

آج کل کے بھاؤ سے زیادہ سے زیادہ ایک صد روپیہ بنے گا۔ اسلام کے شیدائیوں کی ہزار ہا مثالیں اس سے ہزار درجہ بہتر مل سکتی ہیں۔ پنڈت کی مثال صرف اس لئے دی کہ سرمایہ دار طبقہ اور بے عمل علماؑ کے سامنے جب بھی کسی اللہ کے بندے کا ذکر کر کے دعوتِ عمل دو تو فوراً کہہ دیں گے جی وہ تو ولی اللہ تھے۔ ہم بھلا ان کی طرح کیسے عمل کر سکتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان پنڈت کے واقعہ سے ہی عبرت پکڑیں اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

بہترین جہیز تعلیم نسواں ہے

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر علم کی تلاش فرض ہے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی والد نے اپنے ولد (لڑکے یا لڑکی) کو نیک ادب سے افضل کوئی عطیہ عطا نہیں کیا۔

تعلیم نسواں سے مراد یہ نہیں کہ اپنی بہو بیٹی کو کسی بے دین و ضلالت آمیز استانی و لیڈی کی تربیت میں دے دیا جائے کہ وہ ہر روز ہمارے گھر میں یا سکول و کالج میں علم پڑھانے کے بہانے سے اپنی بیٹی پڑھائے اور نہ یہ مراد ہے کہ لڑکی کو تعلیم پانے کے لئے انگریزی انتظام کے گرل سکول میں بھیج کر بے حیائی اور بدچلنی کا دروازہ اس پر کھول دیا جائے اور نہ یہ مقصود ہے کہ اس کو ایسے دور از کار اور غیر مفید علوم و فنون میں ڈالا جائے۔ جو اس کے فرائض اس کی طاقت اور اس کی مصلحت کے منافی ہیں بلکہ تعلیم نسواں سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ اس کو علم کے زیور سے دیندار ذی شعور گھر بسانے والی اور بچوں کی خوش اسلوبی کے ساتھ تربیت کرنے والی نیک بی بی بنایا جائے اور

اس غرض کے لئے اس کی تعلیم گھر میں یا کسی ایسے اسلامی زنانہ مدرسہ میں ہونی چاہئے جو مذہبی حیا وحجاب کے لئے دینداروں کے گھر کا سا حکم رکھتا ہو۔ اور وہ تعلیم دی جائے جو قرآن مجید کے ترجمہ اور حدیث وفقہ کی چند کتابوں پر مشتمل ہو۔ ضرورت کے مطابق حساب اور اُردو لکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔ کسی قدر تاریخ وجغرافیہ سے بھی واقف کیا جائے۔ ساتھ ساتھ اس کے اخلاق واطوار اور خیالات وجذبات کو عملاً دینداری اور فرض شناسی کی راہ پر ڈالا جائے۔ علم الاخلاق خصوصاً حقوق العباد کی تعلیم ضروری سمجھی جائے اور تربیت اطفال اور اصول خانہ داری کی کتابیں کافی طور پر پڑھائی جائیں اور بس۔

تعلیم نسواں پر اعتراضات اور اُن کے جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتیں علم پڑھ کر مغرور ہو جائیں گی اور مردوں کی برابری کا دعویٰ کرنے لگیں گی جس سے شوہروں اور بیویوں میں نا اتفاقی اور گھروں میں فتنہ وفساد پیدا ہوں گے ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ انسان میں تکبر وغرور، خودپسندی، حسد وبغض اور خودغرضی وغیرہ فساد پیدا کرنے والی برائیاں جس قدر ہوتی ہیں ان کا سبب ہمیشہ جہالت اور بے علمی ہوتی ہے اور ان برائیوں کا علاج وہ چیز ہے جس سے جہالت دُور ہو۔ اور وہ علم کے سوا اور کچھ نہیں۔ علم ہی تمام عیوب ونقائص اور تمام برائیوں کو دور کرنے والا ہے۔ نہ کہ پیدا کرنے والا۔ جو شخص یہ کہے کہ علم پڑھنے سے غرور اور خودپسندی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی یہ بات بھی تعجب انگیز ہے جس طرح کوئی یہ کہے کہ سورج کے طلوع ہونے سے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر علم پڑھ کر عمل نہ کیا جائے یا بُری قسم کی تعلیم حاصل کی جائے تو یہ عیوب پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ خرابی صرف عورتوں کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اس میں مرد وعورت دونوں یکساں ہیں۔ کیا بعض مرد نہیں دیکھے جاتے کہ جب علم کے ساتھ عمل کی ترغیب ان کو نہ دی جائے یا کوئی خراب قسم کی تعلیم حاصل کریں تو کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ کیا اس خرابی کے اندیشہ سے

تمام مردوں کو علم سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ پس جس تعلیم کے ساتھ عمل کی تاکید ہو۔ اور اخلاق وعادات کی نگرانی کی جائے اور طریقہ تعلیم بھی بالکل اسلامی ہو۔ اس سے ہرگز کسی خرابی کا اندیشہ نہیں۔

جاہل عورت کے سبب سے گھر میں جو جو فتنے فساد اور لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ایک علم والی اور سمجھدار عورت سے کبھی ممکن نہیں۔ عورت علم پڑھے گی تو اس کو معلوم ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کس بات سے خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا کیا ارشاد ہیں۔ خاوند کے حقوق کیا ہیں۔ خانہ داری کے بہترین اصول کون کون سے ہیں۔ اولاد کی مناسب تربیت کے طریقے کیا کیا ہیں۔ خویش وبیگانے لوگ کیا کیا حق رکھتے ہیں۔ اور اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کاموں میں کوتاہی کرنے والا گنہگار ہے اور وہ آخرت میں کس عذاب کا مستحق ہوگا۔

بعض کا یہ اعتراض ہے کہ عورتیں علم پڑھ کر خوش پوش اور مزاج دار بن جائیں گی اور گھر کے کاروبار کرتے چھوڑ دیں گی۔ یہ بھی محض وہم ہے۔ علم ایسی چیز نہیں کہ اس کو پڑھ کر انسان اپنے ان فرائض کو بھی ترک کر دے۔ جو پہلے بجالاتا تھا۔ بلکہ علم سے آدمی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے ذمہ کیا کیا فرض ہیں اور ان کو ادا نہ کرنے کی صورت میں کیا گناہ لازم آتا ہے لہذا عورتیں علم پڑھ کر آرام طلب بننے کی بجائے اپنے فرائض سے واقف ہوں گی اور وہ ان کو بجالانے کے لئے زیادہ مستعد ہو جائیں گی۔ ان کو علم کے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ گھر کا کام کاج ہر چیز کی نگرانی اولاد کی تربیت خاص انہی کا فرض ہے ان کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ وہ گھر کی سلطنت کی وزیر ہیں جس کے ذمہ تمام انتظام ہوتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ نوشت وخواند سے عورتوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور لکھنا پڑھنا ان کی پیدائشی بے حوصلگی اور ناعاقبت اندیشی کے ساتھ مل کر خراب نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اگر غور کریں تو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ خیال بھی سراسر غلط ہے۔ علم

ایسی چیز نہیں جو اخلاق کو بگاڑ دے۔ بلکہ بے علم نہ خود خدا کے حقوق کو جانتا ہے نہ بندوں

کے حقوق سے واقف ہے اور نہ اس کو عملوں کی جزا و سزا کی خبر ہے اگر اخلاق بگڑ سکتے ہیں تو اس کے بگڑ سکتے ہیں لیکن جس شخص کو علم ہے اور وہ نیکی و بدی کی جزا و سزا سے واقف ہے اس کے اخلاق بگڑنے کا ہرگز اندیشہ نہیں۔

ہاں اگر پڑھانے والی استانی یا ساتھ پڑھنے والی لڑکیاں کوئی ایسا مذہب رکھتی ہوں۔ جس کی وجہ سے ان کے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے مسلمان لڑکیوں کی خصلتوں کے بگڑ جانے کا ڈر ہو یا دین اور اخلاق کا علم پڑھا کر اس پر عمل کرنے کی ترغیب نہ دلائی جائے یا ایسی تعلیم دی جائے جس میں دینی چاشنی نہ ہو یا تعلیم کے ساتھ اخلاق و خصائل کی نگرانی نہ کی جائے تو یہ اندیشہ درست ہو سکتا ہے لیکن اس میں علم کا قصور نہیں طریقہ تعلیم کا قصور ہے۔ اس میں مرد بھی برابر کے شریک ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "اگر انسان ایسی حالت میں علم پڑھنے لگے کہ اس کے اخلاق خراب ہوں تو وہ خواہ کسی علم کو حاصل کرے اس سے اچھا نتیجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

اُم المومنین عائشہ صدیقہ اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما عالمہ فاضلہ تھیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علم و فضل کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ حدیث روایت کرنے اور سنت نبوی کی باریکیاں سمجھنے میں آپ بڑے بڑے اہل فضل صحابہ کی ہم رتبہ ہیں اور علم دین کے اعلیٰ ارکان میں ان کا شمار ہے اس کے علاوہ عربی ادبیات اور اشعار میں بھی ان کو بڑی واقفیت تھی۔

حضرت فاطمہ زہرا نے ایسی اعلیٰ تعلیم پائی تھی کہ آپ کو ملک عرب کے اکثر تعلیم یافتہ مردوں کے برابر قابلیت حاصل تھی۔ اکثر صحن خانہ میں بیٹھ کر وعظ فرماتیں آپ کے خطبے اب بھی تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں جو نہایت مدلل اور پُرجوش ہیں

اُم عجانی علامہ سیف الدین حنفی کی والدہ علم نحو، فقہ اور حدیث میں اپنی نظیر

نہیں رکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ امام جلال الدین سیوطی نے ان سے مدتوں علم حدیث پڑھا۔

لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا ظلم عظیم اور حکم قرآن کی خلاف ورزی ہے

مروجہ رسم جہیز کا بہانہ بنا کر اکثر لوگ لڑکیوں کو وراثت سے محروم کر دیتے ہیں جو کہ ظلم عظیم اور قرآن پاک کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے اس لئے کہ ہر وارث کو خواہ مرد ہو یا عورت وراثت سے اس کا حصہ دینا ضروری ہے۔ رسماً یا جبراً معاف کرانے اور شرما شرمی معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا۔ ہاں اگر صاحب حق برضا رغبت اور اپنی خوشی سے معاف کرے تو معاف ہو جائے گا۔ (مرتب)

جہیز کس کی ملکیت ہے؟

جہیز ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے لیگی۔ اور مرگئی تو اسی کے ورثاء پر تقسیم ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۳۵)

المرتب:۔ خادم المسلمین علی احمد سندیلوی

۴ر شعبان ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۸ر مئی ۱۹۸۳ء

بروز بدھ بوقت پانچ بج کر بائیس منٹ بعد از نماز فجر

اخوان المومنین پاکستان کی مطبوعات

(۱) قرآن کا پیغام ———— اشتہار سائز ۲۰×۳۰

اولیائے رحمن اور اولیائے شیطان کے نام ————

(۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ———— 〃 〃

کا پیغام علماء مشائخ کے

صاحبزادوں اور قوم کے نام

(۳) رسول اعظم، صدیق اعظم، فاروق اعظم ———— 〃 〃

کا پیغام ۔ تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے

والوں کے نام ۔

(۴) اسلام کا پیغام ۔ علماء ۔ مشائخ ———— 〃 〃

سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۵) ایک پیغام مسلمانوں کے نام ———— 〃 〃

موجودہ جہیز سنت مصطفےٰ

یا لعنت خدا ؟

(۶) دو جلوس ———— 〃 〃

نورانی اور شیطانی

(۷) حضرت غوث اعظم کا پیغام ———— 〃 〃

غافلوں اور پیروں کے نام

(۸) امام احمد رضا کا پیغام نمبر ۱ ۔ تیجا، چالیسواں وغیرہ کرنیوالوں کے نام 〃 〃

(۹) امام احمد رضا کا پیغام نمبر ۲ بزموں، انجمنوں اور تنظیموں کے نام 〃 〃

(۱۰) امام احمد رضا کا پیغام نمبر ۳ زیارت قبور کرنے والوں کے نام 〃 〃

(۱۱) محدث اعظم پاکستان ابوالفضل ———— 〃 〃

مولانا محمد سردار احمد کا پیغام

الرقم المسلسل ۷

دو پیغام

(۱) حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد بریلوی کا پیغام

(۲) قرآن کا پیغام
اولیائے رحمن اور اولیائے شیطان کے نام

مُرتّبہ :- علامہ علی احمد سندھیلوی

مصحح :- علامہ حافظ عبدالستار سعیدی

شعبہ نشر و اشاعت
اخوان المومنین، پاکستان
۱۵۰ نزد پیر مکی راوی روڈ ۔ لاہور ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ جل جلالہٗ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

قرآن کا پیغام

اشاعت ۲۸ شوال ۱۴۰۳ھ

اولیاء رحمٰن اور اولیاء شیطان کے نام

باعمل علماء اور اولیاءُ اللہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی زندگیاں دنیا والوں کے لئے مشعلِ ہدایت اور رہنمائے منزل ہیں۔ بھٹکی ہوئی دنیا انہی کی حیاتِ طیبہؒ کو اپنا کر سکھ کا سانس لے سکتی ہے اور یہی وہ مقدس و پاکباز ہستیاں ہیں جن کی تعلیمات کے سائے میں سسکتی ہوئی انسانیت امن و عافیت کی دولت سے برومند ہوسکتی ہے۔

اولیاءُ اللہ اور علماءِ حق، ایسے بندگانِ خدا ہوتے ہیں جو انبیاءؑ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ جن کے دل ذات خداوندی کی طرف جھکے رہتے ہیں۔ انابت الی اللہ جن کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے وہ بھی مرکز ہدایت بن جاتے ہیں۔ ان کی پیروی بھی خداوند قدوس کی طرف سے لازم کردی جاتی ہے۔ وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۳۱/۱۵ لیکن جب سے صوفیاءؒ و علماء کا مطمع نظر لایعنی بحثوں اور غیرانسانی ریاضتوں تک محدود ہو کر رہ گیا تو مسلمانوں کے دین میں بگاڑ آ گیا۔ مزید یہ ہوا کہ ان اکابر علماء و صوفیاءؒ کے ناخلف جانشینوں نے اپنی ہوسِ جاہ کے زیر اثر مسلمانوں [illegible] علوم کے سرچشمے اُن کی نظروں سے اوجھل کر دیئے جس کا نتیجہ

یہ ہوا کہ ولایت وراثت بن کر رہ گئی۔ اکثر اولیاءِ رحمٰن کی جگہ اولیاءِ شیطان قابض ہوگئے۔ مدعیینِ محبتِ اولیاءؒ نے بھی ادائے فرائض میں کوتاہی کی بلکہ نذرانہ و فیس کے چکر میں پھنس کر اولیاءِ شیطان کو بھی اولیاء رحمٰن کی ڈگریاں جاری کرنے لگے خود تو گمراہ تھے ہی۔۔۔۔ عوام الناس کو بھی گمراہ کیا۔ علماءِ حق کی اکثریت نے بھی مقام ولایت اور فضائل ولایت کو ہی بیان کرنا کافی سمجھا۔ حقیقت ولایت بیان کرنے کی ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اس لئے وہ تلبیس ابلیس کے جرم کے مرتکب ہوتے رہے۔ اب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ عوام تو عوام بعض ذی علم کے لئے بھی اولیاءِ رحمٰن اور اولیاء شیطان میں فرق کرنا مشکل ہوگیا ہے لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ قرآن و سُنت سے اولیاء رحمٰن اور اولیاء شیطان کی صفات بیان کی جائیں۔ تاکہ مسلمان اولیاء رحمٰن سے اکتساب فیض کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر جنّت کے مستحق بنیں اور اولیاء شیطان سے دُور رہ کر اپنے آپ کو عذاب جہنم سے بچائیں۔

اَخوانَ المؤمنین پاکستان نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے

قرآن کا پیغام اولیاءِ رحمٰن اور اولیاء شیطان کے نام

کا سلسلہ اشتہارات شروع کیا ہے جس کی پہلی قسط آپ کے سامنے ہے جس میں سورۃ فرقان کی آیت ۶۳ تا ۷۶ سے اولیاء رحمٰن کی بارہ صفات بیان کی ہیں ان کے مقابلے میں اولیاءِ شیطان کی صفات خود بخود سمجھ آجاتی ہیں تاہم عوام کی آسانی کے لئے ہم نے ان کی صفات بھی مختصراً ذکر کردی ہیں۔

اولیاءِ رحمٰن "اصحاب الیمین"

(۱) رحمٰن کے بندے (اولیاءِ رحمٰن) وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں ۲۵/۶۳

(۲) جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں

اولیاءِ شیطان "اصحٰب الشمال"

(۱) اولیاءِ شیطان زمین پر تکبّر سے اور اکڑ کر چلتے ہیں۔

(۲) جاہلوں کے ساتھ جاہل بن جاتے ہیں

ہم کو سلام یعنی اُن سے الجھ کر ان کی
زبان میں بات نہیں کرتے۔ شرافت
کیساتھ الگ ہوجاتے ہیں۔ ۲۵/۶۳
(۳) وہ اپنے رب کے حضور سجدے
اور قیام میں راتیں گذارتے ہیں ۲۵/۶۴
(۴) وہ دعائیں مانگتے ہیں اے ہمارے
رب ہم کو جہنم کے عذاب سے بچانا ۲۵/۶۵
(۵) وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی
کرتے ہیں۔ نہ بخل بلکہ اُن دونوں کے
درمیان اعتدال کی راہ پر قائم رہتے
ہیں۔ ۲۵/۶۷
(۶) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود
نہیں بناتے۔ ۲۵/۶۸
(۷) اللہ کی حرام کی ہوئی جان کو ناحق
ہلاک نہیں کرتے۔ ۲۵/۶۸
(۸) وہ زنا نہیں کرتے۔ ۲۵/۶۸
(۹) وہ جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے ۲۵/۷۲
(۱۰) کسی بیہودہ چیز پر ان کا گذر ہوجائے
تو شریف آدمیوں کی طرح گذر جاتے
ہیں۔ ۲۵/۷۲
(۱۱) اگر اُن کے رب کی آیات سنا کر
انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر
اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے

انہی کی زبان اور لب و لہجہ اپناتے ہیں
اور انہی کی سیرت و کردار کو اپناتے ہیں
(۳) ان کی راتیں رنگ ناچ اور عیاشی
و بدکاری میں گذرتی ہیں۔
(۴) وہ اپنے آپ کو جنت کا ٹھیکیدار
سمجھتے ہیں۔
(۵) وہ مرید کا مال ہڑپ کر کے فضول
خرچ ہوتے ہیں اور اپنے مال کے بارے
بڑے بخیل واقع ہوتے ہیں۔
(۶) روپیہ پیسہ سونا چاندی، سرمایہ دار
و جاگیردار، حکمران و افسران اور خواہشات
نفسانی وغیرہ ہزاروں اُن کے معبود ہوتے
ہیں اور یہ اُن کے غلام۔
(۷) وہ روح اور جسم دونوں کو ہلاک
کرتے ہیں۔ وہ افراد کو ہی نہیں قوموں کو
پشتوں تک کو ہلاک کر دیتے ہیں۔
(۸) کوئی قسمت والی ہی مریدنی ان کی
شیطانی خواہش سے بچتی ہے۔
(۹) وہ جھوٹ کے شاہسوار ہوتے ہیں
جھوٹ کبھی اُن سے جدا نہیں ہوتا۔
(۱۰) ناچ گانا، ڈھول ڈھمکا، طبلہ،
سارنگی وغیرہ بےہودگیوں کو دیکھتے ہی
شریک محفل ہوجاتے ہیں۔

دعوت و فکر اور تدبر کرتے ہیں ۲۵/۷۳
(۱۲) وہ دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ کہ
اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور
اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے
(ہماری بیویاں اور اولاد اللہ تعالیٰ اور
رسول اللہ کی فرمانبردار ہوں) اور ہم کو
پرہیزگاروں کا امام بنا۔ ۲۵/۷۴

اولیاء رحمٰن کا نتیجہ

یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا
پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے
آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال
ہوگا اور وہ ہمیشہ وہاں (جنت میں)
رہیں گے۔ ۲۵/۷۵-۷۶
ان کے متعلق مولانا روم نے فرمایا
؎ کار رحماں می کند نامش ولی
گر ولی اینست رحمت بر ولی
ان کی بیعت و رفاقت اختیار
کرو۔ یہ تمہیں جنت میں لے جائینگے

(۱۱) "محفل موسیقی" کے لئے تو ان کے
پاس گھنٹوں وقت نکل آتا ہے لیکن
آیات قرآنی سننے سنانے کے لئے اُن
کے پاس ایک لمحہ بھی نہیں ہوتا۔
(۱۲) ان کی اولاد مریدوں کے نذرانوں
پر پلتی ہے۔ عموماً آوارہ منش اور رنگین
مزاج لوگوں کے ہتھے چڑھ کر چوڑ اچکے
ڈاکو اور بدمعاش بن جاتی ہے۔ ان کو
اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ وہ
جنت میں جائیں یا جہنم میں۔

اولیاء شیطان کا نتیجہ

فرشتے ان کا استقبال گرزوں سے
کریں گے اور انہیں اٹھا کر جہنم میں
پھینک دینگے جہاں وہ اپنے اعمال کی سزا
بھگتتے رہیں گے انکے متعلق مولانا روم
نے فرمایا ؎ کار شیطاں می کند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی
ان سے بچو یہ تمہیں جہنم میں لے جائینگے

یا اللہ
جل جلالک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشتہار ۲
جلد ۱

یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم

حضرت محدث اعظم پاکستان
مولانا
محمد سردار احمد بریلوی کا پیغام

۱- دین فروش علماء کی ہم نشینی زہر قاتل اور باعث فساد ہے یہ لوگ عوام کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں۔

۲- تکلف کی ضرورت نہیں۔ روکھی روٹی۔ پسی مرچیں اور نلکے کا پانی میرے لئے کافی ہیں۔

۳- میرا تو یہ فرض ہے کہ میں مقام رسالت اور پیغام رسالت سے لوگوں کو قریہ قریہ شہر شہر روشناس کراؤں۔

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا کہ آپ اپنے دور کے عظیم محدث اور عالم باعمل اور باکمال ولی اللہ تھے استاذی المکرم حضرت شیخ القرآن مولانا علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اب دنیا تلاش کرے گی کہ آپ جیسا کوئی شخص آئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ دنیا میں اور بھی فاضل بزرگ اور محدث ہیں اور سب کا اپنی اپنی جگہ پر ایک مقام ہے لیکن اس محدث کی شان ہی الگ تھی۔ کسی اور کا ان سے مقابلہ مشکل ہے۔" آپ اس خطہ پاکستان میں اعلیٰ حضرت کے صحیح جانشین تھے شیخ الحدیث کو

دیکھنے سے یہ واضح ہو جاتا تھا۔ کہ "تقویٰ و طہارت ... سردار احمد کا نام ہے"۔
روزنامہ سعادت ۸ مارچ ۱۹۶۳ء صـ۷۔ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ
۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۸ جنوری ۱۹۶۳ء صـ۶)

دنیا پرست علماء سے نفرت

حضرت محدث اعظم پاکستان کو دنیا دار علماء سے جو دین کے نام پر دوکانداری کرتے ہیں سخت نفرت تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان علماء کی ہم نشینی زہر قاتل اور باعث فساد ہے۔ یہ لوگ عام لوگوں کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں۔

(روزنامہ حالات لاہور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء صـ۷ شفیق طارق)

نماز سے محبت

آپ نماز باجماعت کے بڑے پابند تھے۔ سفر عموماً ایسے وقت شروع کرتے کہ راستہ میں نماز کا وقت ہی نہ آئے۔ نماز اطمینان و سکون سے ادا فرماتے اگرچہ گاڑی و بس چھوٹ جاتی۔ اگر تقریر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا تو تقریر روک کر نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد تقریر دوبارہ شروع فرماتے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تقریر و تدریس یا وعظ و تبلیغ کی وجہ سے نماز میں تاخیر ہوئی ہو یا جماعت فوت ہوئی ہو۔

ایک مرتبہ اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور میں مدرسہ حامدیہ رضویہ کے افتتاح کے سلسلہ میں آپ حضرت مفتی اعجاز ولی خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسے میں بعد نماز ظہر تقریر فرما رہے تھے۔ دوران تقریر عصر کا وقت ہوگیا۔ آپ نے تقریر روک کر نماز عصر باجماعت ادا فرمائی عصر کے بعد پھر بیان شروع فرمایا۔ جو نماز مغرب تک جاری رہا (رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۱ شعبان ۱۳۸۲ھ صـ۴ شیخ الحدیث نمبر) جیسا کہ بعض مقررین کا طریقہ

ہوتا ہے کہ وہ مجمع کی قلت و کثرت سے متاثر ہوتے ہیں۔ "فیس" کے معاملہ اور کھانے پینے کے سلسلہ میں تقاضا و تکرار کرتے اور معترض ہوتے ہیں۔ آپ میں ان میں سے کوئی بات نہ تھی۔ اور آپ ان سب باتوں سے بری تھے۔ آپ کا مقصد صرف سمجھانا اور تبلیغ کرنا ہوتا تھا۔ (ایضاً ص۷)

واعظ و مقرر حضرات کوئی کام کریں

حضرت شیخ القرآن مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب میں نے دورۂ قرآن شروع کیا تو علامہ حضرت محدث اعظم پاکستان نے مجھے فرمایا۔ "اب میں آپ سے خوش ہوں" حضرت شیخ القرآن فرماتے ہیں کہ محدث اعظم پاکستان کو یہ پسند تھا کہ واعظ و مقرر حضرات کوئی کام کریں۔ اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ اختیار کریں۔

تعویذ کا معاوضہ

حضرت تعویذ کا معاوضہ نہیں لیتے تھے بلکہ اگر کوئی تعویذ لینے کے بعد نذرانہ پیش کرتا تو اُسے بھی قبول کرنے کی بجائے اظہار ناراضگی فرماتے تھے۔

سوم و چہلم کے چنے وغیرہ و دیگر اشیاء

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ دس بجے صبح جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے دفتر سے متصل کمرہ میں حضرت صاحبزادہ غازی فضل احمد مدظلہ العالی نے راقم سے ایک ملاقات کے دوران فرمایا کہ اباجی (حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ) تیجہ، دسواں اور چالیسواں وغیرہ کے چنے اور دیگر اشیاء استعمال نہیں فرماتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم بھی استعمال نہیں کرتے۔

مسجد کا احترام ۔ مسجد میں ایک شخص کو چادر جھاڑتے دیکھا تو نہایت

شفقت اور نرمی سے پاس بلایا اور فرمایا۔

"آئندہ مسجد میں چادر نہ جھاڑنا۔ اس سے ایک تو مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے اور دوسرے اس سے مرض نسیان پیدا ہوتا ہے۔"

(رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ ۱۱ شوال ۱۳۸۲ھ ص۷)

مسواک نہ کرنے پر طلباء کو تنبیہ

ایک دفعہ درس حدیث میں مسواک کا تذکرہ ہوا تو حضرت نے تمام طلباء سے باری باری پوچھا "مولانا آپ مسواک کرتے ہیں؟" جو طلباء مسواک نہیں کرتے تھے انہیں تنبیہ فرمائی کہ آئندہ ضرور مسواک کیا کریں۔ اور پھر فرمایا اپنی مسواک ہر وقت اپنے پاس ہی رکھا کریں۔ (ایضاً)

بڑوں کی عزت

کھاریاں کے ایک گاؤں میں تقریر کرنے کے بعد دو عمر رسیدہ زمیندار مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کرنے کے بعد چارپائی پر پائنتی کی طرف بیٹھنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ ادھر سرہانے کی طرف بیٹھو۔ لیکن وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوتے تھے۔ آخر حضرت کے اصرار پر سرہانے کی طرف بیٹھ گئے تو آپ نے ان سے فرمایا "آپ بزرگ ہیں آپ کا یہی مقام ہے۔ اب آپ مسئلہ دریافت فرمائیں۔" (ایضاً)

چھوٹوں پر شفقت

میاں غلام رسول صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت دوسری دفعہ تقریر کیلئے ہمارے گاؤں تشریف لاتے تو حضرت مولانا قاری احمد حسن صاحب گجراتی اور مولانا غلام قادر صاحب اشرفی لالہ موسیٰ بھی جلسہ میں شریک ہوئے جب رخصت

کا وقت آیا تو حُسن اتفاق سے صرف دو گھوڑیاں سواری کے لئے مل سکیں سڑک گاؤں سے کافی دور تھی۔ ہم سب نے عرض کیا کہ آپ سوار ہو جائیں۔ لیکن حضرت صاحب علیہ الرحمۃ اصرار فرماتے تھے۔ کہ مولانا غلام قادر اشرفی صاحب اور قاری صاحب ہی سوار ہوں۔ میں ان کے ساتھ پیدل چلونگا لیکن ان میں کوئی صاحب بھی حضرت صاحب کو پیدل اور اپنے آپ کو سوار دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ تینوں سڑک تک پیدل تشریف لے گئے۔ (ایضاً)

رُوکھی روٹی، پسی مرچیں اور نلکے کا پانی

میاں غلام رسول صاحب خطیب ڈیری فارم کھاریاں چھاؤنی کے گاؤں آپ جلسے پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ سے کھانے کے متعلق عرض کیا کہ جس چیز پر جی چاہے تیار کروالی جائے تو حضرت علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر فرمایا۔

مولانا! میرے لئے "تکلّف کی ضرورت نہیں۔ رُوکھی روٹی، پسی ہوئی مرچیں اور نلکے کا پانی میرے لئے کافی ہیں۔ (ایضاً)

وعدہ کی پابندی

ایک مرتبہ چنیوٹ کے ایک گاؤں کے چند آدمی حاضر خدمت ہوئے کہ ہم نے مناظرہ کی تاریخ مقرر کر دی ہے۔ آپ اس تاریخ پر ہمارے گاؤں تشریف لے چلیں۔ وہی تاریخ آپ چنیوٹ دے چکے تھے اس لئے ارشاد فرمایا مولانا محمد حنیف صاحب سے اجازت لے آئیں تو میں فوراً تیار ہوں۔ وہ لوگ مولانا محمد حنیف صاحب چنیوٹی کے پاس آ گئے۔ لیکن مولانا موصوف اس پر راضی نہ ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے جلسہ کا انتظام مکمل کر لیا تھا۔ اس لئے آپ نے چنیوٹ میں تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد جب آپ فیصل آباد تشریف لے جانے لگے تو مولوی محمد حنیف متولی مسجد کھوکھرانوالی نے بطور نذرانہ بہت ہی

قلیل اور حقیر سی رقم پیش خدمت کی تو حضرت صاحب نے ازراہِ شفقت مولوی صاحب کی پشت پر تھپکی دے کر فرمایا: "حنیف میرا تو یہ فرض ہے کہ میں مقام رسالت اور پیغام رسالت سے لوگوں کو قریہ قریہ شہر شہر روشناس کراؤں اگر میں جامعہ رضویہ کے تعلیمی پروگرام میں اتنا شدید مصروف نہ ہوتا تو ہر ایک دروازے پر جا کر پیغام رسالت پہنچاتا۔ تاہم جامعہ کا کام بھی اپنی جگہ اہم ہے لہٰذا تم یہ رقم اپنی مسجد پر خرچ کرو۔ اور مجھے جب بھی یاد کرو گے میں حاضر ہوں (مولانا حنیف فرماتے ہیں) پھر ہمارے عقیدت مندوں کے مجبور کرنے پر حضرت صاحب نے ہماری دل جوئی کی خاطر کیونکہ بعض حضرات کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بطور نذرانہ نہایت ہی قلیل رقم قبول فرمائی اور باقی واپس لینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ اس مردِ خدا کا ولولہ تبلیغ اور ایفائے عہد کا نمونہ اور اس بے لوث تبلیغ اور بے طمع تبلیغ کا ہی اثر تھا کہ جہاں بھی آپ نے ایک ہی تقریر فرمائی لوگوں کے دلوں میں محبّت رسول کی جلا پیدا ہوگئی (روزنامہ سعادت ۵ جنوری ۱۹۶۳ء صـ ۳-۵)

تنبیہ:۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانہ قبول کرنا تقریر کی فیس لینا نہیں بلکہ سنّت پر عمل کرنا ہے۔ وضاحت کے لئے:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام واعظوں کے نام - ملاحظہ فرمائیں

احباب علمائے شریعت اور برادران طریقت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ خدمتِ دینی کو کسبِ معیشت کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اور سخت تاکید ہے کہ دستِ سوال تو درکنار اشاعتِ دین و حمایتِ سنت میں مالی منفعت کا خیال دل میں نہ لائیں۔ بلکہ ان کی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ ہاں اگر بلا طلب اہلِ محبّت سے کچھ نذر پائیں۔ رَد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول کرنا سنت ہے۔

یہ اُن کا تھوڑا احسان ہے؟

میں نے استاذ محترم مولانا محمد الیاس ہزاروی صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ جڑانوالہ سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمۃ فیصل آباد ہی میں تقریر کے لئے ایک جگہ تشریف لے گئے۔ انتظامیہ سامان وغیرہ محفوظ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ حضرت اُن کا انتظار کئے بغیر پیدل ہی جامعہ رضویہ کی طرف چلنے لگے۔ راستہ میں کسی نے کہہ دیا حضرت یہ کیسے لوگ ہیں تانگے کا بھی انتظام نہیں کیا۔ حضرت نے خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا "بندۂ خدا کیا کہا؟ انہوں نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کا انتظام کیا اور حضور علیہ السلام کے ذکر خیر کے لئے اس فقیر کو بلایا۔ یہ ان کا تھوڑا احسان ہے؟ اگر وہ چاہتے تو آپ کے ذکر خیر کے لئے کسی اور کو بلا لیتے۔"

اگرچہ آج کل ایسے واعظوں مقرروں اور علماء واساتذہ کی کمی نہیں

جن کے وعظ و تقریر تعلیم و تدریس الغرض ہر اچھا کام یا کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ صرف اس لئے ہوتا ہے کہ ہمارا خالق و پروردگار ہم سے راضی ہو۔ ہم پر رحمت فرمائے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے ہم محفوظ رہیں اور انسانیت تاریکی وظلمت سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو لوگوں تک پہنچائیں۔ ایسے ہی علماء کے متعلق سرور انبیاء علیہ السلام نے فرمایا۔

علماء (باعمل) روئے زمین کے چراغ ہیں۔ انبیاء کے جانشین اور ان کے وارث ہیں۔ (ابن عدی فی الکامل عن علی)

کچھ واعظ و مقرر ایسے بھی ہیں جنہوں نے تبلیغ دین کو مشن کی بجائے کمیشن بنا لیا ہے:

۱- تقریر کے لئے تاریخ لینے والے سے فیس کا تقاضا کرتے ہیں کہ اتنی فیس ہوگی۔ اس سے ایک پیسہ بھی کم نہ ہوگا بلکہ استہزاءً کہتے ہیں آج کل ریٹ بہت اُونچا ہے۔ اگر سیل بڑھ جائے تو بھاؤ کم نہیں ہوجاتا۔ ہم تو سواد (مزا) کے پیسے لیتے ہیں تقریر کے نہیں۔

۲- بعض تو فرضی نماز بھی نہیں پڑھتے بلکہ بعض برملا کہہ دیتے ہیں نماز پڑھا لو۔ یا تقریر کرا لو۔

۳- ایک ہی تاریخ تقریر...... کئی مقامات کے لئے دے دی جہاں زیادہ فیس ملی یا ملنے کی امید ہوئی وہاں چلے گئے۔ دوسروں کے ساتھ وعدہ خلافی کی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ خلافی کو منافقوں کی صفات میں شمار کیا ہے۔ نیز فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی میں ایک قوم کے پاس سے گذرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ خُطَبَاءُ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ ط آپ کی اُمت کے بے عمل واعظ ہیں۔

(الترغیب والترہیب ص۸۶ پنجابی پریس لاہور ۱۹۲۵ء)

۴- بعض تو کرایہ بھی لے لیتے ہیں اور تقریر کے لئے بھی نہیں جاتے۔ نہ ہی کرایہ واپس کرتے ہیں اور یہ صراحتاً حرام ہے۔

ایسے ہی علماء واعظوں اور مقرروں کے متعلق حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نشان باقی رہ جائے گا۔ مسلمانوں کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر در حقیقت

وہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس زمانہ کے "بے عمل" علماء روئے زمین کے آدمیوں میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اُن ہی کی طرف سے فتنہ و فساد شروع ہوگا۔ اور اُنہی پر ختم ہوگا۔

(الحاکم فی تاریخہ عن ابن عمر) (الدیلمی عن معاذ)

۵- بعض میلاد شریف، گیارہویں شریف و دیگر کار خیر کے لیے چندہ اکٹھا کرتے ہیں جو بچ جائے اُسے اپنے تصرّف میں لاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

وعظ و تقریر کی فیس لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح رشوت اور سود حرام ہے۔ (ذخیرا لآمال ص۳)

نیز فرمایا۔ زید (واعظ) نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اُجرت مقرر کر رکھی ہے ناجائز و حرام ہے اس کا لینا اُسے ہرگز جائز نہیں۔ اس کا کھانا صراحتاً حرام کھانا ہے اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے۔ یاد کر کے سب کو واپس کردے۔ وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھیر دے۔ پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدق کرے اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۰ ص۹۵)

جب تقریر کی فیس لینا حرام ہے تو جو تقریر بھی نہ کرے اور کرایہ بھی ہڑپ کر جائے کتنا بڑا حرام ہوگا۔

میلاد شریف و دیگر تقریبات کے چندوں کے متعلق امام احمد رضا بریلوی کا ارشاد

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے دیگر چندوں کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا۔ ایسے چندوں سے جو روپیہ فاضل (زائد) بچے وہ چندہ دہندوں کا ہے۔ اُنہی کی طرف رجوع لازم ہے جس امر کی اجازت دیں وہی کیا جائے

ان میں سے جو نہ رہے اس کے عاقل و بالغ وارثوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ اگر اُن میں کوئی مجنون یا نابالغ ہے تو باقیوں کی اجازت صرف اپنے اپنے حصہ کے قدر (اندازہ) میں معتبر ہوگی۔ صبی (بچہ) و مجنون کا حصہ خواہی نخواہی واپس دینا ہوگا۔ اور اگر وارث بھی نامعلوم ہو تو جس کام کے لئے چندہ دہندگان (دینے والوں) نے دیا تھا اسی میں صرف کریں۔

(فتاوی رضویہ جلد ۶ ص۳۲۹، ۳۴۰- ۳۳۶- ۳۵۷)

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ ایسی تمام تقریبات پر خرچ اپنی جیب سے کیا کرتے تھے یا زیادہ سے زیادہ جو مریدین و متعلقین اپنی خوشی سے دیتے اُسے شامل کر لیا جاتا تھا۔

مسلمانوں سے اپیل ہے کہ

علماءِ حق کا احترام کریں۔ اُن کی مجالس میں بیٹھ کر کسبِ فیض کریں۔ علمائے حق کی عزت کرنا آپ سے محبت رکھنا ہے۔ علماءِ سُوء کی مجالس سے بچیں کیونکہ ان کی صحبت بقول محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ زہرِ قاتل اور باعثِ فساد ہے۔

خادم المومنین علی احمد سرہندی المدعو بندیلوی
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۴ مارچ ۱۹۸۳ء
بروز پیر بوقت پونے آٹھ بجے شام

علمائے سُو!

بے عمل عُلماء

"علمائے سُو" کی تو حقیقت نہ مجھ سے پوچھ
ملت کے واسطے ہیں وہ سر تا پا عذاب
ناصح ہیں غیر کے لئے عامل وہ خود نہیں
رہنا گراں گزرتا ہے پابندِ احتساب
قرآن کا درس یا کہ ہو تفسیر و ترجمہ
مختص نہیں ہے رزق کی یہ وجہِ اکتساب
ان کی ہر ایک بات میں دنیا کی آرزو
وہ آخرت کو سمجھے ہوئے ہیں خیال و خواب
قرآن بیچتے ہیں وہ بہشتی نے جس طرح
مشکیزہ بھر کے بیچ دیا سرد و تازہ آب
یہ شانِ امتیاز ہے "علمائے سو" کی
کم علم، خود غرض۔ طلبِ زر میں بے حجاب
اہلِ خرد ہی سمجھیں گے اے شمس تیرا قول
ہر بے حجاب لفظ ہے یاں حاملِ حجاب

(ماخوذ از رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ جلد ۴ شمارہ ۹ - یہ شمارہ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ کی زیر سرپرستی آپ کے خلیفۂ رشید مولانا ابو داؤد محمد صادق مدظلہ العالی نے شائع کیا ہے)

الرقم المسلسل ۸

رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، صدیقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

پیغام

تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے والوں کے نام

مُرتّبہ :- علامہ علی احمد سندیلوی

مُصحح :- علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

شعبۂ نشر و اشاعت
اخوان المومنین، پاکستان
۱۵۰ نزد پیر مکی راوی روڈ - لاہور ۲

سلسلہ اشاعت
نمبر ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۵ ذیقعدہ
۱۴۰۳ھ

رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اعظم اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پیغام

تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے والوں کے نام

چوکیدار سے لے کر صدر مملکت تک سب ملازمین کی تنخواہ برابر کرو۔

تنخواہ کا معیار عہدہ نہیں ضرورت ہے لہذا ہر ملازم کو اس کی ضرورت کے مطابق تنخواہ دی جائے۔

جب محافظ اور صدر مملکت دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ تو تنخواہوں میں فرق کیوں؟

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اعظم اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مال غنیمت سے اتنا ہی حصہ لیتے تھے جتنا عام آدمی کو ملتا تھا۔

ہر ملازم کی تنخواہ مملکت کے متوسط الحال آدمی جتنی مقرر کی جائے۔

تعیّن تنخواہ میں تجربہ اور عدم تجربہ کا اعتبار نہیں تجربہ کار کے لئے یہی کافی ہے کہ ناتجربہ کار کے مقابلہ میں اس کی محنت کم اور عزّت زیادہ ہوتی ہے

اعلےٰ تعلیم پر سرمایہ خرچ کرنا زیادتی تنخواہ کے جواز پر دلیل نہیں بن سکتا ہے کیونکہ انہیں اعلےٰ تعلیم سے معاشرہ میں وہ عزّت و وقار مل جاتا ہے جس کے مقابلے میں زر و سیم کی کوئی حیثیت نہیں۔

تنخواہ سب ملازمین کو برابر دی جائے اور اُن کی بیوی، (چھوٹے) بچّوں اور بُوڑھے والدین کو وظائف دیئے جائیں۔

دنیا کا

کوئی کتنا ہی ہمہ صفت موصوف انسان کیوں نہ ہو وہ تنہا اپنے سارے کام نہیں کرسکتا۔ ہر انسان کو سر چھپانے کے لئے مکان کی ضرورت ہے۔ پہننے کے لئے کپڑا درکار ہے۔ شکم پُری کے لئے غذا چاہیئے۔ مرض دور کرنے کے لئے دوا مطلوب ہے۔ تعلیم کے لئے کتابوں کی حاجت ہے اسی طرح دوسری ضروریات زندگی کا حال ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہی انسان اپنی ان تمام بنیادی ضروریات کو تنہا پورا کرسکے۔ ؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ اسے نہ راج مزدور کی ضرورت ہو نہ بڑھئی کی۔ نہ مستری کی نہ لوہار کی نہ جولاہا کی نہ درزی کی۔ نہ کاشتکار کی نہ معالج کی، نہ دواساز کی نہ معلم کی نہ دوات وقلم کی اور نہ کاغذ کی؟ کیا کوئی بڑے سے بڑا اہنر مند بھی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ ان تمام کاریگروں کے کام وہ اکیلا پورے کرے گا؟ ان تمام سوالات کا جواب صرف نفی میں ہے

قدرت نے انسانوں میں بے شمار صلاحیتیں پیدا کی ہیں۔ ایک ہی انسان کو اس نے سب کچھ نہیں دیا۔ قدرت کی یہ تقسیم استعداد اس لئے کی ہے کہ ہر انسان کسی کا محتاج الیہ ہو اور کسی کا محتاج بھی ہو۔ کوئی اس کا ضرورت مند ہو۔ اور کسی کا وہ ضرورت مند ہو۔ اس طرح سب لوگ باہمی تعاون سے کام لیں اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے اہل ثابت ہوں۔

ایک مزدور، چوکیدار اور محافظ جس طرح سرمایہ دار، کلیدی آفیسر، گورنر وزیر اعظم اور صدر مملکت وغیرہم کے چند ٹکوں اور تنخواہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اسی طرح سرمایہ دار کلیدی افیسر، گورنر، وزیر اعظم اور صدر مملکت اس کی محنت کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایک مزدور و محافظ تو پیسوں کے بغیر کچھ دن گذارا بھی لے گا لیکن وہ مزدور و محافظ کے بغیر ایک دن بھی نہیں نکال سکتے۔ اگر محافظ و مزدور کی جگہ وزیر اعظم یا صدر مملکت کو پندرہ منٹ کھڑا کردیا جائے تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے قوم کو جتنی ضرورت وزیر اعظم و صدر مملکت کی ہے اتنی ہی ضرورت ایک محافظ و چوکیدار کی بھی ہے۔ جتنا کام گریڈ ۲۲ کا آفیسر کرتا ہے اتنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کام

مزدور کرتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ محافظ کی تنخواہ تو چار سو چالیس ہو اور اس کے مقابلے میں ۲۲ گریڈ آفیسر کی تنخواہ ساڑھے چار ہزار اور اوّل الذکر کی سالانہ ترقی دس روپے اور آخر الذکر کی ڈھائی سو اور اس طرح ترقی میں ایک اور پچیس کی نسبت ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض یہ بھی تھی کہ ہر طبقے کے کمزوروں اور بے بسوں کو سہارا دیا جائے اور جابروں اور ظالموں کا ہاتھ پکڑ لیا جائے اور اس طرح تمام انسانوں کو ممکن حد تک ایک مساوی سطح پر لایا جائے۔

اصول یہ ہے کہ جو شخص کمانے کے قابل ہے وہ پوری محنت سے کمائی کرے اور اس کی کمائی سے ہر ایک کو ضرورت کے مطابق ملے اور یہ اصول بڑا غیر معقول ہے جو جتنا کمائے اُسے اتنا ہی ملنا چاہیئے۔ آپ بتائیں کہ اس اصول پر آپ اپنے گھر کیوں عمل نہیں کرتے جو بچہ آپ کے ہاں پیدا ہوتا ہے اس میں کچھ کمائی کی صلاحیت نہیں ہوتی اس کے بعد بھی یہ بچہ ایک عمر تک کچھ بھی نہیں کما سکتا۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ اس پر خرچ کر دیتے ہیں بلکہ اس کی ضروریات کے تقاضے پورے کرتے ہیں اسی طرح ملک کے جملہ ملازمین صدر مملکت سے لے کر چوکیدار تک ایک کنبہ و برادری ہے۔ کام سب مل کر اپنی طاقت اور صلاحیتوں کے مطابق پوری تندہی سے کریں اور تنخواہ و اجرت ہر ایک کو برابری کے اصول پر اس کی ضروریات کے مطابق ملے نہ کہ صلاحیتوں کی بنیاد پر۔ **کیونکہ**

انسانی صلاحیتیں منجانب اللہ ہیں۔ کسی کی ملکیت نہیں

قرآن کریم نے انسانی صلاحیتوں میں سمع (سماعت)۔ بصر (بصارت) اور قلب یا فواد (قوت فیصلہ) کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ یہ ذرائع (حواس خمسہ) معلومات بہم پہنچاتے ہیں اور پھر قلب یا فواد، ان سے کسی نتیجہ یا فیصلہ تک پہنچتا ہے۔ ان ذرائع معلومات کے متعلق قرآن کریم نے متعدد مقامات

پر فرمایا ہے کہ نہ یہ چیزیں تمہاری پیدا کردہ ہیں۔ نہ ہی زر خرید۔ یہ خدا کی طرف سے عطا کی گئی ہیں۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ (۱۶/۷۸) اللہ تمہیں پیدا کرتا ہے تو بالکل کورے علم سے لابلد ہوتے ہو۔ خدا نے تمہیں (ذرائع معلومات) کان آنکھیں اور قوت فیصلہ عطا کی ہے۔ نیز انہیں قرآن نے نعمت کہہ کر پکارا۔ (۶/۸۳)

اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے ہی تمہیں قوت گویائی عطا کی۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۵۵/۴) یعنی زبان کے ذریعے اپنے خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کا طریق۔ نیز تحریر کی صلاحیت اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۹۶/۴) اور اس طرح انسان اس قابل ہو گیا کہ جن امور کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا اس کا علم حاصل کر سکے۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۹۶/۵) اس نے صحیح الدماغ ہونے کو بھی خدا کی نعمت قرار دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے (مخالفین کے اعتراض کے جواب میں) فرمایا۔ وَمَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (۶۸/۲) - یہ خدا کی نعمت ہے کہ آپ پاگل نہیں صحیح الدماغ ہیں۔ ایک جگہ اس نے وسائل پیداوار (ذرائع رزق) اور انسانی صلاحیتوں کے بنیادی ذرائع کا یکجا ذکر کیا ہے۔ جب کہ فرمایا۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ - اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (۱۰/۳۱) ان سے پوچھو کہ کون ہے جو زمین اور آسمان سے سامان رزق عطا کرتا ہے اور تمہارے ذرائع معلومات پر جس کا کنٹرول ہے! یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے۔ کہ انسانی صلاحیتوں کے ذرائع اس کے اپنے پیدا کردہ نہیں۔ اس لئے وہ انہیں ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا۔

صلاحیتوں کو تنخواہ و اجرت کے سلسلہ میں کمی زیادتی کی بنیاد بنانا

قارونی فلسفہ ہے۔

جب اس سے کہا گیا کہ تم اتنا سمیٹے کیوں رکھے جا رہے ہو تو اس نے جواب دیا کہ اِنَّمَآ اُوۡتِیۡتُہٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ ۲۸/۷۸ یہ میرے اپنے کسب و ہنر میری اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ ہے۔ اس لئے کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ اس میں دخل انداز ہو۔

تنخواہ کا معیار عہدہ نہیں ضرورت ہے

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ معلوم ہو گیا کہ اُجرت و تنخواہ کا معیار عہدہ نہیں ضرورت ہے۔ رہا یہ سوال کہ :۔

ضرورتوں کا تعین کیسے ہو؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کو بالکلیہ اپنایا تھا دیکھئے کہ انہوں نے اپنی ضروریات کو کس طرح متعین کیا تھا۔ مملکت میں سب سے زیادہ صاحب اختیار ہستی سربراہ مملکت کی ہوتی ہے۔ اسلامی مملکت کے سب سے پہلے سربراہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک جھلک سامنے لائیے۔ رُوکھی سُوکھی روٹی۔ ایک جوڑا۔ نہ کوئی مکان نہ جائیداد نہ بینک بیلنس۔ نہ ترکہ یہ اس سربراہ مملکت کا ذکر ہو رہا ہے جس کی مملکت قریب دس لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی۔ مولانا شبلی کے الفاظ ہیں "یہ وہ زمانہ تھا جب زر و سیم کا سیلاب آچکا تھا۔"

(سیرت النبی جلد ۲ ص ۵۲، ۳۴۹)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا کوئی کپڑا تہہ کر کے نہ رکھا گیا۔ صرف ایک جوڑا ہوتا تھا۔ دوسرا نہیں جو تہہ کر کے رکھا جاتا۔ جن کپڑوں میں آپ نے وفات پائی ان میں اُوپر تلے پیوند لگے

ہوئے تھے۔ مسلم کی ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار نہ بکری نہ اُونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت کی۔

بخاری کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت نہ دینار چھوڑا نہ درہم۔ نہ غلام نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز سوائے خچر اور ہتھیاروں کے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مملکت کا رقبہ بائیس لاکھ مربع میل پر پھیل چکا تھا اور صرف عراق کی مالگذاری ۱۰ ½ کروڑ درہم تھی۔ اس کے باوجود جب آپ سے پوچھا گیا کہ مملکت کی آمدنی میں سے آپ کے لئے کس قدر لینا جائز ہے تو فرمایا کہ "کپڑوں کے دو جوڑے، ایک جاڑے کا دوسرا گرمی کا۔ حج اور عمرہ کے لئے ایک احرام اور میرے اہل و عیال کے لئے فی کس اتنا کھانا جو قریش کے ایک آدمی کی خوراک ہے۔ نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم۔ اس کے بعد میں مسلمانوں کا ایک فرد ہوں جو ان کا حال سو میرا حال۔" (عمر فاروق از محمد حسین ہیکل ص ۵۸۹)

کھانے کی تفصیل

یہ ہے کہ ایک دفعہ مصر کا ایک گورنر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے۔ اس نے دیکھا کہ کھانے میں جو کی روٹی ہے۔ اس نے کہا اب تو مصر سے کافی تعداد میں گیہوں آ رہا ہے۔ آپ گیہوں کی روٹی کیوں نہیں کھاتے تو آپ نے فرمایا "اس وقت مجھے اس کا تو یقین ہے کہ مملکت کے ہر فرد کو جو کی روٹی میسر آ رہی ہے جس دن تم مجھے اس بات کا یقین دلا دو گے کہ مملکت کے ہر فرد کو گیہوں کی روٹی مل رہی ہے اس وقت میں بھی گیہوں کی روٹی کھا لوں گا۔" نیز فرمایا۔

"میں رعایا کی دیکھ بھال کس طرح کر سکتا ہوں۔ جب تک مجھ پر بھی وہی کچھ نہ بیتے۔ جو کچھ رعایا پر بیتتی ہے۔"

کھانے پینے کی چیزوں میں ضرورت کا تعین کس طرح ہوتا تھا

اس کا اندازہ مملکت اسلامیہ کے دوسرے سربراہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقعہ سے لگائیے۔ ایک دن آپ نے کھانا کھانے کے بعد اپنی بیوی سے کہا کوئی میٹھی چیز ہو تو دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ بیت المال سے جو راشن آتا ہے۔ اس میں میٹھی چیز شامل نہیں۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد آپ نے دیکھا کہ کھانے کے ساتھ تھوڑا سا حلوہ بھی ہے۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ راشن میں میٹھی چیز نہیں آتی۔ یہ حلوہ کیسے پک گیا؟ انہوں نے کہا کہ میں ان دنوں مٹھی بھر آٹا الگ رکھتی گئی جب وہ کافی ہو گیا تو اس کے عوض بازار سے کھجور کا شیرہ منگا لیا اور حلوہ پکا لیا۔ آپ کھانے سے فارغ ہو کر سیدھے بیت المال گئے اور راشن بانٹنے والے سے فرمایا کہ ہمارے ہاں جس قدر روزانہ آٹا دیا جاتا ہے۔ اس میں سے ایک مٹھی کی روزانہ کمی کر دی جائے کیونکہ تجربے نے بتایا ہے کہ آٹے کی موجودہ مقدار ہماری روزانہ ضرورت سے بقدر مٹھی کے زیادہ ہے۔

تقسیم غنیمت

سے بھی تنخواہ میں برابری ثابت ہوتی ہے جنگِ بدر میں تقسیم غنیمت پر مجاہدین کے تین گروہ ہو گئے تھے۔

(۱) اموال و منال جمع کرنے والوں نے صرف اپنے لئے مال غنیمت کو حق سمجھ لیا
(۲) داد شجاعت دینے والوں نے مال غنیمت کو اپنے لئے محدود رکھنا چاہا۔
(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرنے والوں نے اپنا حق جتایا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی " یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ؁ آپ سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مالِ غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے۔ یعنی مال غنیمت کے مالک حق تعالےٰ اور رسول اللہ ہیں۔ جس طرح مناسب سمجھیں

تقسیم کر دیں۔ مقام صفرا پر پہنچ کر آپ نے یہ تمام مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا۔ (تفسیر قرطبی جلد ۷ صفحہ ۳۶) البدایۃ والنہایۃ جلد ۳ صفحہ ۳۰۱ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ تاریخ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۹ تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۱۵۹)

علاوہ ازیں مال غنیمت میں سے اُن آٹھ آدمیوں کو بھی حصہ دیا۔ جو آپ کے حکم سے یا اجازت سے بدر میں حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کو حضور اُن کی بیوی رُقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے)

(۲) طلحہ بن عبید اللہ۔ (۳) سعید بن زید۔ ان دونوں کو مدینہ سے ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔ (۴) ابو لبابہ جن کو آپ مدینہ میں ہی بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے۔ (۵) عاصم بن عدی جن کو مدینہ کے عالیہ میں آپ چھوڑ گئے تھے۔ (۶) حارث بن حاطب جن کو کسی وجہ سے بنی عمرو بن عوف کی طرف واپس کر دیا تھا۔ (۷) حارث بن الصمۃ (۸) خوات بن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ یہ اصحاب اگرچہ معرکۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن حضور نے انہیں بدر کی غنیمت میں سے برابر کا حصہ دیا۔ اور بدریین میں شامل فرمایا۔ تاریخ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۱ سیرت رسول عربی صفحہ ۱۰۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے حسب ذیل طبقات کا حصہ نکالا اور برابر برابر تقسیم کیا۔

(۱) مجاہدین بدر (۲) شہدائے بدر کے وارثوں کے لئے (۳) نائبین کے لئے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ چھوڑ آئے تھے (۴) جو لوگ کسی ضروری مانع کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

ملازمین کے مقام ڈیوٹی مختلف ہونے سے تنخواہ میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہوگی سب کو برابر تنخواہ ملے گی ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تقسیم وظائف میں اصول

حضرت صدیق اکبر کے پاس جب بحرین کا مال آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو کچھ دینے کا وعدہ فرما رکھا تھا۔ آپ نے انہیں ادا کرنے کے بعد بقیہ مال و دولت لوگوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم میں آپ نے چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام مرد اور عورت سب کو برابر حصہ دیا۔ فقسمها بَيْنَ النَّاسِ بِالسَّوِيَّةِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ وَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى ۔ (کتاب الخراج از امام ابو یوسف ص۴۵)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد نے اپنی خلافت کے پہلے سال غنیمت تقسیم کی انہوں نے آزاد کو بھی دس درہم دیئے غلام کو بھی ۔ عورت اور اس کی باندی کو بھی دس دس درہم دیئے دوسرے سال غنیمت تقسیم کی تو بیس بیس درہم دیئے ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۴۵-۶۲)

اس پر بعض مسلمانوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا " یا خلیفۃ رسول اللہ انک قسمت هذا المال فسویت بین الناس و من الناس اناس لهم فضل سوابق و قدم فلو فضلت اهل السوابق والقدم والفضل بفضلهم " اے خلیفہ رسول اللہ آپ نے یہ مال سب لوگوں میں برابر تقسیم کر دیا ۔ حالانکہ لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں فضیلت سبقت اور اوّلیت کا شرف حاصل ہے ۔ بہتر ہوتا کہ آپ اہل سبقت اوّلیت اور فضیلت کو ان کی فضیلت کے سبب دوسروں پر ترجیح دیتے ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ نے جواب میں فرمایا " اما ما ذکرتم من السوابق

والقدم والفضل فما عرفنی بذلک وانما ذلک شیئ ثوابه علی اللہ جل ثناؤہ وهذا معاش فالاسوة فيه خير من الاثرة "

(ایضاً ص۴۵)

آپ لوگ جس سبقت ، اوّلیت اور فضیلت کا ذکر کر رہے ہیں ۔ میں اسے (معاشی نقطہ نظر سے کوئی اہمیت نہیں دیتا) فضیلت و اوّلیت کا مسئلہ مجھے سمجھاتے ہوئے فضیلت و اوّلیت وغیرہ ایسی چیز ہے جس کا ثواب اللہ جل ثناءُہٗ کے پاس ہے اور یہ "زیر بحث" مسئلہ معاش کا ہے اس میں ترجیح کی بجائے برابری کے اصول پر عمل ہوگا ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے معاشی اور وظائف کے مسئلہ میں تقویٰ اور پرہیزگاری ، سابق الاسلام ، شجاعت اور بہادری ، اسلام کے لئے قربانیوں ، حسب ونسب ، قوت وضعف کو معیار نہ بنا کر واضح کر دیا کہ دولت وعہدہ وتعلیمی اخراجات اعلیٰ وادنیٰ ڈگریاں بدرجہ اوّل تنخواہوں میں کمی یا زیادتی کا معیار نہیں بن سکتیں ۔ ملک اسی وقت ترقی کر سکتا ہے ۔ معاشرے سے انارکی اور بے چینی اسی وقت ختم ہو سکتی ہے جب تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں کمی یا زیادتی ختم کر کے مساوات محمدی صدیقی پر عمل کیا جائے ۔

کرو قائم محمدی نظم معیشت — اسی سے ملے گی معاشی ضمانت
مٹیں گے فساد وعناد اور عداوت — بڑھے گی مروت محبت اخوت

تنخواہوں میں تفاوت کے قائلین کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراتب وفضیلت کی بنیاد پر تنخواہیں مقرر کی تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنے نظریہ سے آخر میں رجوع کر لیا تھا ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رای فی هذا المال رایا ولی فیه رای آخر لا اجعل من قاتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کمن قاتل معہ (ایضاً ص۴۶)

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقسیم دولت کے بارے میں ایک پالیسی اختیار کی تھی اور میری اس بارے میں دوسری پالیسی ہے - میں اس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں لڑا - اس شخص کے برابر قرار نہیں دے سکتا جس نے آپ کا ساتھ دیا -

اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نظام تقسیم وظائف سے اختلاف کرتے ہوئے برابری کی بجائے اوّلیت اور مقام و مرتبہ کی بنیاد پر تقسیم وظائف کا نظام وضع کیا اسی کے مطابق مختلف مراتب کے اعتبار سے ۱۲ ہزار سے ۸۰۰ درہم تک وظائف دیئے جب یہ مسئلہ پیش آیا کہ دیوان کی ابتدأ کس طرح کی جائے ؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے رائے دی ابدأ بنفسک آپ اپنے نام سے ابتدأ کیجئے - آپ نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا - بلکہ خود ہی فرمایا :-

"ولکن ابدأ ببنی ھاشم رھط النبی صلی اللہ علیہ وسلم - بلکہ میں بنی ہاشم سے ابتدأ کرتا ہوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ ہے - ثم الاقرب فالاقرب الی بنی ھاشم ! (ایضاً ص۴۷) پھر بنی ہاشم سے قریب سے قریب تر کی بنیاد پر دیوان مکمل ہوا -

حضرت فاروق اعظم نے اپنی وضع کردہ اسی پالیسی پر ایک مدت تک عمل کیا - آخر جب تجربہ سے آپ پر ثابت ہوگیا کہ تقسیم وظائف کے سلسلہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پالیسی ہی صحیح و درست ہے تو اعلان کر دیا -

لئن عشت الی ھذہ اللیلۃ من قابل لالحقن اخری الناس باوّلھم حتی یکونوا فی العطایا سواء (ایضاً ص۵۱)

اگر میں آئندہ مالی سال کے آغاز کی رات تک زندہ رہا تو بالضرور آخریں کو اوّلین کے ساتھ ملادوں گا - تاکہ وہ عطایا میں برابر ہوجائیں - اور ان کو مثل ایک آدمی کے کردوں گا - طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۱۰۵ نیز فرمایا :-

رای ابوبکر فی ھذا المال رأیاً رأی ان یقسم بینھم بالسویۃ ورأیت ان اُفضِّلَ المھاجرین والانصار بفضلھم فان عشت ھذہ السنۃ ارجع الی رأی ابا بکر فھو خیر من رائیی - (معانی الآثار کتاب اقسام غنیمت ج ۲ - ص۱۸۰)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہوئی کہ اس مال کو لوگوں میں برابر تقسیم کریں اور میری رائے ہوئی کہ میں مہاجرین اور انصار کو ترجیح دوں - کیونکہ ان کو فضیلت ہے اگر میں اس سال زندہ رہا تو ابوبکر کی رائے کی طرف رجوع کروں گا - کیونکہ ان کی رائے میری رائے سے بہتر ہے نیز فرمایا

افلا تری ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لما قسم سوّی بین الناس جمیعاً فلم یقدم ذوی قربیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سواھم ولم یجعل لھم سھماً سوی فی ذالک المال ابانھم بہ (ایضاً ج۲ ص۱۸۰) کیا تم سمجھتے نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تقسیم کی تو تمام لوگوں میں برابری کی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو دوسروں پر مقدم نہیں کیا اور ان کے لئے مال مقرر نہیں کیا جو دوسرے سے ان کو ممتاز و بلند کرے -

تمام مسلمان مجاہدین کو بلا امتیاز و رتبہ برابر حصہ ملتا تھا ایسا نہیں ہوتا تھا کہ ایک مسلمان زیادہ شجاع اور بہادر ہے وہ اسلحہ سے بھی زیادہ لیس ہے تو اس کو زیادہ حصہ ملے اور ایک مسلمان کمزور ہے اور اس کے پاس تلوار کے سوا اسلحہ بھی نہیں تو اسے کم حصہ ملے - اسی طرح یہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ ایک مسلمان مجاہد کا گھوڑا زیادہ طاقتور اور قوی ہے اور دوسرے کا کمزور اور ناتواں تو طاقتور گھوڑے والے کو (گھوڑے کا حصہ)

زیادہ ملے اور کمزور گھوڑے والے کو تھوڑا بلکہ سب کا حصہ برابر ہوتا تھا۔ ولا یفضل الخیل بعضھا علی بعض ولا یفضل الفرس القوی علی الفرس الضعیف ولا یفضل الرجل الشجاع التام السلاح علی الرجل الجبان الذی لا سلاح معہ الا سیفہ (کتاب الخراج از ابو یوسف باب قسم الغنائم ص۱۹)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسلامی مملکت کے کل وقتی ملازمین خواہ امیر ہو یا غریب طاقتور ہو یا کمزور، مسلح ہو یا غیر مسلح، صدر ہو یا محافظ، ڈاکٹر ہو یا سکول ماسٹر، پروفیسر ہو یا امام مسجد، مدرس ہو یا مہتمم، تجربہ کار ہو یا اناڑی انجینئر ہو یا مزدور، افسر ہو یا ماتحت، شہری ہو یا دیہاتی، اس کی ڈیوٹی محاذ جنگ پر ہو یا کارخانے میں، مسجد میں ہو یا مکتب میں، کالج میں ہو یا سکول میں، دفتر میں ہو یا سڑک پر، تھانے میں ہو یا چوک میں۔ بلا امتیاز و رتبہ و کام سب کے سب اسلام کے سپاہی اور ملک و ملت کے خادم ہوتے ہیں۔ انہیں مقام عہدہ اور رتبہ اور صلاحیتوں کے مطابق صرف اور صرف مزید خدمات بجا لانے کے لئے ملتا ہے۔ اس میں محرکات و عوامل شامل نہیں ہوتے نہ تنخواہ میں تفاوت ہوتا ہے بلکہ وہ برابری کے اصول پر مقرر کی جاتی ہے۔ ہاں جز وقتی ملازمین کے مشاہرہ میں فرق ہو سکتا ہے۔

تعریفی اسناد، نقد انعامات اور تمغہ جات

البتہ امور شجاعت و بہادری بجا لانے اور حسن کارکردگی پر حوصلہ افزائی کے لئے نقد انعامات تعریفی اسناد اور تمغہ جات دیئے جا سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے جنگ حنین کے موقع پر فرمایا "من قتل قتیلاً فلہ سلبہ" جو شخص کسی کافر کو قتل کرے تو کافر مقتول کا سامان قاتل مجاہد کے لئے ہے۔ حضرت ابو طلحہ نے اس دن بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا سامان لے لیا۔

(معانی الآثار ص۱۳۰ جلد ۲)

یونہی اگر کسی کے پاس اپنی سواری ہو تو اسے سواری الاؤنس دیا جائے۔ وہ بھی برابری کی بنیاد پر اور صرف ایک سواری کا۔ یہ نہیں کہ اگر کسی کے پاس دس کاریں ہوں تو دس ہی کاروں کا الاؤنس دیا جائے۔

"عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للفرس سھمین ولصاحبہ سھماً۔ ولا یسھم لاکثر من فرس" بخاری کتاب الجہاد باب سہام للفرس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے گھوڑے کے لئے دو حصے اور مرد کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

آئندہ وہی حکومت کامیاب ہوگی جو ملازمین میں معاشی تفریق ختم کرے گی۔ ایک دن آئے گا جب دنیا کی تمام حکومتیں برابری کی بنیاد پر تنخواہیں دینے پر مجبور ہو جائیں گی۔ امید ہے موجودہ ارباب اختیار اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ ورنہ اس کار خیر کی توفیق اللہ تعالیٰ کسی اور حکومت کو عطا فرمائے گا۔

دینی مدارس کے وہ منتظمین اور ناظمین بھی ہوش میں آئیں جو اساتذہ کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا اور طلباء کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کرتے ہیں انہیں یاد رہے اساتذہ ان کے پاس معاشرہ کے معزز افراد ہیں اور طلباء مقدس مہمان۔ ان کے ساتھ انسانوں کی طرح پیش آئیں۔

تنظیم المدارس اور وفاق المدارس کے اکابر سے گزارش ہے کہ وہ ایسے چوروں کا محاسبہ کریں جو دین کے نام پر مدرسے کھولتے ہیں اور سیزن کے وقت ادھر ادھر ایک آدھ ماہ کے لئے کوئی استاذ لا بٹھاتے ہیں اور سیزن کما کر کوئی بہانہ بنا کر نکال دیتے ہیں بلکہ بعض تو اتنے ظالم واقع ہوئے ہیں کہ کام کے دنوں کی بھی تنخواہ نہیں دیتے۔

کرو قائم اسلامی دستور بھائی
کہ جس کے لئے مملکت ہے بنائی



المرتب

خادم المومنین علی احمد سندھیلوی

۲۲، ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۳ھ (۲۱-۱۲-۱۹۸۳ء)

بارہ بج کر پچپن منٹ شب بروز بدھ

شعبۂ نشر و اشاعت

اخوان المومنین پاکستان مسجد اکھاڑے والی
تکیہ پتر نگا نزد پیر مکی ۱۵۰ راوی روڈ - لاہور

نوٹ

پمفلٹ ہذا شائع کرنے کی عام اجازت ہے

الرقم المسلسل نمبر ۹

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا

پیغام

زیارت قبور کرنے والوں کے نام

پیغام نمبر ۳

مرتبہ :- علامہ علی احمد سندھیلوی

مصحح :- علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

شعبہ نشر و اشاعت
اخوان المومنین پاکستان
۱۵۰ نزد پیر مکی - راوی روڈ - لاہور

الرقم المسلسل ____ ۹

کتاب ____ پیغامات

مرتب ____ علامہ علی احمد سندھیلوی

بارِ اوّل ____ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ اپریل ۱۹۸۴ء

مطبع ____ لاہور آرٹ پریس ۱۵ انارکلی لاہور

کاتب ____ دل محمد لاہور

ناشر ____ اخوان المومنین پاکستان

تعداد ____ پانچ صد

ہدیہ ____ دو روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

(۱) مسجد اخوان المومنین پاکستان
نمبر ۱۵ راوی روڈ۔ لاہور

(۲) اونچی مسجد۔ بنگلہ ایوب شاہ
چونا منڈی لاہور نمبر ۸

(۳) محمد رشید نقشبندی خطیب جامع مسجد ملک ایاز۔ رنگ محل چوک لاہور

(۴) بزم غلامان مصطفےٰ (رجسٹرڈ)۔ مرکزی دفتر کچہری بازار اوکاڑہ
فون ۳۸۶۹

یا اللہ جل جلالک | بِسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیم | یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

سلسلہ اشاعت ۱۲ | ۱۵ صفر ۱۴۰۴ھ

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ۳

زیارت قبور کرنے والوں کے نام

۱۔ سب سے بدتر لوگ قبروں کو سجدہ کرنیوالے ہیں (حدیث) (الزبدۃ الزکیہ ص۳۸)

۲۔ قبرستان میں جوتی پہن کر چلنا چارپائی پر سونا گھوڑا باندھنا ناجائز ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۷/۴)

۳۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر عرس جائز اور میلہ حرام۔ میلہ کرنے والے کو امام بنانا ناجائز ہے۔

۴۔ قبروں اور مزارات پر جانے والی عورتوں پر۔ اللہ، فرشتوں اور صاحب قبر کی طرف سے لعنت ہوتی ہے۔

۵۔ فرضی (بناوٹی) مزار بنانا اور اس پر عرس کرنا اور تعظیم کرنا ناجائز و بدعت ہے
(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص۱۱۵ - ۱۱۶)

۶۔ آج کل جاہل مردوں کا بھی عرسوں میں جانا درست نہیں۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی جالی مبارک چومنا بے ادبی ہے

۸۔ صاحب قبر کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو تو فاتحہ پڑھنا منع ہے۔
(ایضاً ص ۱۴۰، ۱۴۱، ۲۰۸)

۹۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قبروں میں کھانیوالے منافق ہیں
(خواجہ غریب نواز ص ۱۸۶، ۱۸۷)

زیارت قبور کو سُنی شیعہ، اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی تمام مکاتبِ فکر کے محققین علماً جائز اور مستحب کہتے ہیں۔ صرف طریقۂ زیارت میں معمولی اختلاف ہے جس طرح یہ غلط ہے کہ اہلحدیث اور دیوبندی زیارتِ قبور کے منکر ہیں اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ بریلوی قبور کو سجدہ کرنا وہاں خلاف شرع امور کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ رہا جہلاً کا معاملہ۔ وہ تو ہر طبقہ میں موجود ہیں۔ اہلحدیث اور دیوبندی حضرات میں موجود جہلاً زیارت قبور کو شرک کہہ دیتے ہیں اور بعض بریلوی جہلاً وہاں جاکر ناچنا گانا۔ قوالی، ڈھول ڈھمکا، قبروں پر چلنا اور سجدے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ محققین بریلوی علماً کے نزدیک ناجائز و حرام ہے جُہلاً کا فعل ان کے خلاف پیش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ کسی بھی طبقے کے جہلاً کا فعل دعمل دلیل نہیں بن سکتا حقیقت یہ ہے کہ نہ تو زیارت قبور کا مطلقاً انکار کرنا درست ہے نہ قبرستان میں جاکر کوئی خلاف شرع بات کرنا جائز ہے۔

شروع شروع میں جب تک کہ توحید پوری طرح عام مسلمانوں کے دلوں میں راسخ نہیں ہوئی تھی۔ اور انہیں شرک اور جاہلیت سے نکلے ہوئے تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع فرما دیا تھا کیونکہ اس سے ان لوگوں کے شرک اور قبر پرستی میں ملوث ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اور پھر جب امت کا توحیدی مزاج پختہ ہو گیا اور ہر قسم کے جلی اور خفی شرک سے دلوں میں نفرت بھر گئی اور قبروں پر جانے سے شرک کے جراثیم پھر زندہ ہو جانے کا اندیشہ نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعلان کے ذریعہ قبروں پر جانے کی اجازت دے دی۔ اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ یہ اجازت اس لئے دی جا رہی ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر دلوں میں پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

"کُنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانہا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ"۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴ بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کر دیا تھا اب (اجازت دیتا ہوں کہ) کہ تم قبروں کی زیارت کر لیا کرو۔ کیونکہ (اس کا یہ فائدہ ہے) کہ اس سے دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

اِس حدیث سے شریعت کا یہ بنیادی اصول معلوم ہوا کہ اگر کسی کام میں خیر اور نفع کا کوئی پہلو ہے اور اسی کے ساتھ کسی بڑے ضرر کا بھی اندیشہ ہے تو اس اندیشہ کی وجہ سے خیر کے پہلو سے صرف نظر کر کے اس کی ممانعت کر دی جائے گی لیکن اگر کسی وقت حالات میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ ضرر کا وہ اندیشہ باقی نہ رہے تو اس کی اجازت دے دی جائے گی۔

زیارت قبور کا شرعی اور مسنون طریقہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی (دارقطنی) اس سے زیارتِ قبر شریف کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ اور اس میں زیارت کے لئے سفر کا بھی ثبوت ہے کیونکہ حج کے بعد بدون سفر کے مدینہ نہیں پہنچ سکتے لیکن ضروری ہے کہ مسنون طریقہ سے زیارت کی جائے بدعات سے اجتناب ہو۔ اور تمام آداب ملحوظ رہیں۔ (زیارت قبور کا شرعی طریقہ صفحہ ۶۲ مولانا رشید اشرف دیوبندی استاذ دارالعلوم کراچی)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جب وہ قبرستان کی طرف جاتے تو اس بات کی تعلیم دیتے کہ وہ وہاں جاکر کہیں "السلام علیکم اَھلَ الدِّیارِ مِنَ المؤمِنینَ وَالمُسلِمِینَ وانا ان شاءَ اللہ بکم للاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیہ

(مسلم شریف جلد ۱ صـ۳۱۴)

اے مومنو! اور مسلمانوں کے گھر والو سلام ہے تم پر اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم یقیناً تم سے آملیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت چاہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں قبروں کے پاس سے گذرے پس آپ ان کے چہروں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ سلام ہے تم پر اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے پہلے پہنچے اور ہم تمہارے پیچھے آتے ہیں۔ (ترمذی)

مولانا رشید اشرف صاحب دیوبندی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ قبر کے دائیں جانب میت کے چہرے کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہونا چاہئے۔ (ایضاً صـ۶۳)

مولانا رشید اشرف کی کتاب پر ۳۳ اکابر علمائے دیوبند کی تقاریظ ہیں۔

علاوہ ازیں ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی دیوبندی نے "احکام میت صـ۳۸ پر زیارت قبور کو مستحب اور اس کے لئے سفر کو جائز لکھا ہے۔ مولانا قاضی سید اسمٰعیل صاحب نے "فاتحہ کا صحیح طریقہ صـ۳۹ - ۴۰ پر۔ اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سیفی نے "تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی کے صـ۴۶۳ تا ۴۶۵ پر زیارت قبور کو جائز کہا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے تو اعراس کو بھی جائز فرمایا ہے۔

(دیکھئے بوادر النوادر صـ۴۵۵)

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سیفی اہلحدیث مسنون زیارت کے عنوان سے لکھتے ہیں "جاہلی زیارت اور اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات آپ ملاحظہ فرما چکے۔ اب مسنون زیارت اور اس کے مقاصد پر غور فرمائیے۔

"عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال کنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا وتذكر الاخرة" (ابن ماجہ، مسلم۔ ابوداؤد ابن حبان حاکم۔ ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ اب ان کی زیارت کرو اس سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔ تھوڑا آگے جاکر "مسنون دعا" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

جب قبر کی زیارت کرے تو قبر پر سلام کہے اور جنازہ کی طرح میت کے لئے دعا کرے" السلام علیکم اهل دیار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون"

اس کے علاوہ اور ادعیہ کے جملے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں جو اہل سنت سے مخفی نہیں (تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدید مساعی صـ۴۶۳ تا ۴۶۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابورزین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا آنا جانا قبرستان کی طرف سے ہوتا ہے تو جب میں وہاں پہنچوں تو مجھے کیا کہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم قبرستان جاؤ۔ تو کہو "السلام علیکم یا اهل القبور من المسلمين والمؤمنين انتم لنا سلف و نحن لكم تبع وانا ان شاء الله بكم للاحقون"

ابورزین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مُردے ہمارا سلام سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "ہاں سنتے ہیں۔ اور جواب دیتے ہیں مگر تم نہیں سن سکتے"

(نور الصدور فی شرح القبور)

میت کے حق میں دعا خیر

زیارت کے وقت میت کے حق میں مغفرت اور علو درجات کی دعا کرے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت دفن میت سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔ اور حق تعالیٰ سے دعا کرو کہ ان کو توحید پر قائم رکھے۔ کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جائے گا۔ (ابوداؤد)
اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر کھڑے ہو کر میت کے لئے دعا بھی کرنا چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بقیع کے لئے قبرستان میں جا کر دعا کرنا احادیث سے ثابت ہے جو کہ صحاح میں مذکور ہیں۔ (زیارت قبور کا شرعی طریقہ ص۶۴)

قبرستان میں تلاوت قرآن کریم

زیارت کے وقت میت کے حق میں تلاوت قرآن کے ذریعے ایصال ثواب کرنا بہتر اور میت کے لئے سب سے بڑا تحفہ ہے۔ متعدد روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے مثلاً

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا قبرستان پر گزر ہو اور قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اس کا ثواب تمام مُردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ (اخرجہ ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل ھو اللہ احد)
لیکن اجرت پر پڑھنا پڑھانا جائز نہیں اور نہ اس کا ثواب ملتا ہے۔
امام احمد رضا کی تصنیف احکام شریعت میں ہے کہ بعض لوگ بعد دفن کر دینے میت کے حافظ کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں۔ پس اس طرح کی اجرت دے کر قبروں پر پڑھوانا چاہئے یا نہیں۔
الجواب، تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر مستحق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے۔ (احکام شریعت حصہ اول ص۶۳)

مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

دنیا کی طرح اجرت لے کر قرآن

کی تلاوت بھی حرام ہے کہ کسی میت کے لئے بغرض ایصال ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے۔ کہ یہاں اخلاص کہاں؟ بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں جو ملنے ہیں اگر وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں۔ ہر میت کے لئے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچایئے گا کیا؟

تر شاخ کا قبر میں گاڑنا مستحب ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں دیا جاتا بلکہ ایک پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ایک شاخ لی اور اُسے چیرا اور ہر قبر میں گاڑ دیا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا بعید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان سے عذاب کو کم کر دے۔ بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔
کتب حنفیہ میں تر شاخ رکھنے کو بہتر لکھا ہے یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے اور گو رسول پاک کے اس فعل میں تخصیص کا بھی احتمال ہے مگر یہ بھی احتمال ہے کہ یہ عام ہو جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے واسطے یہ وصیت کی تھی۔ کما ذکرہ البخاری اس سے اسباب نجات کے اہتمام کا مستحب ہونا ظاہر ہے۔

(زیارت قبور کا شرعی طریقہ ص۶۸)

ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی دیو بندی لکھتے ہیں: "قبروں کی زیارت کرنا یعنی جا کر دیکھنا مردوں کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ جمعہ کا دن ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ و عمل خلاف شرع نہ ہو۔

(احکام میت صـ۳۶ - مطبوعہ سعید کمپنی)

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام کو اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب :- "بلاشک وشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے، اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو۔ یہی ادب ہے۔ پھر تقبیل (بوسہ دینا) کیونکر متصور ہے؟ جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے"۔

(احکام شریعت حصہ سوم صـ۲۵۱)

نیز فرمایا: "پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۲۱۳)

سجدہ تعظیمی حرام ہے

فرمایا: "مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت جل جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین وکفر مبین اور سجدہ تحیہ حرام وگناہ کبیرہ بالیقین اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول (الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ صـ۶ - ۴۲)

مزارات پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :- مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں باادب سلام کرے۔ السلام علیکم یا سیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف تین بار، آیت کرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب شرعی ہو اور جائز ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام"۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۴ صـ۲۱۲)

فرمایا (غیر خدا) کو سجدہ تو سجدہ زمین بوسی بھی حرام ہے۔

(ایضاً صـ۴۲، ۵۸)

فرمایا :- زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے۔

(ایضاً صـ۵۸، ۵۹، ۶۲)

فرمایا: "مزار کو سجدہ تو درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزّ وجل کو بھی سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہی ہو۔ (ایضاً، صـ ۶۴)

اور قرآن کریم کی ایک آیت سے سجدہ تعظیمی کی حرمت پر دلیل پیش کرکے فرمایا۔ "تو قرآن کریم نے ثابت فرمایا کہ سجدہ تحیّت (سجدہ تعظیمی) ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحابہ کرام نے حضور سے سجدۂ تحیّت کی اجازت چاہی۔ اس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیّت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سجدۂ تحیّت کا یہ حکم ہے۔ پھر اوروں کا ذکر واللہ الہادی (ایضاً صـ ۱۴)

چالیس حدیثوں سے تحریم سجدۂ تحیّہ کا ثبوت

فرمایا۔" حدیث میں چہل کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ائمہ وعلماً نے انگ انگ چہل حدیثیں لکھی ہیں۔ ہم بہ توفیقہٖ تعالیٰ یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے پر چہل حدیث لکھتے ہیں۔ یہ حدیثیں دو نوع ہیں۔ (نوع اوّل) سجدہ غیر کی مطلقاً ممانعت۔ (نوع دوم) قبر کی طرف سجدہ کرنے کی ممانعت (ایضاً)

(الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ کے صفحہ ۱۴ تا ۴۲ میں چالیس احادیث ملاحظہ فرمائیں)

قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت

اس سلسلہ میں سترہ احادیث مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ نمبر ۳۴ تا ۴۲ میں بیان فرمائیں۔ یہاں چند درج ذیل کی جاتی ہیں۔

فرمایا" امام احمد۔ امام مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ امام طحاوی۔ ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیہا "قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ اُن پر بیٹھو۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مجھے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھا فرمایا:۔ تمہارے آگے قبر ہے۔ اس کی طرف منہ کرکے نماز نہ پڑھو۔ اور وکیع کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے آواز دی قبر ہے قبر سے بچو۔ اس کی طرف منہ کرکے نماز نہ پڑھو۔ یہ نماز ہی میں قدم اٹھا کر قبر کے آگے ہوگئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" قاتل اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیآئہم مساجد" یہود ونصاریٰ کو اللہ تعالیٰ کی مار ہے۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدے کا مقام کرلیا۔ (ایضاً صـ ۳۴، ۳۵، ۳۶)

سب سے بدتر لوگ قبروں کو سجدہ کرنے والے ہیں

فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔" ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء، ومن یتخذ القبور مساجد بیشک سب لوگوں سے بدترین وہ لوگ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ لوگ کہ قبروں کو جائے سجدہ ٹھہراتے ہیں۔ (ایضاً صـ ۳۸)

اس کے بعد ڈیڑھ سو نصوص فقہیہ حرمت سجدہ تعظیمی پر پیش کیں۔ چنانچہ فرمایا "ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدہ تحیّت (تعظیمی) حرام ہونے کا ثبوت اور وہ بھی دو نوع ہے۔ نوع اوّل تین قسم اوّل نفس سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کے لئے ...... (تعظیمی سجدہ) مطلقاً حرام ہے۔ اقول تحریم متفق علیہ ہے اور اسی قدر ہمارا مقصود اور تکفیر میں عبارات چھ طور پر آئیں گی (ایضاً صـ ۴۲) قسم دوم۔ سجدہ تو سجدہ زمین بوسی بھی حرام ہے۔ (ایضاً صـ ۵۵)

قسم سوم: زمیں بوسی یا لائے طاق رکوع کے قریب جھکنا منع ہے

(ایضاً ص ۵۹)

نوع دوم - متعلق مزارات یہ بھی تین قسم - قسم اول:۔ **مزارات کو سجدہ یا اس کے سامنے کی زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع** - (ایضاً ص ۶۳)

قسم دوم:۔ **مزار کو سجدہ تو درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزّوجل کو سجدہ جائز نہیں - اگرچہ قبلہ کی طرف ہی ہو** - (ایضاً ص ۶۴)

غیر خدا کو سجدہ کبھی کفر ہے اور کبھی صرف حرام - کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدے کا قصد کرے اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اُس کی تعظیم یا یہ کہ اصلاً کچھ قصد نہ کرے - (ایضاً ص ۴۶)

زمیں بوسی جب حرام تو سجدہ بدرجہ اولیٰ حرام

فرمایا:۔ زمیں بوسی حقیقتاً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنی ضرور ہے جب یہ اس وجہ سے حرام و مشابہ بُت پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجود ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بُت پرستی کا مشابہ ہوگا۔

(ایضاً ص ۵۸)

عُرس میں قوالی مع مزامیر وغیرہ کے سوال کے جواب میں فرمایا

ایسی قوالی حرام ہے - حاضرین سب گنہگار ہیں اور اُن سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عُرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ لگ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے - یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا

وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو - نہیں - بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ - وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بتایا - ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے اُسے سنایا - اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے - تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے -

(احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۸)

اور فرمایا - بعض جہال بدمست یا نیم مُلّا - شہرت پرست یا جھوٹے صوفی بادہ بدمست - کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا مجمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں - انہیں عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف - متعیّن کے آگے مجمل - محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے - پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل - اسی کو ترجیح - مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے... کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے، اقرار لاتے - یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے - کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں - اپنے لئے حرام کو حلال بنائیں - پھر اسی پر بس نہیں - بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا کابر سلسلہ چشت قدّست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں - نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں - حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیّدی مولائی نظام الحق والدّین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں - مزامیر حرام است - مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضرت سیّدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا - اس میں صاف ارشاد فرمایا "اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبری عن ہذہ التہمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار مشعرۃ من

عمالی صنعہ اللہ تعالیٰ - ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری بات ہے - وہ صرف قوال کی آواز ہے - اُن اشعار کے ساتھ جو کمالِ صفت الٰہی سے خبر دیتے ہیں - لِلّٰہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا - یا آج کل کے مدعیان خام کار کی تہمت بے بنیاد ظاہر الفساد لا حول ولا قوۃ اِلاّ باللہ العلی العظیم - مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے - اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی - کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے - شراب ہے یا پانی - زنا رے اور کہدے غلبۂ حال کے باعث ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو (بیوی) ہے یا بیگانی

(احکام شریعت حصہ اوّل ص۵۰ تا ۵۱)

فرمایا :- حضرت مخدوم شرف الملۃ والدین یحییٰ منیری قدس سرہ نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے - (ایضاً حصہ دوم ص۱۶۱)

قبروں اور مزارات پر جانیوالی عورتوں پر اللہ فرشتوں اور صاحبِ مزار کی طرف سے لعنت ہوتی ہے

عرض :- حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد :- غنیہ میں ہے - یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے - اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے؟ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے دیگر کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں - وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب الواجبات ہے - بخلافِ دیگر

قبور و مزارات کے کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود - اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہد ہے - لہٰذا ان کے لئے طریق اسلم احتراز ہے - (الملفوظ حصہ دوم ص۱۴۲)

آج کل جاہل مردوں کا بھی عرسوں میں جانا درست نہیں

فرمایا :- مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی رقص و مزامیر و سرود میں جو آج کل جہلاء نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے - اس کی شرکت میں **عوام رجال کو بھی پسند نہیں** رکھتا - (جمل النور ص۹)

قبر کا اُونچا بنانا خلاف سنت ہے :-

عرض :- قبر کا اُونچا بنانا کیسا ہے؟

ارشاد :- خلاف سنت ہے - میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں دیکھئے - ایک بالشت سے اُونچی نہ ہوں گی -

(الملفوظ حصہ سوم ص۱۰۲)

فرضی مزارات بنانا انہیں اپنے کشف کا نتیجہ قرار دینا اور اُن پر عرس کرنا ناجائز و بدعت ہے

فرمایا :- قبر یا مقبور کی زیارت کے لئے بلانا اور اس کے لئے وہ افعال کرنا (اس قبر پر چادریں، مرغ، بکری، مٹھائیاں اور روپیہ پیسہ چڑھانا) گناہ ہے - فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے -

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص۱۱۵)

پیرانِ پیر کے نام سے بعض جگہ مزارات یا اُن کے مزار کی اینٹ پر عُرس کرنا ناجائز ہے

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے بعض جگہ مزار بنا لیا گیا ہے - بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں اُن کے مزار کی اینٹ دفن ہے - اس مزار میں یا ایسی جگہ عرس کرنا چادر چڑھانا کیسا ہے - وہ قابلِ تعظیم ہے یا نہیں ؟

الجواب :- جھُوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں -

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۱۱۶)

عُرس کرنے اور عُرس کی نیاز کردہ شیرینی پر جنت کے وجوب کی خوش خبری کا حکم

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے یہ دستور مقرر کر رکھا ہے کہ ہر ششماہی یا سالانہ یوم معیّن و تاریخ مقرّرہ پر اپنے پیر کا عرس ہوا کرے گا - لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ جو شخص یہ عرس کرے اور عرس کی نیاز کردہ شیرینی کو کھائے گا - اس پر بلاشبہ جنت مقام دوزخ حرام ہے - یہ کہنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے ؟

الجواب :- یہ کہنا جزاف اور یاوہ گوئی ہے - اللہ جانتا ہے کہ کس کا جنت مقام اور کس پر دوزخ حرام ہے - عرس کی شیرینی کھانے پر اللہ اور رسول کا کوئی وعدہ ایسا نہیں ثابت جس کے بھروسہ پر یہ حکم لگا سکیں - تو یہ تقول علی اللہ ہوا اور وہ ناجائز ہے -

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۲۱۹ ، ۲۲۰)

قبرستان میں جُوتی پہن کر چلنا چارپائی پر سونا گھوڑا باندھنا ناجائز ہے

قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے - نہ کہ جُوتا پہننا کہ سخت توہینِ اموات المسلمین ہے - ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں - اُس پر چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو - قبروں پر گھوڑے باندھنا ، چارپائی بچھانا ، سونا بیٹھنا سب منع ہے - (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۱۰۷)

قبر پر بیٹھنا جائز نہیں

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها " (رواہ مسلم) نہ تو قبروں کے اوپر بیٹھو - اور نہ اُن کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھو -

قبر کے ساتھ تکیہ لگانا بھی جائز نہیں

کیونکہ اس سے قبر والے کو تکلیف ہوتی ہے - حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میں ایک قبر سے تکیہ لگائے بیٹھا ہوں تو آپ نے مجھ سے فرمایا " لا تؤذ صاحب هذا القبر ولا تؤذه " (رواہ احمد) اِس قبر والے کو تکلیف نہ دو -

اولیاء اللہ کے مزارات پر عُرس جائز اور میلہ حرام اور میلہ کرنے والے کو اِمام بنانا ناجائز ہے

عُرس کیا ہے ؟ اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت یا دیگر مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواح طیّبہ کو پہنچانا جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر سے خالی ہو - عورتوں کو قبور پر ویسے بھی نہ جانا چاہیئے - نہ کہ مجمع میں بے حجابانہ اور تماشے کا میلہ کرنا اور فوٹو وغیرہ بنوانا

یہ سب گناہ وناجائز ہیں ۔۔۔۔ جو شخص ایسی باتوں کا مرتکب ہو اسے امام نہ بنایا جائے واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صہ ۲۱۶)

صاحبِ قبر کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو تو فاتحہ پڑھنا منع ہے

قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیاء کرام وشہداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ایصال ثواب مندوب و ثواب اور مالیدہ وشیرینی خصوصیات عرفیہ میں اگر وجوب نہ جانے حرج نہیں۔ اور قبر پر لیجانے کی نہ ضرورت نہ اس میں معصیت ہاں اسے شرعاً لازم جانے یا بغیر اس کے فاتحہ قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے اس اعتقاد سے احتراز لازم ہے ۔ قبور مسلمین خصوصاً قبور اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے ۔ عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح فرمائی ۔ مگر شیرینی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں لے جائے اس کو قبر پر نہ رکھے۔ جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ "یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی اس کی زیارت کرنی فاتحہ دینی ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ قبر مسلمان کی زیارت سنت ہے" اور فاتحہ مستحب اور قبر کافر کی زیارت حرام ہے اور اسے ایصال ثواب کا قصد کفر ۔ تو جو امر سنت وحرام یا مستحب وکفر میں متردد ہو وہ ضرور ممنوع وحرام ہے ۔ (ایضاً صہ ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۴۱ صہ ۲۰۵)

قبر پر پاؤں رکھنا ناجائز ہے

فرمایا: اس کا لحاظ ضرور رکھے کہ کسی پہلی قبر پر پاؤں نہ پڑے ۔ قبر پر پاؤں رکھنا بلا مجبوری محض ناجائز ہے۔ یہاں تک کہ علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے عزیز کے گرد اور مسلمانوں کی قبریں ہوگئیں کہ ان پر پاؤں رکھے بغیر اپنے عزیز کی قبر تک نہیں جاسکتا تو وہاں تک جانے کی ضرورت نہیں دور ہی سے فاتحہ پڑھے ۔

(فتاویٰ افریقہ صہ ۲۹)

قبر پر لوبان جلانا : فرمایا: "عود لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے ۔ اگرچہ کسی برتن میں ہو ۔ (فتاویٰ افریقہ صہ ۶۹)

مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی بزرگان دین کے اعراس کو جائز فرمایا ہے :-

فرمایا: پس عرس میں جو تاریخ معین ہوتی ہے اگر اس تعیین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ اور کسی مصلحت سے یہ تعیین ہو ۔ مثلاً سہولت اجتماع تاکہ تداعی کی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت کے شبہ سے مامون رہیں اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب فی اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی سے اور کثیر مقدار میں جو کہ اجتماع میں حاصل ہے ثواب پہنچانا بے تکلف میسر ہو جاوے ۔ نیز اس اجتماع میں طالبوں کو اپنے لئے شیخ کا انتخاب بھی سہل ہوتا ہے ۔ یہ تو ظاہری مصالح ہیں جو مشاہدہ ہیں یا کوئی باطنی مصلحت داعی ہو۔ جیسا میں نے بعض اکابر اہل ذوق سے سنا ہے کہ میت کو اپنے "یوم وفات کے عود سے وصول ثواب کے انتظار کی تجدید ہوتی ہے" اور یہ مصلحت محض کشفی ہے جس کا کوئی مکذب عقلی یا نقلی موجود نہیں ۔ اس لئے صاحب کشف کو یا اس صاحب کے کشف کے معتقد کو بدرجہ ظن اس کی رعایت کرنا جائز ہے ۔ البتہ جزم جائز نہیں ۔

بہر حال ایسے مصالح سے یہ تعیین ہو تو فی نفسہ جائز ہے ۔ لیکن اگر کوئی اور عارض موجب منع اس میں منضم ہو جائے مثلاً سماع خلاف شرائط یا اختلاط امارد (بے ریش لڑکے) و نساء (عورتیں) یا مجمع کے جمع کرنے کا اہتمام خصوص فساق و فجار کے شریک کرنے کا اہتمام یا شرکت کے بعد بلا ضرورت ان کا احترام یا احتمال فساد عقیدہ عوام تو ان عوارض سے پھر وہ مباح بھی ممنوع ہو جاویگا اور قطعاً وہ عرس واجب الترک ہو جائے گا ۔ جیسا اس زمانہ میں اکثر اعراس

کی حالت ہوتی ہے ۔" (بوادر النوادر جلد اول ص۵۵ مطبوعہ شیخ غلام

مولانا تھانوی صاحب تو اہل قبور کے تصرف کے بھی قائل ہیں

چنانچہ فرماتے ہیں (۲۹۰) میں (راوی ملفوظات) حضرت کی خدمت غذائے روح کا وہ سبق جو حضرت شاہ نور محمد صاحب کی شان میں ہے سنا جب اثر مزار شریف کا بیان آیا آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جو مُرید تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریش اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمایئے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے د یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا۔ وہ شخص بھی حاض اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ پائیں قبر سے ملا کرتا

(امداد المشتاق ص۱۱۷)

اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ آپ کے نزدیک درود ہے اور اس کو پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ مولانا ظفر احمد صاحب تھانو فرماتے ہیں۔ جب میں نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانو کو یہ مضمون (حضور علیہ السلام کا سلام) پہنچایا تو مولانا کی عجیب حالت ہو گئی تھی جس میں بیان نہیں کر سکتا (مولانا نے) جواب میں ارشاد فرمایا ,,کہ میری سمجھ میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں آتا۔ جس سے حضور علیہ السلام کا جواب دوں۔ پھ بعد میں فرمایا کہ یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسل (التبلیغ کا تیسرا وعظ شکر النعمہ بذکر رحمۃ الرحمہ حاشیہ ص۱۲)

بلکہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کو بھی صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جائز فرماتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص۹۲)

مسجد نبوی شریف سے برکت حاصل کرنے کے متعلق فرمایا:۔

اور مسجد نبوی کی زیارت سے برکت حاصل کرنے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی۔ اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے میری زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص خالی حج کرلے اور میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی اور اس مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے۔ اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین) بہشتی زیور جلد ۳ ص۳۵)

نیز فرمایا: حضرت عمر بن عبد العزیز سے جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں ثابت ہے کہ وہ روضہ اقدس پر صرف سلام پہنچانے کے لئے قصداً قاصد کو بھیجتے تھے اور کسی سے نکیر (انکار) منقول نہیں تو یہ ایک قسم کا اجماع ہو گیا اور جب دوسرے کا صرف سلام پہنچانے کے لئے سفر جائز ہے تو خود حاضری دینا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ (بوادر النوادر جلد ۱ ص۲۶)

امام احمد رضا نے حضور علیہ السلام کی حاضری کے متعلق فرمایا

(۱) زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح سے ڈراتے ہیں۔ راہ میں خطرہ ہے۔ وہاں بیماری ہے۔ خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے۔ اس سے کیا بہتر کہ اُن کی راہ میں جائے۔ اور تجربہ ہے کہ جو اُن کا دامن تھام لیتا ہے اُسے وہ اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں۔ کیل کانٹے کا ہرگز کھٹکا نہیں ہوتا۔ والحمد للہ۔

(۲) حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو۔ یہاں تک کہ امام

ان اہمام فرماتے ہیں۔ اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(٣) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(٤) جب حرم مدینہ نظر آئے۔ بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو۔ روتے سر جھکاتے آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ

جائے سر است اینکہ تو پا می نہی	پائے نہ بینی کہ کجا می نہی
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا	ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

(٥) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔

(٦) جب شہر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصوّر میں غرق ہو جاؤ۔

(٧) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو۔ ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ معاً وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو۔ اور نئے بہتر۔ سُرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مُشک افضل ہے۔

(٨) اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو۔ رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ۔ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(٩) جب درِ مسجد پر حاضر ہو۔ صلوٰۃ و سلام عرض کرکے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(١٠) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے۔ ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھیں، کان، زبان، ہاتھ پاؤں اور دل سب خیال غیر سے پاک کرو۔ مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(١١) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو

جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو۔ پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(١٢) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلّا کر نہ نکلے۔

(١٣) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی اُن کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

(١٤) اب اگر جماعت قائم ہو تو شریک ہو جاؤ کہ اسی میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربار اقدس صرف "قل یا" اور "قل ہو" سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور اُن کا اور اپنا قبول نصیب کر۔ آمین

(١٥) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتے کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حضورِ کرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائینتی یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں۔ اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہاں میں کافی ہے والحمدللہ۔

(١٦) اب کمال ادب و ہیبت و خوف و امید کے ساتھ زیر قندیل اس

چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کی جانب جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے۔ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی جالی مبارک چومنا بے ادبی ہے

(۱۷) فرمایا:- خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے۔ بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی۔ اُن کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے والحمدللہ۔

(۱۸) الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے۔ جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ باآواز حزین وصورت درد آگیں و دلِ شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند و سخت (کہ اُن کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست کہ سنت کے خلاف ہے۔ اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں ــــ

(۲۰) روضۂ انور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اُن کی اطاعت میں ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صـ۲۲۲ تا ۲۲۴)

مجرا (تسلیم) بجالاؤ اور عرض کرو "السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا خیر خلق اللہ۔ السلام علیک یا شفیع المذنبین۔ السلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک و اُمتک اجمعین۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۲۲۲ تا ۲۲۴)

مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی فرماتے ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا:- جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ "الصلوٰۃ والسلام علیک ۔۔ یا رسول اللہ" (شکر النعمہ بذکر رحمۃ الرحمہ حاشیہ صـ۱۲ طبع جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب "عوام کو منع کرنا چاہیئے" (فتاویٰ امدادیہ جلد چہارم صـ۱۱۵)

کسی نے سوال کیا۔ بکلمہ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کے ورد کے متعلق جناب کی رائے کیا ہے۔ تو جواب دیا۔ "ایسے امور و معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ تاویل مناسب کر کے" (فتاویٰ امدادیہ جلد ۴ صـ۹۲)

امام احمد رضا نے آداب زیارت روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مزید فرمایا:-

۳۶۔ ترک جماعت بلاعذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۳۷۔ قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

۳۸۔ روضہ انور کا نہ طواف کرو۔ نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔ (ایضاً صـ۲۲۴) (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صـ۲۲۲ تا ۲۲۴، تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار قبرستان تشریف لے گئے۔ ساتھ حضرت کمیل بھی تھے جب آپ قبرستان

پہنچے تو آپ نے ایک نظر قبروں پر ڈالی اور اس کے بعد قبر والوں سے خطاب فرمایا۔
"اے قبرستان میں بسنے والو! اے کھنڈروں میں رہنے والو! اے وحشت اور تنہائی میں رہنے والو! کہو کیا خبر خبر؟ کہو کیا حال ہے؟ — ہمارا تو یہ حال ہے کہ مال تقسیم کر لئے گئے — اولادیں یتیم ہوگئیں — بیویوں نے دوسرے خاوند کر لئے — یہ تو ہمارا حال ہے۔ اب تم بھی تو اپنی کچھ خیر خبر سناؤ۔

پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ حضرت کمیل کی طرف دیکھا اور فرمایا:
"کمیل اگر ان باشندوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ کہتے کہ بہترین توشہ پرہیزگاری ہے" یہ فرمایا اور رونے لگے۔ دیر تک روتے رہے اور پھر بولے کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔

(روشن ستارے جلد ۲ صفحہ ۱۱۲، مصنف محمد یوسف اصلاحی)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبرستان جاکر رونے کے آثار آنکھوں اور رخساروں پر ظاہر ہو گئے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قبروں میں کھانے والے منافق ہیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک قبرستان سے گذرے، دیکھا کہ کچھ لوگ قبرستان میں بیٹھے کھا پی رہے ہیں۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے قریب گئے اور سوال کیا۔ **تم مسلمان ہو یا منافق؟** ان لوگوں کو یہ سوال ناگوار گذرا حضرت خواجہ نے فرمایا میں نے یہ سوال تم سے اس لئے پوچھا ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ جو قبرستان میں کھائے پیئے وہ منافق ہے۔ کیونکہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ یہاں تم جیسے اور تم سے بہتر لوگ بھی خاک میں پڑے ہیں اور چیونٹیوں اور سانپوں کے بس میں ہیں۔ ان کا پوست گل سڑ گیا ہے۔ اور ان کا حسن مٹی میں مل گیا ہے اور خود اپنے ہاتھوں سے تم نے اپنے عزیزوں کو

مٹی میں دفن کیا ہے۔ پھر تم نے کیسے گوارا کر لیا کہ یہاں بیٹھ کر کھاؤ پیو۔
حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ارشادات سن کر لوگوں نے اپنی اس حرکت سے توبہ کی۔ (خواجہ غریب نواز۔ صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۷)

زیارت قبور کے مقاصد:

(۱) دنیا سے بے رغبتی۔ (۲) آخرت کی یاد اور فکر دلوں میں پیدا کرنا۔ (۳) اہل قبور کے لئے دعا خیر اور ایصال ثواب کرنا۔ (۴) فاسق و فاجر لوگوں کی قبروں سے عبرت پکڑنا۔ (۵) متقی و پرہیزگار اور اولیا کرام کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے اپنے اندر خدمت دین کا جذبہ پیدا کرنا اور دعا کرنا کہ اے اللہ ہمیں بھی اپنے ان مقبول بندوں کے صدقے دین کی سمجھ، اس پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق عطا فرما۔

قبرستان میں جاکر چیخنا چلانا، شور و غل کرنا، لڑنا جھگڑنا، ایک دوسرے سے مذاق کرنا، پیشاب و پاخانہ کرنا، اچھلنا کودنا، قبروں پر چلنا پھرنا، قبرستان میں آگ جلانا۔ اس کے درخت و گھاس وغیرہ کاٹنا، قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا سجدہ کرنا، اس کے ساتھ ٹیک لگا، وہاں ڈھول ڈھمکا، طبلہ و سارنگی بجانا قوالی کرنا، کھانا پینا، یہ سب ناجائز کام ہیں۔ ان سے قبروں اور مزارات اولیا کرام کی بے ادبی و توہین ہوتی ہے۔

افسوس! آج کل عوام تو عوام خواص بھی ان چیزوں کا خیال نہیں کرتے۔ ہزاروں میں کوئی شخص ہی ایسا ہوگا جو آداب زیارت قبور کا لحاظ رکھے اور دعا کرے کہ "اے اللہ! جس طرح تیرے اس بندے نے اسلام کی خدمت کی مجھے بھی اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما۔"

زیارت قبور خصوصاً مزارات اولیا کرام پر آتے تو سبھی ہیں لیکن عوام اس لئے آتے ہیں کہ مال و دولت اور لڑکا مل جائے۔ طلباء اس لئے کہ بلا محنت امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ نوجوان اس لئے کہ شادی حسب منشا ہو جائے۔ عورتیں اس لئے

کہ خاوند غلام رہے۔ سیاستدان اس لئے کہ اقتدار مل جائے۔ تاجر اس لئے کہ ڈنڈی مارتے رہیں اور کوئی نہ پوچھے، چور اُچکے اس لئے کہ پکڑے نہ جائیں۔ حکمران اس لئے کہ کرسیٔ اقتدار محفوظ رہے۔

یُوں ہی جمعرات اور دیگر اہم تقریبات کے موقعہ پر مزاراتِ مقدّسہ کی حاضری دینے والے **واعظ و مقرر حضرات** میں سے اکثر تاجرانہ اور کاروباری ذہن رکھتے ہیں جنہیں قرآن آتا ہے نہ حدیث۔ جس طرح ایک تاجر و صنعت کار مارکیٹ میں اپنے مال کا "سیمپل" پیش کرتا ہے۔ "پیشہ ور واعظ و مقرر بھی زائرین کے سامنے چند یاد کئے ہوئے ٹُٹکے اور لطیفے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں تاکہ اُن کے گاہکوں میں اضافہ ہوتا رہے۔

ایسے واعظ و مقرر حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بُغض و عناد، حسد و کینہ اور نفرت و عداوت اس طرح سرایت کئے ہوتی ہے جس طرح یہودیوں کے دلوں میں بچھڑا سرایت کر گیا تھا۔ بلکہ بعض دفعہ تو مساجد و خانقاہوں میں ہاتھا پائی، گالی گلوچ اور جنگ و جدل تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

بعض مقرّرین کی حرکات و سکنات، وضع قطع اور ہیئت کذائیہ دیکھیں تو چڑیا گھر کی مخلوق نظر آتے ہیں۔ جیسے بن مانس لوگوں کو عجیب و غریب حرکات سے ہنساتا ہے۔ یہ بھی خلافِ شرع حرکات سے لوگوں کو ہنساتے ہیں۔ وہ قبور سے عبرت نہیں پکڑتے۔

حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدسہ پر جہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی ایسے بزرگانِ دین اکتسابِ فیض کے لئے حاضر ہوئے اب بھی بعض متبع شریعت مشائخ اس مقصد کے لئے حاضر ہوتے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں جاہل، جعلی، مجسمہ دجل و فریب پیروں کی تعداد کہیں زیادہ ہے جو اپنی

دوکان چمکانے کے لئے آتے ہیں۔

علمائے حق کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو زیارتِ قبور اور دیگر امورِ شرع کے آداب سکھائیں۔ تاکہ لوگ خلافِ شرع کاموں سے بچ کر اپنی آخرت سنواریں

اربابِ اقتدار کا فرض ہے کہ مزاراتِ مقدسہ پر صرف اعراس کی اجازت دیں اور میلوں کو بذریعہ قانون و طاقت بند کریں۔

تمام مکاتبِ فکر کے علمأ کی ذمہ داری ہے کہ مل کر مزاراتِ مقدسہ پر خلافِ شرع ہونے والی حرکات کو بند کرنے کے لئے کوئی مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں ورنہ قیامت کے دن اگر حضور علیہ السلام نے اللہ کے دربار میں استغاثہ دائر کیا کہ مولا کریم یہ علمأ و مشائخ میری اُمت کو گمراہی میں چھوڑ کر اپنی اپنی بولیاں ہی بولتے رہے اور روٹی کے ٹکڑے کے لئے خود بھی لڑتے رہے اور لوگوں کو بھی لڑاتے رہے تو بات بنائے نہ بنیگی اور کوئی حامی و ناصر نہ ہوگا۔ فرشتے اُٹھا کر جہنم میں پھینک ہی نہیں دیں گے بلکہ حق چھپانے والی زبانوں کو قینچیوں سے کاٹیں گے اور گُرزوں سے شرانگیز و فتنہ پرور دماغوں کا بھیجا نکال دینگے حسد و بُغض اور کینہ و عناد رکھنے والے دل غم سے گھٹ گھٹ کر گلوں تک آجائیں گے۔

یاد رکھو! اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ ۱۷/۳۶

المُرتّب:۔ خادم الاولیأ والعلمأ **علی احمد سندیلوی** ۸ صفر ۱۴۰۴ھ
۱۳/۱۱/۸۳ بروز اتوار بعد از نماز عشأ بوقت دس بجکر بیس منٹ

شعبہ نشر و اشاعت مسجد اخوان المومنین پاکستان نزد پیر مکی ۵۰ راوی روڈ لاہور

اخوان المومنین پاکستان کی مطبوعات

(۱) قرآن کا پیغام ———— اشتہار سائز ۲۰×۳۰
اولیا رحمن اور اولیا شیطان کے نام ————

(۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ———— 〃 〃
کا پیغام علما، مشائخ کے
صاحبزادوں اور قوم کے نام

(۳) رسول اعظم، صدیق اعظم، فاروق اعظم ———— 〃 〃
کا پیغام - تنخواہوں کے سکیل مقرر کرنے
والوں کے نام -

(۴) اسلام کا پیغام - علما، مشائخ ———— 〃 〃
سیاستدانوں اور حکمرانوں کے نام

(۵) ایک پیغام مسلمانوں کے نام ———— 〃 〃
موجودہ جہیز سنت مصطفےٰ
یا لعنت خدا؟

(۶) دو جلوس ———— 〃 〃
نورانی اور شیطانی

(۷) حضرت غوث اعظم کا پیغام ———— 〃 〃
واعظوں اور پیروں کے نام

(۸) امام احمد رضا کا پیغام ۱ - تیجا، چالیسواں وغیرہ کرنیوالوں کے نام 〃 〃

(۹) امام احمد رضا کا پیغام ۲ بزموں، انجمنوں اور تنظیموں کے نام 〃 〃

(۱۰) امام احمد رضا کا پیغام ۳ زیارت قبور کرنے والوں کے نام 〃 〃

(۱۱) محدث اعظم پاکستان ابو الفضل ———— 〃 〃
مولانا محمد سردار احمد کا پیغام

خطوط

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

بفضلہ تعالیٰ ہم نے جو اصلاحی پیغام قوم کے سامنے رکھا تو ہر مکتبۂ فکر اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اصحاب نے بذریعہ خطوط و مکتوبات ہماری حوصلہ افزائی - ہم اُن کے خلوصِ دل سے شکر گزار ہیں -

جی چاہتا ہے کہ سب خطوط شائع کئے جائیں لیکن افسوس کہ وقت اور سرمایہ کی قلت مانع ہے - اس لئے فی الحال ہم صرف چند خطوط شائع کر رہے ہیں - انشاءاللہ دوسری جلد میں نہ صرف اہم شخصیات کے خطوط و پیغامات سامنے لائے جائیں گے بلکہ موافق و مخالف جملہ خطوط شائع کئے جائیں گے - انشاءاللہ تعالیٰ!

(ادارہ)

(صاحب)زادہ میاں محمد سلیم حماد
سجادہ نشین [illegible]
[illegible] ۳ دربار روڈ، لاہور
فون ۶۶۹۲۳

مکرم جناب الحاج محمد سعید علوی صاحب

(السلام) علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سرراہ ملاقات ہونے پر چند تجاویز
(عر)ض خدمت کی تھیں اور وعدہ کے مطابق تحریراً بھی بھیج رہا ہوں۔ اگر ان
(تج)اویز کو مناسب و مقبول سمجھیں تو قبول فرمائیے گا۔
(س)لسلہ اشاعت نمبر ۹ اس وقت میرے سامنے ہے۔
کتابت کی اغلاط کافی ہیں مثلاً "ملازمتوں کو تنخواہ، اجرت کے معاملہ
میں کمی زیادتی کی بنیاد بنانا فاروقی فلسفہ ہے" (فاروقی)
(ظ)المین دینی مدارس کی بجائے (ظالمین) لکھا گیا ہے۔
کتابت کے بعد پروف ریڈنگ ضرور کیا کریں۔
اشتہار پر ۲۲ ذیقعد ۱۴۰۲ھ اور ۲۵ ذیقعد ۱۴۰۲ھ دو مختلف تاریخیں درج
کرنا مناسب نہیں۔ اس کے علاوہ وقت کا لکھنا اچھا نہیں لگتا کیونکہ وقت
کا اندراج ذاتی ڈائری میں مناسب ہوتا ہے۔ [illegible] مسائل کا اشتہار میں [illegible]
موجودہ تحریر شدہ پتہ اچھا تاثر نہیں دیتا۔ لہذا مسجد کا کوئی مناسب نام
رکھیں اور صرف ۱۵۰ راوی روڈ لاہور لکھنا کافی ہو گا۔
مثلاً مسجد اخوان ۱۵۰ راوی روڈ لاہور
اگر اشتہاری صورت کے بجائے پمفلٹ کی صورت میں آپ کی کوشش [illegible]
ہوں تو زیادہ مناسب ہے [illegible] آپ کی [illegible]
[illegible] اشتہارات کا مواد بالکل مختصر ہوتا ہے لیکن آپ
کی طرف سے مواد کی بھرمار ہوتی ہے۔ اس کے لئے یا تو مواد مختصر رکھیں
یا پمفلٹ کی صورت میں چھاپیں۔
اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت دے اور نیک ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین
والسلام محمد سلیم حماد

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

فرض چھوڑ کر نفل پڑھنے والا ص ۱۸


إن الدين عند الله الإسلام
واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا
لا إله إلا الله محمد رسول الله
رب زدنی علما
اخوان المومنین پاکستان ۱۵۰، الشارع راوی لاہور